ओ३म

ویاکھیان مکتاولی

ہردو حصّہ

مصنّفہ کرپارام شرما جگرانوی آنریری اپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا ممالک
مغربی شمالی۔

جسمیں کل ٹریکٹ مصنّفہ کرپارام شرما معہ دو
دیگر کتب موجود ہیں

ویدک دھرم پریس مرادآباد میں چھپی

قیمت

वेदों की अजमत
पंडित क्रिपाराम शर्मा

6

ٹریکٹ نمبر ۲۳

ویدوں کی عظمت

مصنفہ

پنڈت کرپارام شرما جگراؤنوی آنریری اپدیشک
آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

جسکو

لال چند۔ مینیجر آریہ پستکالیہ دہلی نے شایع کیا

بار اوّل ۱۰۰۰ قیمت ۱ر ۶ پائی

آریہ سنسکرت پستکالیہ دہلی و مرادآباد سے ہر قسم کی عمدہ کتابیں ملسکتی ہیں

[illegible]ل بک ڈپو پریس دہلی میں باہتمام لالہ رگھبیر دیال صاحب مینیجر طبع ہوا

यां मेधां देव गणा पितरश्चो पासते तया मा मद्यमेध याग्ने मेधा विनं कुरु:

پیاری بہائیون اس وید منتر مین ایشر جیو ن کو اس بات کا اپدیش کرتی ہین کہ ہی جیو اگر تم بدہی
اتما کی شانتی کیواسطے کسی چیز کی مجہسے پرارتہنا کرنی چاہتے ہو تو مجہہ سے ایسی چیز مانگو کہ جسکے
حاصل ہونیکی بعد تمہین دوسری دفعہ مانگنے کی ضرورت نہ پڑے۔ جسکو حاصل کرکے تمہارا آتما پہر
کبہی دوکہی نہو اور جسکے ہونے سے تم کبہی اپنے آپکو کسی کام کے کرنے مین جو تمہارے لئے
سقر مین نالایق نہ سمجہو اور جو پدارتھ تم کو سنسار مین اپنی کوشش سے نہ مل سکتا ہو اوسکے واسطے
مجہسے مانگو پیارے سجنو اس منتر کا ارتھ یہ ہے۔ کہ ہی گیان سروپ اگنی جس میدہا (نامی)
دہارنا دتی بدہی کو دیوگن ارتھات عالم لوگ اُپاسنا کرتے تھے۔ اور جس پورب کلپ کی رشی
منی اور ہمارے بزرگ پرابت تھے آپ اوسی بدہی سے ہمین بدہی مان کیجئے۔ پیارے دوستو

شاستروں مین بدہی دو قسم کی مانی گئی ہے۔ ایک دہی۔ دوسری میدہا۔ دہی اُس بدہی کو کہتے ہین جسکی شکتی جل کے موافق ہے۔ جسطرح جل مین جو ملانے کی طاقت ہے۔ کہ مقررہ ہاتھ کو ملاکر ختم ہوتی ہے۔ اور وہ شکتی زیادہ بڑہ نہین سکتی اسی طرح دہی وہ بُدہی ہے جس سے انسان موٹی سنسارک باتین جان سکتا ہے۔ جو کہ ہر ایک یونی کے واسطے مقرر ہین اور جس سے سوائے پرتیکش چیزون کے اور چیزون کا گیان نہین ہو سکتا اور جس بدہی کا آدمی سنسار کی بیرونی خواہشون کو چہوڑکر روحانی علم کو بالکل حاصل نہین کر سکتا ہ

دوسری میدہا اوس بُدہی کو کہتے ہین جسکی شکتی اگنی کے موافق ہے۔ اگنی مین جو جلانی کی طاقت ہے۔ جسقدر جلانی کے لایق چیزین اوسکے سامنے آتی جائیگی اوسی قدر بڑہتی جائیگی۔ اور یہ شکتی کبھی ختم نہین ہوگی جبتک کہ جلانے کے لایق چیزین اوسکے سامنے آتی جائین اوسی طرح، میدہا بدہی والا انسان جیو آتما۔ پرماتما اور پرکرتی کے یتہارتھ گیان کو پرتیکش۔ انومان اور شبد کے ذریعہ سے حاصل کرکے اوس کے ساتھ ٹھیک ٹھیک سلوک کرکے اپنی آتما کی سچّی شانتی کو حاصل کر سکتا ہے۔ وہ گذشتہ کامون کے نتیجون کو دیکھتا ہوا ورتمان کو آگی کی سدہار مین خرچ کر سکتا ہے اور شریر یا اندریون اور من سے جو آتما کو اپنی منزل پر پہونچنے مین بجائے رتھ لگام اور گھوڑون کے دئیے گئے مین قابو مین کرتا ہے۔ وہ کبھی اندریون کا غلام نہین بنتا اور نہ اندریون کو کمزور ہونے دیتا ہے بلکہ جانتا ہے۔ کہ اندریون کی پربلتا اور نربلتا دونون میرے واسطے مضر

ہیون کیونکہ پربل اندریین آتما پر کرتی کے گڑھے مین گرا دیتے ہین - اور نربل اندریین ٹھیک ٹھیک
گیان حاصل کرنے کا کام نہین دیسکتے ہین - آریہ جنہون نے اس منتر کے مطلب کو سمجھکر اور
پرتکش مین یہ بات دیکھا کہ ایک آدمی پانچسو بھینسونکا گلہ چرا اتا ہے - اور ایک آدمی دو
منشونکو نہین پکڑ سکتا - کیونکہ بھینس مین بدہی نہین - اور وہ یہ نہین سمجھ سکتی کہ مین کسطرح
اسکے ہاتھ سے چھوٹ سکتی ہون - اور آدمی عقل کے ہونے سے یہ سمجھتے ہین کہ اگر دونون
دو مخالف طرفونکو چلدین - تو یہ آدمی ہمین کبھی بھی پکڑ نہین سکتا یہان سے ہمارے رشیون نے
یہ نتیجہ نکالا تھا ؎

बुधिर्यस्य बलं तस्य । निर्बुद्धेस्तू कपं बलं ॥

یعنے جسکو عقل ہے - اوسی کو بل ہے - اور بے عقل کو کس طرح پربل ہو سکتا ہے - مین اس پر
ایک مثال پیش کرتا ہون - ایک دفعہ عقل اور قسمت مین جھگڑا ہوا - عقل نے کہا میری
طاقت زبردست ہے - مین جسکو چاہون سکھی کر دون اور میری بغیر کوئی بڑا نہین ہو سکتا
قسمت نے کہا میری طاقت زیادہ ہے - مین تیری بغیر کام کر سکتی ہون تو میرے بغیر
کام نہین کر سکتی - ہر ایک نے اپنی اپنی طرف کی دلیلین زور شور سے دین - لیکن جب
یہ جھگڑا دلیلون سے ختم ہوتا نظر نہ آیا تو عقل نے قسمت سے کہا کہ اگر تو اس گڈریئے
کو جو سامنے جنگل مین بھیڑین چرا رہا ہے میری مدد کے بغیر بادشاہ بنا دی تو مین مان لونگی

کہ تیری طاقت زبردست ہے۔ یہ سنکر قسمت نے اوسکو بادشاہ بنانے کی کوشش
شروع کردی قسمت سے ایک بیش قیمت کہڑانو جس مین لاکہون روپے کے جواہرات
جڑے تھے لاکر گڈرئے کے آگے رکھدیئے۔ گڈریا اونکو پہنکر پھرنے لگا۔ پھر قسمت نے
ایک سوداگر کو وہان پہونچادیا سوداگر ان کہڑانون کو دیکھکر حیران ہوگیا۔ اوس نے
گڈرے سے کہا تم یہ کہڑانو بیچلو۔ گڈرئے نے جواب دیا خرید لو۔ سوداگر نے کہا دام
کہو۔ گڈرئے نے کہا اور دام کیا بتلاؤن مجھے روز روٹی کہانے کیواسطے گانو مین جانا
پڑتا ہے۔ اگر تم دو من بھنے چنے اس کہڑانو کی قیمت دیدو تو مین چنے چبا کر اور بھیڑون
کا دودہ پی لونگا۔ اور گاؤن مین جانے کی تکلیف سے چہوٹ جاؤنگا غرض اس بے عقل
گڈرئے نے ایسے بیش قیمت کہڑانو جس مین ایک ایک ہیرا لاکہون روپے کا تہا
دو من بھنے چنونکی عوض بیچڈالے۔ یہ دیکہکر قسمت نے اور زور دیا۔ اوس سوداگر
کو ایک بادشاہ کے دربار مین پہونچادیا۔ جسوقت سوداگر نے وہ کہڑانو بادشاہ کی
نذر کئے۔ بادشاہ دیکہکر حیران ہوگیا۔ اور اوس نے سوداگر سے پوچھا تم نے یہ کہڑانو
کہان سے لئے ہین۔ سوداگر نے جواب دیا کہ ایک بادشاہ میرا دوست ہے۔ اوس نے
یہ کہڑانو مجھے دیئے ہین۔ بادشاہ نے پوچھا کیا اوس بادشاہ کے پاس ایسے اور کہڑانو
ہین۔ سوداگر نے جواب دیا۔ ہان ہین۔ بادشاہ نے پوچھا کیا اوس بادشاہ کے کوئی لڑکا

بھی ہے۔ سوداگر نے کہا۔ ہان اوسکے لڑکا بھی ہے۔ یہ سنکر بادشاہ نے کہا۔ جاؤ میری لڑکی کی سگائی اوس بادشاہ کے لڑکے سے کرادو۔ یہ سب باتین جب قسمت کے زور سے سوداگر کہہ چکا۔ اب بادشاہ کے آخیر حکم کو سنکر حیران ہوگیا۔ کیونکہ معلوم تھا کہ کہڑانؤ تو گڈریے کے ہین۔ نہ کوئی بادشاہ ہے۔ نہ بادشاہ کا لڑکا۔ لیکن اس جھوٹ بات کے منہ سے نکل جانے سے اوس نے سوچا کہ اگر اسوقت مین اپنے جھوٹ کا اقرار کرتا ہون تو بادشاہ نہ معلوم کیا سزا دے۔ یہ خیال کر کے اوس نے ارادہ کیا جس طرح ہو سکے بادشاہ کے شہر سے نکل چلنا چاہئے۔ اوس نے بادشاہ سے کہا کہ مین آپکی لڑکی کی سگائی کرنے کے لئے جاتا ہون۔ یہ کہکر جس طرف سے آیا تہا اوسی طرف کو روانہ ہوا۔ جب اوس مقام پر پہونچا جہان اوس نے گڈریے کو دیکھا تھا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ گڈریا اوس سے زیادہ قیمتی کہڑانؤ پہن رہا ہے۔ سوداگر اس بات سے حیران ہوگیا۔ اس نے سوچا یہ کوئی سدہ آدمی ہے جسکو اس قسم کی چیز قدرت سے ملجاتی ہے۔ اوس نے سوچا کہ یہان ٹھیر کر اسکا حال معلوم کرنا چاہئے۔ یہ سوچکر اوس نے وہان ڈیرے لگائے۔ اوس کے پاس بہت سا تانبا لدا ہوا تھا۔ وہ سب اسباب ایک طرف درخت کے نیچے رکھدیا جب دوپہر ہوئی گڈریا دہوپ کا مارا اوس درخت کے نیچے آیا۔ جہان تانبے کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔ اور اوس ڈھیر ساتھ سر لگا کر سو گیا اوس کے تکیہ لگانے سے قسمت نے اوس تانبہ کو سونا کر دیا۔ جب سوداگر نے یہ دیکھا تو اوسے

خیال آیا کہ جس آدمی کے سر لگنے سے تانبہ سونا ہو جاتا ہے۔ اوسکو بادشاہ بنانا کون بڑی
بات ہے۔ یہ سوچکر سوداگر نے وہان زمین خرید لی اور قلعہ بنانا شروع کیا فوج رکھنے لگا
جب سب سامان تیار ہو گیا تو اُس گڈریے کو پکڑ کر قلعہ مین لے گیا۔ اچھی بادشاہی کپڑے
پہنا دیئے۔ اور وزیر امیر خدمتگار نوکر رکھدیئے۔ اور پھر اوس بادشاہ کو چٹھی لکھی کہ ہمارے
بادشاہ نے آپکی لڑکی کی سگائی منظور کر لی۔ جو تاریخ مقرر کرو برات اوسدن پہونچ جائے
بادشاہ نے تاریخ مقرر کر کے لکھ بھیجا۔ اُودہر شادی کی تیاری ہونے لگی۔ ایک دن جب دربار
لگا ہوا تھا اور سارے وزیر امیر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ گڈریا بادشاہی تخت پر تکیہ لگائے
بادشاہ بنا بیٹھا تھا۔ اوسوقت گڈریے نے سوداگر سے کہا۔ تم مجھے چھوڑ دو دیکھو میری بھیڑین
کسی کے کھیت مین جا پڑینگی۔ اور وہ مجھے پیٹیگا۔ یہ سن کر سب لوگ ہنس پڑے۔ اور سوداگر
دل مین حیران ہوا کہ اِس کا کیا علاج کیا جائے۔ جو کہین اوس بادشاہ سے اس نے ایسا
کہدیا تو مین ناحق مارا جاؤنگا۔ پھر سوداگر نے اوس گڈریے سے کہا۔ اگر تم پھر کبھی ایسا لفظ
اونچے سے کہو گے۔ تو تمہین تلوار مارونگا۔ جو کچھہ کہنا ہو میرے کان مین کہنا۔ غرض شادی
کی تاریخ نزدیک آگئی اور سوداگر برات لیکر روانہ ہوا جب بادشاہ کا شہر نزدیک آگیا
اور اُدہر سے بادشاہ کا وزیر معہ بہت کاردارون اور فوج سپاہیونکی پیشوائی کو آیا۔
تو اونہین دیکھکر گڈریے کو خیال آیا۔ کہ شاید میری بھیڑین انکے کھیت مین جا پڑین اور یہ

میری پکڑنے کے لئے آئے ہین۔ اوس نے سوداگر کے کان مین کہا تم مجھے چھوڑ دو
دیکھو یہ میرے پکڑنے کے واسطے آئے ہین۔ چونکہ بات کان مین کہی گئی اور کسی کو معلوم
نہ ہوئی۔ اور لوگون نے سوداگر سے پوچھا شہزادہ صاحب کیا حکم دیتے ہین۔ سوداگر نے جواب
دیا کہتے ہین۔ کہ جس قدر آدمی پیشوائی کے لئے آئے ہین سب کو پانچ پانچ لاکھ روپے
انعام دیا جاوے۔ غرض ہر ایک آدمی کو پانچ لاکھ روپیہ انعام دیا گیا۔ شہر مین مشہور ہو گیا
کہ ایک بڑے بھاری بادشاہ کا لڑکا شادی کے واسطے آیا ہے۔ جو ہر ایک آدمی کو لاکھوں
روپے انعام دیتا ہے۔ سینکڑوں ہزاروں کا نام نہین جانتا۔ بادشاہ بھی ڈرا کہ ایسے
بڑے بھاری بادشاہ سے ہاتھ جوڑ لیا ہی ہمیشہ عزت قایم رکھیگا تو رہے گی۔ غرض اوس
گدڑیے کی شادی بادشاہ کی لڑکی سے ہو گئی۔ یہان تک تو ہی مان سوداگر کے زور سے قسمت
کامیاب ہوئی۔ لیکن رات کو وہ گدڑیا اکیلا بادشاہی محل مین رہا۔ جب جھاڑ فانوس لیمپ
جلتے دیکھے تو اُس گدڑیے کو خیال آیا کہ جنگل مین جو کہیں آگ لگتی تھی یہ وہی آگ ہے مین بھی جلکر مر جاؤنگا
وہ گدڑیا یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اتنے مین۔ بادشاہ کی لڑکی گدڑیے کی طرف آئی جب اوس کے
زیور و نکی آواز سنی اوسے خیال آیا کہ کوئی چڑیل میرے مارنے کے واسطے آرہی ہے
یہ سوچکر وہ جھٹ پٹ ایک دروازہ کی اوٹ مین چھپ گیا شاہزادی نے دیکھا کہ شوہر
وہان نہین۔ وہ دوسرے مکان مین چلی گئی اوسکے جاتے ہی اوسے خیال آیا کہ

ایک چڑیل سے بچا ہون ۔ نہ معلوم یہان کتنی اور چڑیلین آئین۔ اسواسطے یہان سے بھاگ چلنا چاہئے۔ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اوسی ایک زینہ اُدہر کی طرف کو نظر آیا وہ جھٹ اوپر چڑھ گیا اور ایک طرف جہجی کو ہاتھ ڈالکر نیچے کو دکر بھاگنے کا ارادہ کیا اوسوقت عقل قسمت سے کہا دیکھہ تیرے بنانے سے یہ بادشاہ نہ بنا بلکہ اب گرکر مریگا ٭

پیارے ناظرین متذکرہ مثال سے آپ سمجھہ گئے ہونگے ۔ کہ اگر دنیا کے سارے سامان ایک طرف مہیا ہوجائین تو بھی جبتک انسان کو عقل نہ آئے تبتک اپنی منزل مقصود کو حاصل نہین کرسکتا ہے۔ پیارے عقلمند بھائیو اگر آپ سیر کے واسطے کسی جنگل مین جائین۔ اور وہان کسی مسافر کو بڑے تیزے سے سفر کرتا دیکھین اور آپ اُس سے سوال کرین۔ تم کہان جاؤگے۔ وہ جواب دے مین نہین جانتا۔ آپ اوس سے پوچھین کس راستے جاؤگے۔ وہ کہے مین نہین جانتا۔ آپ اُس سے پوچھین کہان سے آتے ہو۔ وہ جواب دے مین نہین جانتا۔ آپ اُس سے کہین۔ تمہارے پاس سامان سفر کتنا ہے۔ وہ کہے مین نہین جانتا۔ کیا ایسے مسافر کو دیکھکر جو ہر ایک دم چلتا ہو لیکن منزل مقصود۔ راستہ اور جائے روانگی اور سامان سفر سے بالکل بیخبر ہو اوسکو دیکھکر کیا آپکی عقل سلیم یہ خیال نہ کریگی ۔ کہ یہ بڑا بھاری بیوقوف اور پاگل ہے۔ کیونکہ دانا لوگ کہتے ہین

प्रयोजनं ऽनुद्यिशय : मन्दो ऽपिन प्रवर्तते ॥

یعنے منزل مقصود کا دل مین خیال رکھے بغیر تہوڑی سی بدہی والا آدمی بھی کسی کام کو شروع نہیں کرتا۔ بدہی مان پرشو لب سوچنے کا موقع ہے۔ کہ آپ جو دنیا کی سفر مین روزمرہ چل رہے ہین کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ وہ کونسی منزل یا حالت جہان پر پہونچکر یہ سمجھہ سکین کہ جس مطلب کے واسطے کام شروع کیا تہا وہ پورا ہوگیا۔ مین سمجھتا ہون شاید انسانون اس سوال کے جواب کو جسکا وہ عملی طور پر کچہہ نہ کچہہ اوتر دے رہے۔ انہون نے عقلی طور پر کچہہ بھی نہین سوچا یہی وجہ ہے کہ ہر ایک انسان بیشمار کام کرتے ہوئے بھی ایک نتیجہ یا انسانیت کے مقصد اعلی کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ اور اسی کے نہ سمجھنے کے سبب انسانون مین خلاف رائے اور جھگڑے اور فساد پر رہے ہین۔ جب انسانونکی عملی جیون پر نگاہ ڈالکر اونکی زبان حال سے سنتے ہین۔ اور رشیونکی وچار کی طرف دیکھتے ہین۔ تو کل انسانون کا نہین نہین کل جیون کا ایک ہی منزل مقصود معلوم ہوتا ہے جیسا کہ مہاتما کپل رشی اپنی سانکہیہ شاستر کی شروع مین کہتے ہین :-

अथ त्रिविधदुःखात्यन्त निवृत्तिरत्यन्त पुरुषार्थः ॥

یعنے دنیا مین جسقدر پرانی ہین ساری تین قسم کی دوکہون کے دور کرنے کا پرئین کرتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیون کا اودیش تینون قسم کے یعنے۔

...ہیاتمک - آدہی بہوتک - آدہی دیوک - دوکہون سے چہوٹنا ہے۔

...رہے دہیاتمک) اُن دُکہون کو کہتے ہین - جو انسان کے اندر پیدا ہوتی ہین - مثلاً فکر غصہ

...بین کہ بہاری حسد وغیرہ :

...انون ادہی بہوتک) جو دوسر پرانی کے سبب سے پیدا ہوتی ہین - مثلاً کتے وغیرہ جانورکے

...ٹنے سے یا آدمی کے تلوار وغیرہ مارنے سے جو دکھ پیدا ہوتا ہے :

...رتے ہہی دیوک) جو دیوہی شکتیون یعنے بجلی کے گرنے - ہوا کے تیز چلنے - سردی گرمی کے

...یادہ ہونے - بارش کے کم زیادہ ہونے وغیرہ سے جو تکلیف پیدا ہوتی ہے

...انسانونکا آدہی دیوک کہلاتی ہے - سوال یہ پیدا ہوتا ہے - :

...دیکہنا دکھ کال کے لحاظ سے تین قسم کا ہے - بھوت دکھ - برتمان دکھ - آنیوالا دکھ

...ہوتا ہین سے بھوت یعنے گذرا ہوا دکھ تو خود بخود ناش ہوگیا - اور موجودہ دکھ

...ردم ناش ہوتا جاتا ہے - ان کا دور کرنا تو پرشارتھ نہین - اسواسطے آنیوالے

...دکھ کو دور کرنے کا نام پورشارتھ ہے - جیسا مہاتما پتنجلی منی اپنی شاستر مین لکھتے ہین

हेयं दुख मना गतम

...پیارے پاٹھک گن عام سمجھ کے آدمی اعتراض کرینگے - کہ جو بیماری ابھی پیدا

...ہین ادس کا علاج کیا ہوسکتا ہے - اور جو بھوک آج لگی نہین اوسکی نورتی

کس طرح ہوسکتی ہے۔ کیونکہ پراپت کا نشیدہ سنسار مین دیکھا جاتا ہے۔ اور
نشیدہ ہوہی نہین سکتا۔ لیکن جو بدہی مان آدمی ہین سمجھتے ہین۔ کہ جس چیز
کرنا ہو اوس کا بیج ناش کرنا چاہئے۔ جیسا مہاتما کنادجی لکھتے ہین +

॥ भावात् कार्य्या भाव:

یعنے کارن کے نہونے سے کارج نہین ہوسکتا جس طرح بیج کے بغیر کوئی د
پیدا نہین ہوسکتا اسی طرح جب دکھ کا کارن نہ رہیگا۔ تو دکھ بھی پیدا نہین ہو
دکھ کے کارن کا ناش کرنا ہی آنیوالے دکھ کا ناش کرنا ہے۔ پیارے بھائیو
دیدک شاستر کار جب بیماری کا علاج کرنا چاہتے ہین۔ تو اوسکی اوتہون نے جو
مقرر کئے ہین۔ جبتک اون قاعدون کے موافق علاج نہ کیا جاوے تبتک وہ علا
ٹھیک نہین کہلاتا جیسا مہاتما لولمبراج اپنے ویدجیون گرنتھ مین لکھتے ہین۔

आदौ नदानां दिविधिना विदध्याद् व्याधि नि
चयम। ततः साध्यं प्रीतेनु पश्चात भिषकों पाच
नम्॥

(ارتھ) پہلے ندان یعنے روگ کے کارن وغیرہ سے بیماری کو معلوم کرے۔ اور جب
روگ معلوم ہوجاوے تب یہ معلوم کرے۔ کہ یہ بیماری۔ سادھیہ ہے۔ یا اسا

...وم ہوجاوے کہ روگ سادہیہ یعنے علاج کرنے لایق ہے۔ تو جس طرح سے
...ن پیدا ہوئی ہو اوس کے مخالف طریق سے اوسکا علاج کرے ؛
...ن چیزین ناظرین جسطرح ویدک شاستر مین چار چیزین مانی گئی ہین۔ ایک روگ یعنے
...ی۔ اور ایک تندرستی۔ اور تیسرا بیماری کا سبب۔ چوتھے بیمارے کے دور
...ے کا سبب یعنے دوائی اسی طرح موکش شاستر مین چارون چیزین ماننی پڑتی
...وئی دن ایک हेय یعنے تیاگنے یا دور کرنے لایق ارتھات دکھ دوسرے हान
...ہین ہو دکھ کے نہونے کے حالت یعنے اروگ اوستہا۔ تیسرے हेय हेतु
...یالیو دکھ کا سبب۔ چوتھے हानोपाय یعنے دکھ سے چھوٹنے کا علاج یا طریقہ
...نے جو لوگ اب ہم اس بات کی پڑتال شروع کرتے ہین۔ کہ موکش ہونا یا تینون
...ک وہ علے دکھ سے چھوٹ نا ممکن ہے۔ یا نہین۔ پہلے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دکھ
...ہین۔ سوبھاوک گن ہے۔ یا نیمتک۔ اگر یہ مانا جاوے۔ کہ دکھ جیو کا سوبھاوک
...تی گن ہے۔ تو اس سے مکتی کسطرح ہو ہی نہین سکتی۔ کیونکہ اگر دکھ کارن سے پیدا
...وسکی کارن کی ناش سے دکھ دور ہوسکتا۔ لیکن جب اوس کا کوئی کارن یعنے سبب
...ین تو اوسکا دور ہونا اسنبھو یعنے محال ہے۔ اور مہاتما کپل منی اپنی شاستر مین

स्वभावतो बिद्धस्य मोक्ष साधनो पदेश विधि ।:::

(ارتھ) سبھاوک بندھنسے ہوئے جیو کے واسطے موکش سادہن کا اُپدیش ہو نہین سکتا
کیونکہ سبھاؤ ابناشی ہے۔ کوئی آدمی اگنی کی گرمی دور کرنیکی کوشش نہین کرتا۔ اور
اگنی کے ہوتے ہوئے گرمی دور ہو سکتی ہے۔ مہاتما کپل جی لکھتے ہین ::

स्वभावस्यान पायित्वात् ॥

کیونکہ ہر ایک چیز کا قدرتی جوہر یا صفت بغیر موصوف کے ناش ہوئے ناش نہیں ہوتے ہیں
اور موصوف کو ناش کرنا یہان مقصود نہین بلکہ اوس مین سے دکھ کی ہستی کو نابود کرنا
کرنا ہے۔ اور ذاتی صفت ناش نہین ہوا کرتی۔ پیارے ناظرین ہر ایک شاستر میں
دکھ کے دور کرنیکے طریقونکا اپدیش ہے۔ دوسرے ہر ایک جیو کے اندر دکھ دور کرنیکا
خیال لگا ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دکھ جیو کا ذاتی جوہر نہین بلکہ معنوعی صفت ہے۔
جب یہ معلوم ہو چکا کہ دکھ بیرونی جوہر ہی جیو کے اندر آیا ہے۔ تو اب اسکے اسباب
کی تحقیقات شروع کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ جب تک اسباب معلوم نہون دکھ دور نہین
ہو سکتا بہت لوگ یہ کہتے ہین۔ کہ دکھ کے ہونے مین کال کارن ہے۔ جیسے اجکل کلجگ ہے
اور اس سبب سے لوگ پاپ کرتے ہین۔ اور دکھ پاتے ہین۔ لیکن یہ بات ماننے لائق نہین
نہین۔ کیونکہ کال سرب بیاپک اور نت ہے۔ اب بھی بہت سے آدمی دہرم کرتے ہین

ر مکتی پاتے ہین اسواسطے کال دکھ کا کارن نہین ہوسکتا مہاتما کپل جی لکھتے ہین ؛

न काल योगतो व्यापिनो नितयस्य सर्वे स म्ब
न्धात

رتھ) زمانہ کے سبب سے دکھ سکھ پیدا نہین ہوتا۔ کیونکہ زمانہ بیاپک اور نت ہے۔ جب

ال ہی دکھ کا سبب مانا جاوے تو سب ہی پرش دکھی ہونے چاہئے۔ بعض آدمی یہ

ہتے ہین۔ کہ دیش کے سبب سے دکھ پیدا ہوتا ہے۔ جیسے بہت لوگ سمجھتے ہین۔ کہ جو

و نادمی اٹک کے پار جاتا ہے۔ وہ پاپی ہوجاتا ہے۔ مہاتما کپل جی نے اسکا کھنڈن کیا ہے

न देश योगतोप्य स्मात ॥

رتھ) دیش یعنے ملک کے سبب سے بھی دکھ نہین ہوسکتا۔ کیونکہ ملک بھی سرو بیاپک

ہے۔ اسلئے اسکا سب کے ساتھ تعلق رہیگا۔ جو لوگ دیش یا کال سے دکھ مانتے ہین انکی

ت مین یہ بھی ودیش رہیگا۔ کہ سب شاستروں کے سدہانت کے انوسار کال اور

شا سب کے اسادہارن کارن ہین اسادہارن کارن کسی کا نمت کارن نہین ہوسکتا

س لئے کال اور دشا سے دکھ کہنا ٹھیک نہیں ہے۔ اور کرم کے یوگھ سے بندہن

نہین ہوسکتا۔ کیونکہ کرم شریر سے ہوتے ہین اور شریر بغیر کرم ہونکے ہو نہین سکتا

پہلے بندہن ہوتا ہے تب شریر اُتپتی ہوتی ہے۔ اور شریر سے کرم ہوتے ہین اسواسطے

کرم دوسرے کا دہرم ہونے سے بندہ کا کارن نہین ہے - مہاتما کپل جی کہتے ہین کرم
کرنا بھی جیو کا دہرم نہین اس واسطے کرم سے بندہن نہین ہوسکتا ؛

न कर्म्मयो गतां अव्य धर्मत्वात

اور اوستہا سے بہی بندہن نہین ہوسکتا - کیونکہ اوستہا بھی جسم کا دہرم ہے - جسم ہی
کا ہوتا ہے - مکت کا نہین ہوتا - اسواسطے مہاتما کپل جی لکھتے ہین ؛

न अवस्थातो बध योगादेह धर्म त्वात

پہلے اوستہا سے بدہ نہین ہوتا - کیونکہ یہ شریر کا دہرم ہے - یہان پر یہ شنکا ہوتی ہے
کہ جرا آدی اوستہا جیو کی ہی کیون نہ مانی جاوے مہاتما کپل جی لکھتے ہین ؛ ×
یہ جیو اسنگ ہے اس کا جرا آدی اوستہاؤن سے میل نہین ہے - جب دیش کال اور
اوستہا اور کرم سے بندہن کا ہونا ثابت نہین ہوتا تو اوسوقت سوچنا پڑتا ہے - کہ
کیا سبب ہے - جس سے بندہ پیدا ہوتا ہے - مہاتما کپل جی لکھتے ہین ؛

वधो वि पर्य्यात

(ارتھ) بپربیہ یعنے اُلٹی گیان سے بندہ پیدا ہوتا ہے - یعنے جسوقت جڑ پرکرتی کو
جس کا جیو کے ساتھ کوئی تعلق نہین - سکھہ دکھ کا سبب سمجھکر اوس کو حاصل کرنے
اور چھوڑنے مین لگ جاتا ہے - تو اوس سے اوس کو راگ ودویش اور پرورتی پیدا

ہوکر کرم کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ اور اسی سے جنم مرن اور دکھ پیدا ہوتا ہے
بندھن ہم دنیا میں بھی دیکھتے ہیں۔ کہ سوائے اگیان کے اور کوئی سبب دکھ کا ثابت
نہیں ہوتا۔ مثلاً دنیا کے سارے آدمی یہ مانتے ہیں۔ کہ ان کچا پینے خوراک پر انہوں
کی زندگی ہے۔ اور خوراک کے بغیر انسان مرجاتا ہے۔ لیکن جبو قت وہی ان کچا کھایا
جاوے یا زیادہ کھایا جاوے۔ یا سڑا ہوا کھا جاوے تو نہیں سی بیماریوں
کو پیدا کر کے منش کے پرانوں کا ناش کر دیتا ہے۔ دوسری طرف بچھ یعنے سنکھیا کو
تمام دنیا زہر اور مار ڈالنے والی چیز مانتے ہے۔ اگر اوس سنکھیے کو ویدک شاستر کے
طریقہ سے پکا کر کھایا جاوے۔ تو کوڑھ جیسی بڑی بڑی بیماریوں کو دور کر کے انسان
کے پرانوں کے لئے امرت ثابت ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارے جگت کے
پدارتھوں میں انسان کے واسطے کوئی چیز مفید یا مضر نہیں۔ بلکہ چیزوں کا قاعدہ
کے ساتھ استعمال کرنا مفید ہے۔ اور بے قاعدہ استعمال کرنا مضر ہے۔ دوسرے
اگر کوئی آدمی اندھیرے غار میں چلا جاوے۔ تو باوجود کسی خوفناک چیز کے نہ ہونے
انسان کی طبیعت میں چاروں طرف سے وحشت چھا جاتی ہے۔ لیکن روشنی کے
وقت خوفناک چیز کے دیکھنے سے بھی اوس قدر بے قراری نہیں ہوتی اس سے بھی
معلوم ہوا کہ دنیا میں اگیان یا اودیا دکھوں کا سبب ہے۔ اور گیان یعنے ودیا

سکھون کا سبب ہے - اور مہاتما پتنجلی بھی اپنے یوگ شاسترمین اپدیش کرتے ہین

तस्य हेतुर विद्या

(ارتھ) یعنے کلیش اور دکھ جو हेय یعنے تیاگنے لائق ہین جسکا دور کرنا پورشارتھ کہاتا ہے - اون وو کہون کا سبب اودیا ہے اور اسی اودیا سے سارے کلیش پیدا ہوتے ہین ؛

अविद्यास्मिता राग द्वेषाभिनिवेशाः ८

पंच क्लेशा

(ارتھ) سنسار مین پانچ ہی کلیش ہین - ایک اودیا یعنے جہالت - دوسری اسمتا یعنے خودی - تیسری راگ یعنے محبت - چوتھی دویش یعنے نفرت - اور ابھی نویش یعنے پورب جنم اور موت کے دکھ کے خیال - اور موت سے ڈرنے کی کوشش

پیارے بھائیو ان پانچ کلیشون مین بھی اودیا سب کلیشون کی کارن - اور اسی سے سب پیدا ہوتے ہین - جیسا کہ مہاتما پتنجلی رشی لکھتے ہین ؛

अविद्याक्षेत्र मुत्तरेषां प्रसुप्त तनु विच्छि न्नो

दारा णां

(ارتھ) خودی اور محبت اور نفرت اور ابھی نویش کی جنم کا سبب اودیا یعنے جہالت

پیارے ناظرین یہان پر یہ اعتراض پیدا ہوگا۔ کہ اودیا جیو کا سبہاوک گن ہے۔ یا باہر سے آتی ہے۔ اگر آپ سبہاوک مان لینگے۔ تو پھر وہی اعتراض حایل ہونگے۔ اگر نیمتک مانینگے تو اسکا نمت علیحدہ ماننا پڑیگا۔ اور شاید اوس نمت مین بھی یہی اعتراض پیش ہوکر دور تسلسل آجاوے۔ اسواسطے یہ معلوم ہونا چاہئے۔ جیو کے سوبھاوک حالت کیا ہے۔ جس سے بار بار سوبھاوک اور نیمتک ہونیکا اعتراض نہو جہاتما گوتم جی لکھی ہین

सुख दुःख इच्छा द्वेष प्रयत्नज्ञानानि आत्मनो लिंगम

(ارتھ) اچھا یعنے جس چیز کو آتما کی انکول سمجھا ہے۔ اوس کے حاصل کرنے کی خواہش دویش یعنے جس پدارتھ کو آتما کے پرتی کول سمجھا ہے۔ اوس کے تیاگنی کی خواہش سکھ ارتھات آتما کی انکول یعنے سوتنترتا پوربک پرا دھین ہونے سے الگ رہنا دکھ ارتھات آتما کا اپنے سے علیحدہ پدارتھون کو اپنا مقصد اعلیٰ مانکر اون کو اپنے پاس موجود نہ دیکھنا۔ یا جس چیز کی خواہش ہے۔ اوس کا حاصل نہونا دکھ ہے۔ (پریتن) سکھ دائی پدارتھون کی جمع کرنے اور دکھ دائے پدارتھون کی تیاگنی کی حرکت کو پریتن کہتے ہین۔ گیان ارتھات وستو کے سروپ کا جاننا سجن گن یہان آتما کی لکشنون مین دکھ اور سکھ کو دیکھکر یہ خیال پیدا ہوتا ہوگا۔

کہ جب دُکھ آتما کا ایک لکشن ہے ۔ تو ذاتی صفت معلوم ہوتی ہے۔ تو پھر اُسکا
ناش کس طرح ہو سکتا ہے ۔ اور دوسرے دُکھ اور سُکھ دونوں پرسپر برودھی گن
کس طرح آتما روپی ایک چیز میں رہ سکتے ہیں۔ لیکن شاستر کار آتما کی دو حالتیں
مانتے ہیں ۔ ایک شُدھ آتما ۔ اور دوسرے شریرستھ آتما اور اُنکی دونوں اوستھا سے
گن مختلف ہوتے ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے ۔ کہ پریتن اور گیان تو شدھ آتما
کا لکشن ہے اور سُکھ دُکھ اچھا دویش یہ شریرستھ آتما کے لکشن ہیں۔ مثلاً
وہی جب کہ شدھ اوستھا میں ہو اوسکے گن اور ہیں۔ لیکن جب وہی تانبے کے
پاتر میں موجود ہو تو اسوقت اُسکے گن مختلف ہوتے ہیں ۔ اسیطرح جیو کے گن دونوں
حالتوں میں علیحدہ ہوتے ہیں ۔ کیونکہ شریرستھ آتما کے ساتھ ۔ من ۔ بدھی ۔ اندری
آدی ایسی چیزیں ہوتی ہیں ۔ جنکا اثر آتما پر پڑا ہوا معلوم دیتا ہے ۔ اس سے سوبھاوک
حالت جیو کی ۔ گیان اور کریا سے یکت ہوتا ہے ۔ اور جب تک آتما میں ان دوگنوں
سے زیادہ بیرونی گن نہیں آجاتے تب تک آتما دُکھوں سے علیحدہ ہوتا ہے بعراز
مگر۔ بعض لوگ آتما کو نتیہ یکت یا سکھ سروپ مانتے ہیں ۔ لیکن اس حالت
میں آتما کبھی دُکھی یا بدھ نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ سوبھاوک گن کا ناش نہیں
ہو سکتا ۔ اور نہ سروپ سے مخالف گن اوس میں آ سکتے ہیں۔ مثلاً اگنی میں

گرمی ہے وہ کسی کال مین بھی سرد نہین ہو سکتی ۔ بعض لوگ کہتے ہین ۔ کہ شکھہ تو
آتما کا سوبہاوک دہرم ہے ۔ لیکن آتما مین دُکھہ کیول بھرم سے پرتیت ہوتا ہے
اون کا یہ کہنا ہی ٹھیک نہین ۔ کیونکہ بھرانتی اپنے سے علیحدہ پدارتھہ مین ہو سکتی
ہے ۔ لیکن اپنے مین نہین ہو سکتی ۔ جیسے سورج کی روشنی بادل کے چہا جانے سے
سنسارک لوگون کو پرتیت نہین ہوتی ۔ لیکن سورج بذات خود اوس وقت
بھی ویسا ہی روشن ہوتا ہے ۔ اسلئے آتما کا سوبھاوک گن بدہ ہے ۔ یا مکت یہ دو
نون نہین بن سکتے ۔ بلکہ یہ دونون گن نیمتک ہین ۔ جیسے سنسار مین ہم تین
پدارتھہ دیکھتے ہین ۔ مثلاً پانی یہ ٹھنڈا ہوتا ہے ۔ اور آگ یہ گرم ہوتی ہے ۔ ہوا
اس مین سپرش گن تو ہے ۔ لیکن اس مین ٹھنڈا پن یا گرمی دونون نہین ۔ اگرچہ
سپرش سے ٹھنڈی اور گرم ہی کا گیان ہوتا ہے ۔ اور پانی کا گن بھی سپرش
ہی ہے ۔ لیکن اوس مین ٹھنڈک اور گرمی دوسری چیز کی ہے ۔ یعنے جسوقت
گرمی کے دنون مین ہوا چلتی ہے اوسوقت ہوا گرم معلوم ہوتی ہے ۔
جسوقت سردی کے موسم ہوتی ہے ۔ ہوا سرد ہوتی ہے ۔ یا گرمی کے دنون
مین سیلاب والے مکانون یا ملکون کی ہوا ٹھنڈی اور خشک مکانون یا
ملکون کی ہوا گرم ہوتی ہے ۔ اسواسطے جل نتیہ سرد ہے ۔ اور اگنی نتیہ

گرم ہے۔ اور بایو نہ سرد ہے نہ گرم ہے۔ اسی طرح۔ پرکرتی جیوآتما۔ اور
پرماتما تین انادی اور ننتیہ پدارتھ ہین۔ جنمین سے پرکرتی ستیہ سرو بیاپک ہے
لیکن چیتن نہین ہے اور اوس مین ستوگن۔ رجوگن۔ اور تموگن سم اوستھا
مین رہتے ہین۔ اور پرکرتی کے کارج پانچ بہوتون مین یہ گن علیحدہ ہوگئے
ہین۔ ستوگن کا ارتھ ہے پرکاش کرنیوالا یا روشنی۔ رجوگن حرکت دینے والا
تموگن۔ اندہکار پھیلانے والا اور آلسی اور ستہر بنا دینے والا۔ اور ان پانچ
بہوتون مین سے اگنی تو ستوگن رکھتے ہے اور بایو آکاش اور جل رجوگنی ہین
اور پرتہوی تموگنی ہے۔ دوسری چیز جیوآتما ہے۔ سوست چیت ہے جسمین
ستا اور گیان دوگن پائے جاتے ہین۔ وہ جڑ نہین ہے۔ لیکن سروگیہ بھی
نہین ہے۔ اور ہر ایک شریر مین علیحدہ علیحدہ ہونیسے نانا اور ایک دیشی ہے
تیسری چیز پرماتما ہے۔ جو ست چت آنند ہے جس مین ستا اور پورن گیان
اور آنند بھرا ہوا ہے۔ اور سروگیہ اور سرب بیاپک بھی ہے۔ وہ تینون کال
مین اپنے آنند گن سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اب معلوم ہوگیا کہ جڑ پرکرتی تو سدا
بدہ ہے وہ کبھی مکت ہو ہی نہین سکتی کیونکہ سنسار مین بھی دیکھا جاتا ہے کہ
جڑ چیزین تو سوتنتر نہیں ہوتین۔ اور الپگیہ جیوآتما پرکرتی کے سنسرگ سے

بدھ ہوتا ہے۔ اور پرماتما کے سنسرگ سے مکت ہوتا ہے اصل مین نہ یہ بدھ ہے
اور نہ مکت۔ اور تیسرے پرماتما سدا مکت ہے۔ بھراتری گن ویدنے بھی اس
بات کو دکھلایا ہے ؛

अन्द्य न्तम: प्रविशन्ति ये ऽसंभूति सुपास्ते ।
ततो भूय इव ते तमो उ संभूत्यां रता:

وہ لوگ مہا اندھکار کو پراپت ہوتے ہین جو کارن روپ پرکرتی کو ایشر کے
استھان مین یعنے سکھہ کا ادھیکرن سمجھکر اوپاسنا کرتے ہین اور وہ لوگ
جو کاریہ روپ پرکرتی کی اوپاسنا کرتے ہین۔ وہ اوس سے بھی زیادہ
دکھون مین پڑ جاتے ہین ؛

پیارے بھراتری گن چونکہ پرکرتی مین انند گن نہین ہے اسواسطے پرکرتی سے
آنند کی خواہش کرنا متھیا گیان ہے۔ یہی سارے دکھون کا مول ہے۔ چونکہ
اس سے ساری خراب باتین پیدا ہوتی ہین۔ مثلاً ایک منش کو سردی کی خواہش
ہے۔ اوسے خیال ہوگیا۔ کہ اگنی سے سردی ملتی ہے۔ وہ لگا اگنی کی اوپاسنا کرنے
کیا آپ خیال کرسکتے ہین کہ جس اگنی مین سردی کا گن ہی نہین اوس اگنی سے

کوئی آدمی بہت سا پرشارتھ کرکے بڑی دویا کو خرچ کرکے مردی کو حاصل کرے گا
نہیں نہیں بلکہ وہ اپنی حالت کو بگاڑ لیگا۔ مثلاً مرگ ترشنا کے جل مین پیاس بجھانے
کی طاقت نہین تو کیا وہ مرگ جو اوس بالو کو جل سمجھکر اوس طرف جاتا ہے۔ کیا
کبھی اپنی پیاس بجھا سکتا ہے۔ مہاتما گوتم جی نے بھی اپنی شاستر مین لکھا ہے

दुःखजन्मपवृति मिथ्याज्ञानों नाम उत्तरो
त्तराया पादपवर्गः ॥

(ارتھ) چونکہ سارے دکھوں کا اصل کارن متھیا گیان ہے یعنے جڑ پرکرتی ہے
جس مین آنند کا لیش بھی نہین اوس سے انند کی خواہش کی جاتی ہے۔ اور اسی سے
جن پدارتھون کو جیو آتما اپنے انوکول سمجھتا ہے۔ اون مین راگ پیدا ہوتا ہے
اور جن کو اپنے پرتی کول یعنے مخالف سمجھتا ہے۔ اوس مین دویش یعنے نفرت
پیدا ہوتی ہے۔ اور راگ سے چیز کی گرہن کرنے کے واسطے پرتین ہوتا ہے اور
دویش سے تیاگنے کے لئے پرشارتھ کیا جاتا ہے۔ اور اس تیاگ اور گرہن کی
پرشارتھ کا نام پرورتی ہے اور اس پرورتی مین پڑکر جیو دھرم ادھرم دونون
قسم کے کرم کرتا ہے۔ جیسے باتی سے جھوٹ بولنا اور دل سے کسی کا برا تاکنا اور
ہاتھ سے کسی کے ہنسا کرنا۔ اور آنکھون سے دوسرونکی چیز کو برے ارادے سے دیکھنا

یا اوسکے برد دھ سارے اچھے کام کرتا ہے۔ اس قسم کے دھرم ادھرم سے اورشٹ
یا بھگتیہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ بہو گنے کے واسطے جنم مرن کو حاصل کرتا ہے۔ اور
یہ جنم مرن بڑے بھاری دوکھہ ہیں جب تک ان کی جڑھ نہ کٹ جائے تب تک منش
ان سے بچ نہیں سکتا۔ انکی جڑھ یا انکا آدی کارن متھیا گیان ہے سو جب تک
متھیا گیان کا ناش نہو تب تک ووکھون کا ناش نہیں ہوسکتا۔ اور یہ تم سنسار میں
دیکہا جاتا ہے۔ کہ برددھ گن والی چیز وناشک ہوا کرتی ہے۔ مثلاً جو روگ سردی
سے پیدا ہوگا اوسکے ناش کرنیوالی گرم دوائی ہوگی اسی طرح متھیا گیان کا بردوہ
بھی تت گیان ہے۔ جبکہ تت گیان ہوگا تب اوس کا مخالف متھیا گیان خود
بخود نشٹ ہوجائیگا جیسے سنسار میں اندھکار پرکاش کے ہوتے ہی نشٹ
ہوجاتا ہے۔ اور اوس اندھکار کے سبب سے جو وستوؤن کا اگیان تھا وہ بھی
نشٹ ہوجاتا ہے۔ اسلیئے جب متھیا گیان ناش ہوگیا۔ تو اُس سے پیدا ہونیوالے
راگ دویش پیدا نہیں ہوتے اور راگ دویش کے ناش ہوجانے سے اُن کا
کاریہ پرورتی پیدا نہیں ہوتی اور پرورتی کے نہونے سے اُسکے کاریہ دھرم ادھرم
نہیں رہتے۔ اور اُنکے نہونے سے بھگتیہ پیدا نہیں ہوتا اور بھگتیہ کے نہ رہنے سے
جنم مرن بھی نہیں رہتے۔ اور جنم مرن کے نہ ہونے سے دکھ مول سے ناش

ہوجاتا ہے۔ سو دکھ کے دور کرنیکا اوپائے تت گیان ہے۔ مہاتما گوتم جی کہتے ہیں

प्रमान प्रमेयसंशय प्रयोजन दृष्टान्त सिद्धा
न्तावयव तर्क निर्णाय बाद जल्प वितण्डा
हेत्वा भास छलजाति निग्रह स्थानां
ना तत्व ज्ञानान्निःश्रेयसाधिगमः

॥ १ ॥ १ ॥

(ارتھ) پرمان - پرمیہ - سنشے - پریوجن - درشٹانت - سدہانت - ادیو
ترک - نرنے - باد - جلپ - بتنڈا - ہتیوابھاس - چھل - جاتی - نگرہ ستھان
ان سولہ پدارتھوں کے تت گیان سے مکتی ہوتی ہے۔ (پرمان) جس کے
بغیر کوئی چیز ثابت نہیں ہوسکتی اور جب تک چیز ثابت نہو اوس سے کام
نہیں لیا جاسکتا۔ اور کام لینے کیواسطے ان چار چیزوں کا گیان لازمی ہوتا ہے
پرماتا۔ پرمان۔ پرمیہ۔ اور پرمتی۔ پرماتا اوسکو کہتے ہیں۔ جو کسی پرمیہ کو
پرمان کے ذریعہ سے ثابت کرے اور جو گیان حاصل ہو اوسی پرمتی کہتے
ہیں۔ مثلاً ایک چیز لال ہے۔ جو آدمی اوسکو معلوم کرتا ہے۔ وہ پرماتا ہے
اور آنکھہ پرمان ہے۔ لال رنگ کی چیز پرمیہ ہے۔ اور اوسکا گیان پرمتی ہے

प्रत्यक्षानुमानोपमानशब्दाः प्रमाणानि

پرمان چار ہین۔ پرتیکش۔ انومان۔ اپمان۔ اور شبد اور جو چیز ان پرمانون سے ثابت ہو اوسکے ہونیکا یقین ہونا سمجھدار کے واسطے ناممکنات سے معلوم ہوتا ہے جو گیان اندری اور ارتھ کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ اوسکے گیان کے ہیتو کو پرتیکش پرمان اور اوس گیان کو پرتیکش گیان کہتے ہین۔ اور جو گیان پرتیکش ہاتی سے لیکر اوس کے موافق تین طور پر یعنے کاریہ سے کارن کا انومان اور کارن سے کاریہ کا انون اور سامان گن سے گنی کا ہوتا ہے۔ اوسے انومان کہتے ہین۔ جیسے دریا کے چڑہاؤ کو دیکھکر یہ معلوم کیا جاتا ہے۔ کہ پہاڑ مین بارش ہوئی ہے۔ اور گھنگھور بادل کو دیکھکر یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ بارش ہوگی۔ اور دور سے دہوئین کو دیکھکر اگنی کا گیان ہو جاتا ہے۔ یہ تینون قسم کا گیان انومان کہلاتا ہے۔ اور جہان ظاہری سمان دہرم کے ایک ہونے سے چیز کو سدہ کرنا ہو اوسکی سدہی کیجاوے اوسے اوپمان کہتے ہین مثلاً کسی نے نیل گائے نہین دیکھی اوس سے کہا گیا کہ گؤ کے موافق ہی نیل گائے ہوتی ہے۔ وہ شخص جہان جنگل مین گیا اور اوس نے نیل گائے کو دیکھکر گؤ کے ملانے سے معلوم کر لیا۔ چوتھے جس آدمی نے کسی چیز کو پرتیکش کرکے اوسکے گنون کے موافق جو اپدیش کیا ہو اوسے شبد کہتے ہین۔ شبد دو قسم کا ہوتا ہے

ایک ظاہری چیز کو بتلاتا ہے۔ دوسرا غیب کی باتوں کو بتلاتا ہے۔

आत्म शरीर इन्द्रयार्थ बुद्धि मन प्रत्य फल दुःख : पवर्गा स्तु प्रमेयम ॥

یہ گیارہ پریمیہ کہلاتے ہین (آتما) جسکے گیان اور پرتین دو نشان ہین شریر جسمین بیٹھکر اندری ارتھہ کے واسطے چیشٹا کرتے ہین۔ تیسرے اندریان جو گیان اور کرم کیواسطے سادہن دئیے گئے وہ پانچ گیان اندری یعنے آنکھہ۔ کان۔ ناک رسنا اور کھال ہین۔ اور پانچ کرم اندری۔ یعنے۔ ہاتھہ۔ پیر۔ زبان۔ اور پاخانے اور پیشاب کی جگہہ ہین۔ چوتھے بدہی جسکا نام گیان یا اوپ لبدہ ہے۔ یا عقل وغیرہ ہین۔ پانچوین من جسکے سبب سے ایک کال مین دو چیز ونکا گیان نہین ہوتا ہے من جس اندری کے ساتھہ تعلق رکھتا ہے اوسیکے ساتھہ گیان ہوتا ہے اور جس اندری کے وشئی تعلق نہین رکھتا اوس اندری کے کام کرتے ہوئے بہی اوسکے وشئی کا ٹھیک گیان نہین ہوتا۔ چھٹے دوش جن کے سبب سے جیوآتما پرورتی کرتا ہے۔ یہ متہیا گیان سے پیدا شدہ راگ اور دوش ہین۔ جس چیز کو آتما انکول سمجہتا ہے اوس مین راگ یعنے خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اور جس چیز کی پرماتما پرتی کول یعنے خلاف سمجہتا ہے اوس سے دویش یعنے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ ساتوان پرتیہ بھاؤ یعنے آتما کا شریر

من بدہی سے علیحدہ ہوکر دوسرے شریر کے ساتھ تعلق کرنا یا پونرجنم پرتھیہ
بھاؤ کہلاتا ہے۔ آٹھوان۔ ارتھہ۔ جو سکھہ دکھہ کا سبب یا اندریون کا وشئی ہے
آنکہہ کا وشئی روپ ہے۔ سو یہ روپ تیج مین رہتا ہے۔ دوسرے کان کا وشئی
شبد ہے۔ سو یہ آکاش کا گن ہے۔ تیسرے ناسکا کا وشئہ گندہ یعنے بو ہے
سو یہ پرتھوی مین رہتا ہے۔ چوتھے رسنا یعنے جبیہ کا وشئی رس ہے۔ سو یہ
جل مین رہتا ہے۔ پانچوین کھال کا وشئی سپرس ہے۔ سو یہ ہوا مین رہتا ہے
نوان پھل یعنے نتیجہ جو کام کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ دسوین دکھہ یعنے
آزادی کا نہونا کیونکہ سنسار کے سارے عالمون کا اسپر اتفاق ہے۔ کہ
خواہش کا ہونا اور اوسکے پورا کرنیکے وسایل کا نہونا یا کسی چیز سے نفرت
ہونا اور اوسکے کرنیکی طاقت کا نہ رکھنا دکھہ کہلاتا ہے۔ اور گیارہوان اپبرگ
راگ یعنے مکتی یہ دکھون سے بالکل نہ ہونیکی حالت کا نام ہے۔ یعنے ادہاتمک
آدہی بہوتک۔ اور آدہی دیوک۔ دکھون کا بالکل نہونا۔ ایسا ہی مہاتما کناد
جی نے بھی مکتی کا سبب تت گیان ہی مانا ہے جیسا لکھا ہے۔

यतो ऽभ्योद यनि श्रेत यस सिद्धि स:
धर्म: ॥

جس سے تت گیان کے ذریعہ سے مکتی حاصل ہوتی ہے۔ اوسے دہرم کہتے ہین یا جس سے تتوگیان اور مکتی حاصل ہوتی ہے۔ یہان پر یہ اعتراض عاید ہوتا ہے۔ کہ اگر ایسا کہا جاتا کہ جس سے مکتی ہوتی ہے وہی دہرم ہے۔ تو اوس حالت مین کام چل جاتا کیونکہ دہرم کے بغیر مکتی ہو نہین سکتی۔ لیکن رشی کا یہ خیال ہے۔ کہ اگر تتوگیان کی قید کو چھوڑ دیا جاوے تو لوگ ادہرم کو بھی دہرم بتلانے لگین گے۔ کیونکہ مکتی تو پیچھے ہوگی اور دہرم پہلے کرنا پڑیگا اوس وقت بام مارگ جیسے مہاپاپ بھی دہرم ہو جائینگے۔ اور سارے کے سارے بیوستھا نشٹ ہو جائیگی۔ اور مہاتما کپل جی نے بھی مکتی کا سبب تتوگیان ہی کو مانا ہے ۔

ज्ञानान् मुक्तिः ॥

گیان سے مکتی ہوتی ہے۔ کیونکہ متھیا گیان سے بدھ ہوا ہی۔ ایسا ہی مہاتما پتنجلی جی بھی کہتے ہین ۔

विवेकख्यातिरविप्लवा हानोपायः २६

دکھ نورتی کا علاج متھیا گیان سے رہت جو تت گیان ہے وہی ہو سکتا ہے کیونکہ اودیا کا ناش ودیا کے بغیر ہو نہین سکتا اور کارن کی ناش کے بغیر کاریہ کا ناش ہو نہین سکتا ۔

بند ہوگئی ان سارے پر ماتون سے معلوم ہوا۔ کہ سنسار مین دوکھ نورتی
کا علاج کیول پدارتھون کے سروپ کا ٹھیک ٹھیک گیان ہے لیکن
اس مین شک پیدا ہوتا ہے۔ کہ کن پدارتھون کا گیان ضروری ہے پدارتھون
کی تین حالتین ہین۔ پراتی بھاسک۔ بیوہارک۔ اور پارماتھک۔ انمین
سے پراتی بھاسک تو بھرانتی ہے اس ستا کا گیان تو دکھ کا سبب ہے
اوس سے دکھ نورتی کسی طرح پر ہو نہین سکتی۔ بیوہارک ستا بھی پرہی ناجی
یعنے متغیر ہے۔ اوس کا گیان بھی تتو گیان کہلانیکے لایق نہین کیول پارماتھک
ستا کا گیان ہی ضروری ہے۔ اور پرمارتھیہ مین تین پدارتھ پرنیت ہوتے
ہین۔ جیو ایشر اور پرکرتی اسواسطے جیو کو ایشر اور پرکرتی کا گیان
لازمی ہوا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تھوڑی شکتی اور تھوڑے
گیان والا جیو اپنی عمر مین کس طرح پر انت پرکرتی کا گیان حاصل
کرسکتا ہے۔ اور کس طرح ایشر کو جو بہت سوکشم اور اندریونکا وشی نہین
معلوم کرسکتا ہے۔ جب ایشر اور پرکرتی کا گیان ہونا جیو کے واسطے
ناممکن ہے۔ تو سنسار مین کوئی جیو مکتی حاصل کرنہین سکتا۔ لیکن ہر ایک
جیو کے اندر مکتی کی خواہش ہے۔ اور اسنبھو یا ناممکن چیز کی خواہش

ہوا نہین کرتی اسواسطے مکتی اسنہو نہین ہوسکتی اب یہان وچار ہوا کہ کس طرح
تت گیان ہو۔ اس سوال کے جواب کیواسطے مہاتما کنادجی نے جواب دیا ہے۔

तद्वचनादाम्नायस्य प्रामाण्यम् ॥

تت گیان کا اپدیشٹا یعنے دہرم کا بودہک ہونے سے امنائی یعنے وید کا پرمان کرنا
جیوؤنکے پدارتھ گیان کے واسطے ضروری ہے یا ایشر سرو گیہ جو ہر ایک جگہہ
پر موجود اور ہر ایک پدارتھ کی اصلیت سے واقف ہے۔ اُس کا اپدیش
ہونے سے وید سے بھی تت گیان لینا چاہئے۔ کیونکہ وید کی بغیر منش تت گیان
حاصل نہین کرسکتا۔ ایسا ہی مہاتما جیمنی رشی بھی اُپدیش کرتے ہین۔

चोदनालक्षणोऽर्थो धर्मः

(ارتھ) جس کام مین وید کے ذریعہ سے ایشر کی پریرنا معلوم ہو اوسی کا کرنا دہرم
ہے۔ اور جو وید ورودہ ہو وہ ادہرم ہے۔ اب یہان پر یہ نتیجہ نکلا کہ وید ہی ایشر
کرت ہونے سے دہرم کا بودہک ہے اور مہاتما بیاس جی بھی اپنی شاریرک سوترون
مین وید کو ایشر کرت بتلا رہے ہین۔

शास्त्रयोनित्वात् ॥

یہان پر وہ ایشر کو وید و نکا کرتا ہونے سے سدہ کرتے ہین یعنے کوئی جیو وید نہ بنکی

بنا نہیں سکتا کیونکہ بغیر تعلیم کے کچھ بھی علمی کام بنانے کی طاقت نہیں
رکھتا اور نہ ہی ویدونکے مضامین کا جو کُل ہم ودیا کے متعلق ہیں بغیر
اُپدیش کے گیان ہوسکتا ہے اسواسطے کل رشیوں کے خیال میں جنہوں نے
ویدوں کی تحقیقات کی وید ایشر کا گیان معلوم ہوا اب سوال یہ پیدا
ہوا کہ وہ وید کیا ہیں اور اونکا لکشن کیا ہے - پہلے کہا

हिताहित साधनताबोधकत्वं

یعنے جو نیک و بد کاموں نکا بتلانے والا ہو اسے وید کہتے ہیں لیکن یہہ لکشن
وید کی شاستر اور نیتی وغیرہ الفاظی کتابوں میں گھٹ گیا اسواسطے پھر کہا -

हिताहित साधनताबोधकानि अपौरुषवाक्यानी
प्रत्न प्रतिपादकानीति वेदाः ॥

یعنے جو منش کا بنایا ہوا نہو اور نیکی بدی کی سادھنوں کی جتانیوالا ہو اوسے
وید کہتے ہیں جب یہہ لکشن ہوگا تو قرآن انجیل زبور توریت وغیرہ کو بھی
اور محمدی بھائی ایسا ہی مانتے ہیں اور جینی لوگ اپنے گرنتھوں کو پرش کا
واکیہ نہیں مانتے اسواسطے یہہ لکشن ویدونکا کیا گیا ہے جو سنسار کی کسی
کتاب میں نہیں گھٹ سکتا -

हिताहित साधनताबोधकानि अपौरुषवाक्यानि

ਭ੍ਰਮ ਮਲਿ ਪਾਪ ਕਾਦਿ : ਅਨ੍ਰਿਤ ਵ੍ਯਾਘਾਤ ਪੁਨਰੁਕ੍ਤ
ਆਦਿ ਦੋਸ਼ ਰਹਿਤ ਸ੍ਰਿਸ਼ਟਿ ਕ੍ਰਮਾਨੁ ਕੂਲ ਵਚਨ
ਵੇਦ੍ਹਾ :੬੫

(ترجمہ) جو سرشٹی کے آدسے لیکر نیک و بد ہونکا جتلانیوالا انسان کا
باکیہ ہو اور بھرم کا پرتی پادک ہو اور جھوٹھ اور متضاد باتوں سے خالی
ہو اور اسمیں بلا وجہ ایک ہی مطلب کو دوبار بیان نہ کیا ہو اور وہ
سرشٹی کرم یعنے قانون قدرت کے خلاف نہو -

پیارے ناظرین اب دیکھنا چاہئے کہ ویدوں میں یہ صفات پائی
جاتی ہیں یا نہیں اور دوسرے بہت سے دوست یہ بھی اعتراض
کرینگے کہ وید صرف ہندؤں نے مان لیا ہے ورنہ اسمیں کوئی صفت
ایشری گیان ہونیکی نہیں لیکن یہ کہنا بالکل ٹھیک نہیں کیونکہ محققان
وید نے کبھی نہیں کہا کہ تم ویدوں کو بلا تحقیقات مان لو اور تحقیقات
دو قسم کی ہوتی ہے اندرونی اور بیرونی - اندرونی تحقیقات تو اوس کے
اپنے مضمونکے اظہار سے معلوم ہوتی ہے - اور بیرونی تحقیقات اون
لوگونکے کلام سے ہوتی ہے جن لوگوں نے زمانہ سلف میں اوس کی

اندرونی تحقیقات کی تھی۔ ہمارے بعض دوست کہینگے کہ جب متقدمین نے بھی
اندرونی صفات ہی سے تحقیقات کی ہے اور ہم بھی اندرونی صفات
ہی سے تحقیقات کرتے ہیں اسواسطے دونوں ایک بات ہے پس ہم موجودہ
زمانہ میں اپنی تحقیقات پر ہی بھروسہ کرینگے لیکن یہ خیال ٹھیک نہیں
اول تو زمانہ سلف کی طبائع تعصب اور خود غرضی سے بری تہیں دویم
اسوقت کے لوگونکو بسبب فارغ البالی اور کثرت تعلیم سنسکرت کے زیادہ
موقع تحقیقات کا ملسکتا تھا اسواسطے جسقدر تحقیقات زمانہ سلف میں
کیگئی وہ بھی اعلیٰ درجہ کا ثبوت ماننا چاہئیے اور اسوقت خود بھی تعصب
اور خود غرضی کو چھوڑ کر تحقیقات کرنی چاہئے۔

پیارے دوستو اگر ہم ایشر کی بنائی ہوئی چیزوں اور انسانی بناوٹ میں
تمیز کرنا چاہیں تو ہمیں دونو قسم کی چیزوں کے گنوں کا مقابلہ کرکے ایکی مثال سے
نتائج نکالنے چاہئیں۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بڑھ کے درخت کا چھوٹا سا
بیج ہے اور اُسکے مقابلہ میں انسان کا بنایا ہوا ایک بلور کا گولہ رکھ لیجئے
ظاہری صورت میں تو یہہ بلور کا گولہ اُس بیج سے طاقت خوبصورتی
رنگت غرض ہر ایک صفت میں اُس سے بڑھکر ہے لیکن اگر غور کی نظر سے

سوچیں تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ بوٹی کا گودہ اپنے بنانیوالیکی کمزوری کے
باعث جسقدر بیرونی صفات رکھتا ہے اوسکا سواں حصہ بھی اسمیں
اندرونی صفات نہیں ہیں بلکہ اس بیج کے مقابلہ میں تو کسیطرح ٹھہر
ہی نہیں سکتا کیونکہ بیج میں اسکے بنانیوالیکے عالم کل ہونیکے سبب سے
اس میں اسقدر طاقت ہے کہ وہ ایک بیج ساری دنیا میں اگر چاہیں
تو بڑھ سکے درخت پھیلا سکتا ہے اس چھوٹے سے بیج کے اندر پھل پھول
کی ٹہنی پتہ شاخ۔ ڈاڑھی وغیرہ غرضیکہ اسکا اندرونی حصہ اپنے بنانے
والے کی علمیت کا پورا مظہر ہے۔

پیارے دوستو پس ایشر کی بنائی ہوئی کتاب میں بھی اسیطرح پر صفات ہونے
چاہئیں کہ لفظ تو بہت کم ہوں لیکن معنے بہت زیادہ ہوں۔ دوسرے قریباً
دنیا سب انکو تسلیم کرتی ہے کہ یہ جگت پرمیشر نے بنایا ہے اور اس جگت
کی چیزوں کے واسطے پرمیشر نے الہام دیا ہے پس اس کتاب کا سرشٹی نیم کے موافق
ہونا لازمی ہے کیونکہ سرشٹی ایشر کا فعل ہے اور کتاب ایشر کا گیان یا قول ہے
اور اچھے آدمیوں کے قول میں اختلاف نہیں ہوتا پس ایشر کی بنائی ہوئی کتاب میں
اوسکے فعل کے کسطرح خلاف ہو سکتا ہے۔ تیسرے یہ بات ہے کہ ہر ایک انسان

بسبب انسانیت کے کچھ نہ کچھ پکشپات رکھتا ہے مثلاً جب اس ہندوستان میں
براہمنوں کا زور تھا اسوقت برہمن قانونی سزا سے بری کئے جاتے تھے اور جب
یہاں پر مسلمانوں کا زور تھا تو ایک مسلمان کسی ہندو کو قتل کر کے سزایاب نہیں ہوتا
تھا اور ایک ہندو کسی مسلمانکو ذرا سی بات کہنے میں پھانسی دیا جاتا تھا۔
حقیقت راے وغیرہ کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں باوجود بالکل تعصب اسلام کے
بھینٹ ہوئے پھر جب سکھوں کا راج ہو گیا تو ایک سکھ کسی مسلمانکو قتل کرکے پھانسی
کی سزا نہیں پاتا تھا۔ اب انگریزی راج ہے باوجودیکہ انصاف اور بے تعصبی کی بڑی
وصف ہم پہ بھی ہے لیکن خاصہ انسانی یہاں سے بھی نہیں گیا کیونکہ آجتک کسی
ہندوستانی کے قتل کرنے سے کوئی گورا پھانسی پر نہیں چڑھا۔ اسواسطے اپنی
قوم اور ملک کا پکشپات یا اپنے خاندان اور رشتہ داروں کا لحاظ خاصہ انسانی ہے
پس جن کتابوں میں دوسرے حیوانات پر بوجہ غیر جنس ہونیکے یا دوسری قوم اور مذہب
پر بوجہ غیر قوم اور مذہب ہونیکے ظلم جائز رکھا گیا ہو وہ کتاب انسانی ہے یا
جس کتاب میں کسی ملک یا قوم کی تعریف کی گئی ہو وہ انسانی کتاب ہے اور جس
کتاب میں کل ملک و قوم اور جنسوں کو ایک نظر سے دیکھا گیا ہو وہ ایشری کتاب ہے
پیارے دوستو علاوہ متذکرہ بالا صفات کے جو ہر ایک ایشری کتاب کے واسطے

لازمی ہیں ایک اور بات بھی خیال رکھنی چاہئے چونکہ کتاب کے آنیکا مطلب صرف
انسانوں کی کم علمی کو دور کرکے ان کو عقلی امداد دینا ہے جس سے انسان احکام
ایزدی کو معلوم کرکے اُسکے موافق اپنی زندگی کو پورا کرے پس جو کتاب عقل
اور علم کے خلاف ہو وہ بالکل انسانی کتاب مانی جاویگی اور جس کتاب کا مضمون
بالکل عقل کا معاون ہو جسکو دلیل سے بالکل خوف نہو وہ کتاب ایشری کتاب
کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہے۔ چونکہ ہم دنیا میں ایشری روشنی اور انسانی
روشنی کو جب دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انسانی روشنی مثلاً چراغ لیمپ
وغیرہ کو ہمیشہ ہوا سے خوف لگا رہتا ہے اور جہاں ذرا سی ہوا لگتی ہے چراغ
بجھ جاتا ہے لیکن پرمیشر کے بنائے ہوئے سورج کو ہوا سے ذرا بھی خوف نہیں
معلوم ہوتا بلکہ سورج کے سامنے بغیر ہوا کے انسان ٹھہر ہی نہیں سکتے اس مثال
سے ہمیں پرمیشر نے یہ بتلا دیا ہے کہ اُسکی بنائی ہوئی کتاب کو دلیل سے کچھ بھی خوف
نہیں بلکہ اُسکو بغیر دلیل ٹھیک طور پر سمجھ بھی نہیں سکتے لیکن جسقدر انسانی
کتابیں ہیں وہ سب دلیل سے ڈرتی ہیں اُنکو ماننے والے جب کبھی دلیل سے کام
لیں تو اُنکا ایمان یا وشواس کمزور پڑ جاتا ہے پس ایسی کتابیں جنمیں لکھا ہو کہ
دلیل کرنا کفر ہے یا مذہب میں عقل کو دخل نہیں بالکل انسانی ہیں اور

ادن کتابوں سے منزل مقصود پر پہونچنا بہت مشکل ہے۔

پیارے دوستو آپ ایک اور بھی خیال رکھیں کہ جسوقت دنیا میں سورج
کی کرنیں آنی شروع ہوتی ہیں تو اندھیرا ایکدم سے اُڑ جاتا ہے لیکن چراغ
کی روشنی سے اندھیرا بہت کم اُڑتا ہے اور اُنکی روشنی دور تک نہیں پہونچتی
اسواسطے جس کتاب سے دنیا کی بالکل جہالت مٹ جاوے اور تفریق دور ہوکر
انسانوں میں اتفاق پیدا ہو جاوے وہ ایشری کتاب ہے پس ہم وید میں ان صفتوں
کی تلاش کرینگے۔ اگر اسوقت ملک میں دیکھا جاوے کہ کسقدر مسایل ہیں کہ
جنکے سبب سے انسان باوجود آپس میں بھائی بھائی ہونیکی عقل رکھتے ہوئے ایک
دوسرے کے جانی دشمن بن رہے ہیں۔ جب ہم غور سے سوچتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے
کہ پہلا مسئلہ جس نے دنیا کو ٹکڑے کیا۔ ایشر کی ہستی اور وجود کا ہے۔ جو لوگ
دہریہ اور ناستک ہیں وہ ایشر کے وجود سے منکر ہیں۔ دوسرا مسئلہ ایشر
کی تعداد کا ہے یعنے ایک ہے یا انیک کیونکہ عیسائی تین مانتے ہیں۔ باپ
بیٹا۔ روح۔ القدس۔ مسلمان ایک مانتے ہیں۔ ہندو تین مانتے ہیں یعنے برہما
بشنو۔ شیو۔ جینی ۲۴ مانتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ آریہ ایک مانتے
ہیں غرضکہ اسی کے سبب سے آپس میں اختلاف ہے [illegible] ہر جگہ جھگڑا ایشر کی ہستی [illegible]

یعنے ایشر کہاں ہے - کوئی ساتویں آسمان پر مانتا ہے یعنے مسلمان اور
عیسائی چوتھے آسمان پر مانتے ہیں - جینی موکش شلا پر مانتے ہیں - ہندو
بیکنٹھ میں مانتے ہیں کوئی کشیر ساگر میں مانتا ہے کوئی گولوک میں مانتا ہے
شیوی کیلاش میں مانتے ہیں - غرضیکہ اس مسئلہ میں بہت اختلاف موجود ہے
چوتھا جھگڑا اس بات کا ہے کہ ایشر کرموں کا پھل کسطرح پر دیتے ہیں - جینی تو
ایشر کو پھل پرداتا مانتے ہی نہیں - مسلمان کہتے ہیں کہ منکر نکیر قبر میں آکر مردے
سے سوال کرتے ہیں اور قیامت کے دن اُنکا حساب ہوتا ہے - عیسائی بھی قیامت
کے ماننے والے ہیں - اور ہندوؤں کا یہ خیال ہے کہ یم کے دوت اوس کو
یم لوک میں لیجاتے ہیں وہاں چترگپت یم راج کا میر منشی بہی کھاتہ لکھتا رہتا
ہے اور اُسکے موافق حساب ہو کر کرم پھل دیا جاتا ہے غرضیکہ اس مسئلہ میں
اور بھی بہت سے اختلاف ہیں - پانچواں جھگڑا اس بات کا ہے کہ ایشر نے
دنیا کو کس چیز سے پیدا کیا - مسلمان کہتے ہیں نفی سے اثبات کو پیدا کیا -
یعنے کُن کہتے ہی ساری خلقت ہو گئی - عیسائی بھی نفی سے مثبت ماننے
والوں کے ساتھی ہیں - جینی تو اسکی پیدائش مانتے ہی نہیں - ہندوؤں میں
اس مسئلہ میں اختلاف ہے کوئی تو اودیا سے جگت کی پیدائش مانتے ہیں کوئی

پنج ہوتوں سے غرضیکہ یہہ مسئلہ بھی جھگڑے میں پڑا ہوا ہے - چھٹا جھگڑا اس
بات کا ہے کہ جیو اور ایشر میں فرق ہے یا نہیں - مسلمان تو ہمہ اوست کے
قایل ہیں یعنے ہمہ از وست کے قایل ہیں - ہندوؤں میں وششٹا ادویت -
کیول ادویت - ادیت - دویت - وغیرہ بہت قسم کے اختلافات ہیں -
ساتواں جھگڑا اس بات کا ہے کہ انادی پدارتھ کتنے ہیں - مسلمان ایک -
ہندو مختلف - عیسائی تین - جینی کل دنیا کو انادی مانتے ہیں - آٹھواں
جھگڑا وہ جو اِن سب جھگڑوں کی جڑ ہے یہہ ہے کہ مکتی کسطرح ہو سکتی ہے
جینی کرم سے - مسلمان شفاعت سے - عیسائی کفارہ سے - ہندو اُپاسنا
گیان - کرم وغیرہ مختلف طریقوں سے -

پیارے ناظرین یہہ آٹھ جھگڑے ہیں جنکے سبب سے اس وقت دنیا میں
روحانی اور جسمانی دونوں قسم کی لڑائی ہو رہی ہے اب دیکھنا یہہ ہے
کہ ویدک تعلیم اِن آٹھوں جھگڑوں کو دور کر سکتی ہے یا نہیں میں
اسوقت صرف اپنشد کا ایک واکیہ جو رگ وید کے ایک منتر کا صاف
ترجمہ ہے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہہ ہے -

एको वशी सर्वभूतान्तरात्मा एकं रूपम्बहुधा यः करोति
तमात्मस्थं येऽनुपश्यन्ति धीरास्तेषां सुखं शाश्वतन्नेतरेषाम् १२

پہلا سوال یہہ تھا کہ ایشر ہے یا نہیں اور دوسرا یہہ تھا کہ ایشر ایک ہے یا انیک اوسکا جواب ملا ایک ہے کیونکہ انہیں کا جواب ہے کہنے سے اور بہت کا جواب ایک کہنے سے آگیا اب سوال پیدا ہوا ایک کیوں ہے اور وہ کہاں ہے اوس کا جواب ملا - کہ وشی - یعنے سرب بیاپک ہے کیونکہ جہاں دو ہونگے وہاں فاصلہ درمیانی ضرور رہیگا - اور جہاں فاصلہ ہو وہ حد والا ہوگا اسواسطے جو پرماتما لا محدود ہے وہ ایک ہی ہے اور اس میں یہہ جھگڑا بھی مٹ گیا کہ وہ کہاں ہے کیونکہ چوتھے ساتویں آسمان یا بیکنٹھ کشیر ساگر وغیرہ میں ملنے سے محدود ہوجاتا ہے - پھر سوال پیدا ہوا کہ کہاں ویاپک ہے اس کا جواب ملا کہ (سرب بھوتا تما) یعنے کل جیووں اور پدارتھوں کے اندر موجود ہے اور اس کہنے سے اس سوال کا جواب بھی مل گیا کہ ایشر کرموں کا پھل کس طرح پر دیتے ہیں یعنے وہ ہر جیوآتما کے اندر خود موجود ہے وہ سب کے کرموں کو شاکشی ہوکر دیکھتا ہے اور خود ہی

اُن کا پھل دیتا ہے ہمارے بہت سے دوست کہیں گے کہ
ہندوؤں کے یم لوک کا مسئلہ کیوں نہ مان لیا جاوے۔ لیکن
یاد رہے کہ ایجنٹ یا پیغمبر یا دوت کا ماننا محدود ہونے کی بیماری
کا علاج ہے چونکہ پرمیشر کو یہہ بیماری نہیں اسواسطے اوسکے
ایجنٹ یا کارندہ یم دوت وغیرہ کوئی نہیں اور نہ آگے
اُس کے پیغمبر ہو سکتے ہیں اور نہ ہی اُس کے دوت مانے جا سکتے
ہیں کیونکہ جہاں پرماتما خود موجود نہ ہو وہاں پر اُس کے پیغمبر
ایجنٹ اور دوت۔ کام کر سکتے ہیں اسواسطے ایسا کہنے سے
سوائے پرماتما کی ہتک کرنے کے اور کوئی فائدہ نہیں اور
بہی کھاتہ کا لکھنا یہہ بھول کی بیماری کا علاج ہے چونکہ پرماتما
کو بھول کی بیماری نہیں اسواسطے اُس کے دربار میں لکھنے کا
کوئی کام نہیں یہہ صرف دنیاوی بادشاہوں کو جو تھوڑے
گیان اور طاقت والے ہیں ضرورت ہے بعض دوست یہ
کہیں گے کہ منکر نکیر کے سوال و جواب کو کیوں نہ تسلیم کیا جاوے
اول تو یہہ مسئلہ اسواسطے غلط ہے کہ جب روح جسم سے

نکل جاتی ہے تب اسکو قبر میں گاڑتے ہیں تو اسوقت جو سوال قبر پر کئے جاویں گے وہ جسم سے ہوں گے نہ کہ روح سے دوسرے سوال وہ شخص کرتا ہے جسکو جواب ملنے سے پہلے اُس کا علم نہیں ہوتا چونکہ خدا عالم کل ہے اسواسطے اوس پر سوال و جواب کا الزام لگانا بھی ٹھیک نہیں۔

تیسرے قیامت کا مسئلہ تو بالکل غلط ہے کیونکہ سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ روح مرکر کل ایک جگہ پر جاتی ہیں یا الگ الگ مقاموں پر۔ اگر کہو ایک جگہ تو نیکوں کو بدوں کے ساتھ حوالات میں رکھنا خدا کے عدل پر دھبہ ہے اگر کہو نیکوں کو علیحدہ اچھی جگہ پر بھیجا جاتا ہے اور بدوں کو دوسرے مقام پر تو بس انصاف ہو چکا قیامت کی ضرورت ہی نہ رہی یہہ مسئلہ تو صرف جاہل لوگوں نے دنیاوی بادشاہوں کے حوالات اور جیل خانہ کو دیکھ کر گھڑ لیا ہے کیونکہ دنیا میں تاریخ فیصلہ تک مجرم حوالات میں رہتا ہے اور اوس کے بعد یا تو وہ بری ہو جاتا ہے یا جیل میں بھیجا جاتا ہے۔

پانچویں جھگڑا یہہ ہے کہ خدا نے دنیا کو کس چیز سے بنایا بعض
تو یہہ کہتے ہیں کہ خدا نے دنیا کو پیدا ہی نہیں کیا جیسا کہ جینی
اور بودھ - لیکن اُن کا یہہ فرمانا بالکل ٹھیک نہیں کیونکہ
متغیر چیز قدیم نہیں ہو سکتی اور یہہ دنیا متغیر ہے اس واسطے
یہہ قدیم تو ہو نہیں سکتی - اب مسلمان کہتے ہیں کہ عدم سے وجود
میں آگئے لیکن اون کا یہہ کہنا بھی غلط ہے کیونکہ نفی سے مثبت
کی پیدائش یا آگ سے سردی کی پیدائش ماننا بالکل عقل اور
علم کے خلاف ہے لیکن ہمارے مسلمان بھائی اصرار کرتے
ہیں کہ جب خدا نے کُن کہا تو دنیا پیدا ہو گئی - یہاں یہہ
سوچنا چاہئے کہ کُن کس کو کہا کیونکہ کُن امر ہے اور حکم
دوسرے پر ہوتا ہے جب دوسرا ہے ہی نہیں تو کُن کہنا
بالکل لغو ہو گیا - بہت سے ہندو کہتے ہیں کہ اودیا سے جگت
بنگیا لیکن یہہ بھی غلط ہے کیونکہ اودیا سے جگت کی پیدائش
ماننے والے سوائے ایشر کے کسی دوسری چیز کو مانتے ہی
نہیں - اب سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ تمہارے اودیا کوئی

چیز ہے یا نہیں - اگر کہیں کوئی چیز ہے تو خود بخود اون کا
سدھانت غلط ہو گیا کیونکہ برہم سے علیحدہ چیز اونھوں نے
تسلیم کری اگر کہیں کوئی چیز نہیں تو نفی سے مثبت کی پیدائش
ہو نہیں سکتی ان ساری غلطیوں کو دیکھ کر وید نے اِن کے
دور کرنے کے واسطے جواب دیا کہ جو ایک غیر مجسم پرکرتی کو
یعنے مادہ کے جزو لا تجزے سے بہت قسم کی مجسم چیزیں بناتا
ہے -

چھٹا جھگڑا دنیا میں یہہ پڑا ہوا ہے کہ جیو اور برہم ایک ہیں
یا الگ الگ اس کا جواب دیا گیا اوس آتما میں رہنے والے
کو یعنے جیو اور ایشر کا محیط اور محاطہ کا تعلق ہے تعلق ہمیشہ
دو میں ہوتا ہے اسواسطے جیو اور برہم دو پدارتھ ہیں -
ساتواں جھگڑا یہہ تھا کہ پدارتھ انادی کتنے ہیں جواب ملا
جو اوس کے اندر دیکھتے ہیں یعنے دیکھنے والا جیو - اور دیکھنے
کی چیز پرکرتی اور اوس کے اندر دیکھنے کے لائق پرماتما
یہہ تین پدارتھ ہی انادی ہیں پھر سوال یہہ تھا کہ مکتی

کس طرح ہو سکتی ہے جواب ملا جو ایشر کو ایک سارے جگت میں محیط سب کے اندرونی حالات کو جاننے والا اور اپنے آپ کرم کا پھل دینے والا پرکرتی سے جگت کا پیدا کرنیوالا اور جیو برہم کا بھید اور تین پدارتھ انادی مانتے ہیں اونہیں کی مکتی ہو سکتی ہے دوسروں کی نہیں۔

پیارے ناظرین ہمارے بعض دوست کہہ اوٹھیں گے کہ تمہاری مکتی بھی اوسی طرح کی ہے جس طرح پر عیسائی کہتے ہیں عیسے پر ایمان لانے سے مکتی ہوتی ہے مسلمان محمدؐ کی شفاعت سے مکتی مانتے ہیں۔ لیکن اون کا یہ کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ جسجگہہ پر پولیس افسر موجود ہو وہاں پر کوئی بھی چوری نہیں کرتا بشرطیکہ اس کو یقین ہو کہ میں رشوت دیکر بچ نہیں سکتا اسیطرح جو شخص ایشور کو ایک اور سب جگہہ اور سب فعلوں کا پھل دینے والا مانتا ہے وہ کہیں بھی پاپ نہیں کر سکتا اور جو پاپ نہیں کرتا اُسے تکلیف کسطرح ہو سکتی ہے اور جو فرقہ خدا کو محدود مانتے ہیں اُن کے مذہب میں تو خدا کا ہونا نہ ہونا برابر ہے اور

پرکرتی سے جگت کی پیدائش ماننے کا مطلب یہ ہے کہ جس سے
معلوم رہے کہ اس جگت میں آنند نہیں کیونکہ ست پرکرتی ہے
ست چت جیو آتما ہے اور ست چت آنند پرماتما ہے۔ جب پرکرتی
ست ٹھہری اور جگت اسکا کاریہ ہے تو جگت سے آنند کی خواہش
کرنا ٹھیک نہیں اور تین پدارتھوں کے نتیہ ماننے سے یہ فایدہ ہے
کہ پرکرتی اُپاسنا سے دکھ ہوتا ہے اور پرماتما کی اُپاسنا سے سکھ ہوتا
ہے اور جیو سکھ دکھ اور بندھ موکش دونوں سے علیحدہ نہ رہ سکتا
اور دنیا کے جسقدر مذہب ہیں سب میں اس مسئلہ کے اگیان سے ہزاروں
غلطیاں ہو گئیں کہ پاپ کون کراتا ہے پُن کہاں سے ہوتا لیکن معقول
مدار وہ تھا ویدک دھرم نے اسکا جواب ایسا دیا کہ اب کہنے کی گنجائش نہیں
یعنی پرکرتی سنسرگ سے جہالت اور پاپ پیدا ہوتا ہے جسکا پھل
ہے اور پرماتما کے سنسرگ سے پُن پیدا ہوتا ہے جسکا پھل سکھ ہے۔
پیارے ناظرین اس ذکر نے جس معقولیت سے انسانوں کے
جھگڑوں کو ختم کیا وہ تو آپ کو معلوم ہو گیا۔ اب سوال یہ تھا کہ ویدانت
کی سرشٹی نیم یا قانون قدرت کے موافق ہے یا نہیں اسکے جواب

ہم آپکے سامنے یجروید کا ایک منتر پیش کرتے ہیں جس سے آپ معلوم کرینگے
کہ وید کی تعلیم کسطرح ایشور سرشٹی نیم کے انوکول ہے۔

ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद्बाहू राजन्यः कृतः ऊ-
रूतदस्य यद्वैश्यः पद्भ्यां शूद्रोऽजायत ॥

اس منتر میں پرماتما نے منشیہ جاتی کی تقسیم اور انکے کرموں کا ذکر بتلایا ہے
اس سے پہلے منتر میں یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ کسطرح ایک منشیہ کے شریر میں
چار حصہ ہیں پہلا حصہ سر سے گردن تک جو مکھ کہلاتا ہے دوسرا حصہ گردن سے
نیچے اور کمر سے اوپر جو باہو کہلاتا ہے تیسرا حصہ اورو یعنی کمر سے نیچے اور
گھٹنے تک چوتھا حصہ گھٹنے سے پانو تک یہ پاد کہلاتا ہے کیا اسیطرح
منشیہ جاتی کے بھی کوئی حصہ ہو سکتے ہیں اسمیں پرماتمانے بتلایا کہ جس کام
کے واسطے ہم نے منشیہ شریر میں مکھ کا حصہ پیدا کیا ہے اسی کام کے
واسطے سنسار میں براہمن ورن بنایا۔ اور جس کام کا تعلق باہو والے حصہ سے
ہے وہ کام ہم نے کشتریوں کے حصہ میں رکھا ہے اور جس کام کے واسطے
جنگھا ہیں وہ ویشیوں کا کام ہے اور جو کام ایک منشیہ کے شریر میں پانو کا ہے

وہی کام منشیہ جاتی میں شودر کا ہے۔

پیارے ناظرین آپ غور سے سوچیں کہ مکھ والے حصہ کا کیا کام ہے اس حصہ
میں پانچوں گیان اندری یعنی حواس موجود ہیں اور کسی حصہ میں یہ گیان اندری
نہیں ہیں جس سے معلوم ہوا کہ براہمن کا فرض پورا گیان حاصل کرنا ہے
اس حصہ میں کرم اندری کون ہے زبان اسکا کیا کام ہے۔ اپدیش کرنا
تیسرے یہ حصہ مادی طاقت میں نیچے کے سب حصوں سے کمزور ہے
اگر آنکھ میں ذرا سی مٹی پڑ جاوے تو فوراً درد ہونے لگے گا اور کام میں رکاوٹ
پیدا ہوگی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ ذرا سی اودیا اور گناہ ہونے کے بھی لائق
لائق نہیں اگر اسمیں ذرا بھی خرابی آ جائیگی تو فوراً درد پیدا ہو جائیگا اور اس
جسطرح سے ودیا کا پرچارک سمجھکر سب سے اوپر کا درجہ دیا گیا اس سے یہ بھی بتلادیا
سنسار میں سب سے اول نمبر کی چیز جیو آتما کے واسطے ودیا ہے۔

دوسرے حصہ کا نام کشتری رکھا جسمیں بتلایا کہ رکشا کا کام کشتری
سے ہے۔ آپ سوچیں کہ اگر آنکھ میں چوٹ آئے تو اُسکا علاج کون کرے
جواب۔ ہاتھ پاؤں کی رکشا کون کرے گا غرضکہ کُل شریر کی حفاظت بذریعہ
ہاتھ کے ہوتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ جسطرح اس شریر میں باہو کا

ہے ویسا فلشیہ جاتی میں اَشتری ہے لیکن ہو والا حصہ مادّی طاقت میں تتر
کے سب حصّوں سے بڑا ہی جس سے بتلایا گیا کہ راجوں کو سب پرجا سے زیادہ
دولتمند ہونا لازمی ہے تیسرے یہ حصّہ آنکھ۔ کان وغیرہ کے حکم کے موافق
کام کرتا ہے جس سے بتلایا گیا کہ کشتری کو براہمن کے حکم کے موافق کام
کرنا چاہیئے یا بلوان کو ودّیہ والوں کی آگیا ماننی چاہیئے۔ تیسرا حصہ دلیش کا
ہے جا ادر رو کہلاتا ہی اُسکا کام تبادلہ ہی اور اِسکی بزرگی دھن سے ہے۔
جسمیں تبلایا گیا ہے کہ ودّیا اور بل سے دھن کا درجہ بہت کم ہی کیونکہ
مورکھ سے وودوان آسانی سے دھن لے سکتا ہی اور نربل سے بلی آسان
چھین سکتا ہے لیکن دھنی وودوان سے ودّیا اور بلی سے بل نہیں چھین
سکتا۔ چوتھا حصّہ گھٹنوں سے پانوں تک ہی جسے پاد کہا گیا ہے اِسے
شودر کہتے ہیں۔ کیا آدمی کہہ سکتا ہے کہ اِس حصّہ کا کام سوا اوپر کے
حصّوں کے اُٹھا کر لے چلنے کے دوسرا کوئی ہو سکتا ہے =

پیارے ناظرین ویدک تعلیم سقدر الیشٹری نیم کے انوکول ہے کہ اِن
دونوکمیں بھید مل ہی نہیں سکتا اور ہم نے یہ بھی کہا کہ اگر ویدوں میں پکشپات
ہے تو وہ ضرور انسانی کلام ہیں۔ اگر پکشپات کا لیش نہیں تو ضرور اُسے

ایشوری کتاب ماننا پڑے گا - اسکے ثبوت میں ہم ایک وید منتر پیش کرتے ہیں

ः पौरुषेयेण क्रविषाऽऽत्मानं समङ्क्ते यो अश्व्ये-
न पशुना यातुधानः। यो ऽघ्न्याया भरति क्षी-
रमग्ने तेषां शीर्षाणि हरसापि वृश्च। अथर्व
०८ ॥

(ارتھ) جو منشیہ آدمیوں کے مانس سے اپنی آتما کو پالتا ہے یا گھوڑوں کے
مانس سے پالتا ہے یا اور کسی جانور کے مانس سے یا گؤ کا دودھ کُل لیتا ہے
بچھڑوں کو بالکل نہ دیکر جان سے مار ڈالتا ہے راجہ کا فرض ہے کہ ان سب
پرانوں کا دنڈ دے یعنی انکے سر تن سے الگ کرکے باقی شریر کے ٹکڑے
ٹکڑے کروادے۔

پیارے ناظرین دیکھئے کہ وید میں صاف طور پر بتلا دیا کہ خواہ وہ منشیہ کو
قتل کرے خواہ پشو کو سزا دونوں کی برابر ہے جیسا کہ انسانی کتابوں میں انسا
بکثیات ہے کہ انسان کو ذرا تکلیف دینے والا جانور موذی کہلاتا ہے اور
ہزاروں جانوروں کو مار ڈالنے والا انسان اشرف المخلوقات کی دُم لگاتا
لیکن وید میں یہ بات نہیں بلکہ وید دونوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں

ہمارے بہت سے دوست کہہ اُٹھیں گے کہ اندھیر ہو گیا۔ حیوان کو مار کر کھانا اور انسان کو مار کر کھانا برابر گناہ بتلایا لیکن اُنکو یاد رکھنا چاہیئے کہ موجودہ حالت میں گورنمنٹ کا بھی یہی قانون ہے وہ کہیں گے کسطرح۔ آپکو معلوم ہو کہ دُنیا میں انسانوں کی دو حالتیں ہیں ایک آزاد دوسری قید ہے۔ آزاد آدمی اپنے کاموں کو اپنی خوشی کے مطابق کرتا ہے اور اُس سے فایدہ یا نقصان اُٹھاتا ہے لیکن قیدی آدمی اپنی خوشی سے کوئی کام نہیں کر سکتا اُسکو جس کام میں لگا دیا ہے اُسیکو کرتا چلا جاتا ہے لیکن اُس کرنے سے جو کچھ فایدہ یا نقصان ہو وہ اُسکا ذمہ دار نہیں مثلاً ایک قیدی ۱۰ روز کا کام کرتا ہے اور ۲ روز خوراک کھاتا ہے اب بقیہ ۸ روز اُسکا حق نہیں۔ اگر وہ ۱ روز کا کام کرتا ہے اور ۲ روز کھاتا ہے اسحالت میں بھی وہ نقصان کا ذمہ دار نہیں۔ آزاد آدمی دونوں حالتوں میں ذمہ دار ہے۔ مثلاً بتلائیے تو سہی کہ اگر کوئی آدمی کسی قیدی کو مار ڈالے تو قتل عمد کا مجرم قرار دیا جائیگا مجھے جہانتک معلوم ہے ضرور قتل عمد کا مجرم ہو گا اور قیدی اور آزاد کے مارنے والے کو سزا بھی یکساں ہو گی اصلی اسکی وجہ یہہ ہے کہ گناہ کا انحصار تو نیت پر ہے جس شخص نے آزاد کو قتل کیا ہے اسکی نیت بھی قتل عمد کی تھی اور جس نے قیدی کو قتل کیا ہے اُسکی نیت بھی

یہی نیت تھی۔

پیارے ناظرین جسطرح انسانی گورنمنٹ آزاد اور قیدی کے خون کو یکساں سمجھتی ہے اسیطرح پرماتما کی سرشٹی میں بھی دو قسم کی روحیں ہیں ایک کرتویہ یونی دوسری بھگتویہ یونی۔ کرتویہ یونی یعنی کرنیوالے اور بھوگنے والے جسم تو آزاد انسانوں کی برابر ہیں اور بھگتویہ یونی قیدی کی موافق ہیں پس دونوں قسم کے جسمونکو نقصان پہونچانے والا یکساں مجرم ہے جسطرح جو آدمی گناہ کا عادی ہوجاتا ہے اور اُسے اس گناہ سے بچانے کے واسطے قید کیا جاتا ہے۔ جن ہاتھوں سے وہ دوسرونکو قتل کرنا چاہتا تھا یا دوسرونکا مال اُٹھاتا تھا۔ اُن ہاتھوں میں ہتکڑی ڈالکر اُس کی طاقت روکدی جاتی ہے اور جن پانوں سے وہ مال لیکر بھاگا چاہتا تھا اُنمیں بھی زنجیر ڈالدیجاتی ہے۔ اگر بہت بڑا مجرم ہے اور اُسے گناہ کی عادت بہت زیادہ ہوگئی ہے تو اُسکے جسم کو ایک مکان میں بند کردیا جاتا ہے تاکہ وہ گناہ نہ کرسکے اور کچھ مدت تک گناہ نکرنے سے اُسکی گناہ کرنے کی عادت کم ہوجاوے جب عادت کم ہوجاتی ہے تب وہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔

ہمارے بہت سے دوست کہیں گے کہ قیدی بھی تو اکثر گناہ کرتے

ہیں اور انکو اسکی سزا بھی دیجاتی ہے تم کسطرح کہتے ہو کہ قیدی گناہ نہیں
کرتے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ گورنمنٹ کی بسبب کم علم اور کم طاقت ہونیکی
دلتا ھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ کرنیوالی اصلی طاقت من پر قبضہ نہیں کر سکتی۔

پیارے ناظرین جسقدر انسان ہیں یہ کرتویہ یونی اور حیوان بھگتویہ یونی
ہیں اور انسان کو کرنے کی طاقت بدھی اور من کو آزاد رکھا گیا ہے اور حیوان
کے من اور بدھی کو روک دیا گیا ہے۔ انسان اپنے فعلوں کا ذمہ دار ہے اور
حیوان بالکل ذمہ دار نہیں انکے فعلوں کے نفع نقصان کا ذمہ ایشوری
نیم کا ہے کیونکہ کرتویہ یونی کے یہ معنی ہیں کہ جو اپنی ضروریات کو پیدا کرنے کا گیان
رکھتی ہو اور اسکے واسطے اسکے پاس سادھن یعنی ذریعہ بھی موجود ہوں۔
بھگتویہ یونی کے یہ معنی ہیں کہ صرف مقرر کام تو کیا کرے اپنی مرضی سے اپنی ضروریات
کے پیدا کرنے کا گیان نہ رکھی اور اسکے کرنیکے سادھن بھی موجود نہوں۔
چونکہ کل حیوانات جن کے کرنیکی طاقت کو قدرت نے روک دیا ہے اپنے
آیندہ ضروریات کے پیدا کرنے میں قاصر ہیں اور انسان اپنے ضروریات کو
آج بوکر دس برس بعد کاٹنے کی امید رکھتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ
انسان کرتویہ یونی اور حیوان بھگتویہ یونی ہیں۔

پیارے ناظرین ہم نے مذکورہ بالا ثبوتوں کے ذریعہ سے جو اس رسالہ میں پیش کئے گئے آپکو دکھلا دیا کہ ویدک تعلیم ہی ہے کہ جسکے ہونے سے منشہ جاتی کے تمام جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں اور یہ ویدک تعلیم ہے کہ جسکی موجودگی میں تمام دُنیا میں ایک ہی دھرم موجود تھا کہ جس تعلیم سے مہاراجہ ہریشچندر جیسے ستیہ وادی اور پرتگیا کے پالن کرنیوالے مہاتما پیدا ہوتے تھے کہ جنھوں نے ستیہ کے سامنے راجیہ کو حقیر سمجھا استری کو بیچ دینا گوارا کیا پتر کو بھی بیچ دیا خود بھی ایک نیچ کے ہاتھ بک گئے لیکن کیا مجال کہ بات میں فرق آجاوے۔ جسکا ذکر ایک شاعر کرتا ہے سے چندر ٹرے تارا ٹرے ٹرے جگت بیوہار۔ ستیہ پن ہریشچندر کو کوئی نہ ٹارن ہار۔ جس ویدک تعلیم نے مہاراجہ رام چندر کو اس لایق بنا دیا کہ اُنھوں نے راجیہ اور سکھ کو دھرم کے سامنے حقیر سمجھا۔ جس راجیہ کیواسطے دوسرے دھرموں کے لوگ باپکو قید کرنیکو تیار اور بھائیوں کا قتل منظور اُس راجیہ کو ویدک دھرم کے ماننے والے پرانے ایسا حقیر سمجھا کہ باپکا حکم ہوتے ہی چھوڑنے کو تیار ہو گئے جہاں اور مذہبوں کے لوگ راجیہ کے سامنے بھائیونکو حقیر سمجھتے ہیں وہاں ویدک دھرم کے ماننے والے بھائی پر لاکھوں راجیہ قربان کرنیکو تیار ہیں۔

پیارے ناظرین ویدک دھرم ہی تھا کہ ایک ارب چھیانوے کروڑ برس تک چلا گیا ورنہ دُنیا کے مذہب تو تھوڑے دنوں میں بدل جاتے ہیں۔

آج ۱۳ سو سال سے زیادہ کا عرصہ نہیں گذرا کہ اسلام جاری ہوا جسکے بہتر سے زیادہ فرقہ نظر آتے ہیں۔ ایک دوسرے کو جھوٹا بتلا رہا ہے شیعہ سُنیوں کے مخالف اور سُنی شیعوں کو بدعتی بتلا رہے ہیں۔ عیسائی مذہب بھی دو ہزار برس تک ٹھیک طور پر قایم نہ رہ سکا۔ اگرچہ ظاہری طور پر عیسائی مذہب دُنیا میں ایک بڑی طاقتور جماعت ہے لیکن وہ بالکل مادہ پرست ہوگئے ہیں اُن میں مذہبی پریم برائے نام ہے۔

ہمارے بہت سے دوست کہیں گے کہ عیسائی لوگ اپنے مذہب کے ایسے پکے ہیں کہ وہ جان دیکر دوسرے ملکوں میں اپنا مذہب پھیلا رہے ہیں لیکن ایسے بہت تھوڑے آدمی ہیں زیادہ تر لوگ ناستک اور پولیٹکل خیال کے ہیں اور مُلکی پالیسی کے لحاظ سے پادریوں کو برابر مدد دئے جاتے ہیں لیکن اونکا خانگی طرز عمل مسیحی تعلیم سے بالکل خلاف ہے جہاں مسیح کا یہ خیال ہے کہ سوئی کے سوراخ میں سے اونٹ کا گذر جانا آسان ہے لیکن ایک دولتمند کا خدا کی بادشاہت میں آنا بہت مشکل ہے۔ اسوقت امریکہ اور یورپ کی کل قومیں اس

مذہبی اصول کو جو دُنیا میں سب سے اعلیٰ ہیں جواب دیچکی ہیں۔ علاوہ اسکے عیسائی مذہب کی کتابیں روزمرّہ بدلی جارہی ہیں۔ عیسائی مذہب بھی بے تعداد فرقوں میں تقسیم ہوگیا ہے یہی حال یہودی اور پارسی مذہب کا ہے وہ بھی آج برائے نام ہے۔

پیارے ناظرین دُنیا میں جسقدر انسانی مذہب انسانوں کے نام سے جاری ہیں وہ کبھی بھی انسان کی آتما کو پوری شانتی نہیں دیسکتے اور جب تک منشیہ جاتی میں پوری طور پر الہٰوری گیان کے مطابق مذہبی تعلیم نہ ہو تب تک منشیہ جاتی میں شانتی کا آنا ناممکن ہے اور جب تک منشیہ جاتی میں شانتی نہ آجاوے تب تک آپس میں پریم کا بڑھنا اور نفاق کا ناش ہونا ناممکن ہے کیونکہ انسانی تعلیم سے خودغرضی کی بُنیاد نہیں اُکھڑ سکتی اور جب تک دُنیا میں خودغرضی کی بُنیاد موجود ہے تب تک ایمانداری کا برتاو کہاں اور جب تک ایمانداری سے برتاؤ نہو تب تک آپس کا اعتبار کہاں اور جب تک آپس میں اعتبار نہو تب تک محبّت کہاں اور جب تک سنسار میں محبت نہو تب تک سُکھ کہاں۔

پیارے ناظرین سنسار میں رات کے وقت بہت سے چراغ جلتے ہیں لیکن چراغوں کی روشنی رات کی آنیوالی خرابیوں کو دور نہیں کرسکتی مثلاً شیر کب گھومتے ہیں بھیڑئے کب گھومتے ہیں رات میں چور اور ڈاکو کب

گھومتے ہیں رات میں - بدمعاش کب بدمعاشی کیواسطے نکلتے ہیں رات میں
جہاں تک پتہ لگتا ہے رات کا وقت باوجود اپنے بے تعداد چراغوں کی روشنی کے
سنسار میں برائی کا معاون ہوتا ہے - اسکا سبب یہ ہے کہ چراغ کی روشنی
میں بیٹھنے والا انسان اپنے گھر میں تو روشنی دیکھتا ہے اور باہر اندھیرا پاتا ہے
ایسے ہی انسانی مذہب کا آدمی اپنے آپکو بہشتی سمجھتا ہے اوروں کو دوزخی -
پس یہاں سے ایکدوسرے سے نفرت کرنے لگجاتا ہے اور جب نفرت پیدا ہو گئی تو
اُسکے ناش کرنے کی تدبیر کرنی پڑتی ہے جس سے دُنیا میں چاروں طرف اندھیر
پھیل گیا ہے اسواسطے آپ جانتے ہیں جب تک کہ سورج نہ ادے ہوگا
تب تک ان بیماریوں کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا بعض لوگ دوسروں کے چراغ
بجھانے کی کوشش کرتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طرفین میں لڑائی شروع ہو جاتی
ہے اور جسکے گھر کا چراغ بجھا دیا گیا اور سورج بھی طلوع نہیں ہوا تو اُسکے گھر
میں اندھیرا ہو جاتا ہے - اسیطرح بہت سے لوگ اور دوسرے مذہبوں کا کھنڈن کرتے
ہیں جس سے اُس مت کے لوگوں سے لڑائی ہوتی ہے اور اُسطرف کے
لوگ اپنے اُصولوں سے تو گر جاتے ہیں اور ویدک دھرم کے پرچار نہ ہونے
سے اسطرف آ نہیں سکتے جس سے بڑی اندھکار یعنی ناستکتا پھیل جاتی ہے

آریہ سماج کی کھنڈن والی تقریروں نے جہاں توہمات کے دور کرنیمیں بڑا بھاری
احسان ملک پر کیا ہی وہاں پر منڈن کے نہ ہونے سے ناستکتا کو پھیلا کر
بہت سا نقصان بھی پہنچایا ہے۔

پیارے ناظرین آپکا اور ہمارا فرض ہے کہ ہم کسی مت کا زیادہ تر کھنڈن
نہ کرکے صرف دھرم کے اصولونکو پبلک میں پھیلانے کی کوشش کریں جس
سے عوام میں ناستکتا بھی نہ پھیلے اور لوگونکو دنیا کے دھرموں سے ویدک دھرم
کے مقابلہ کرنے کا موقع ملجاوے اور وہ سنسار میں آتمک شانتی کے ادھکاری
ہوجاویں اور جب تک ویدک تعلیم پوری زور سے نہیں پھیل جاتی تب تک
مت متانتر کھنڈن سے ہانی ادہک ہوگی اور لابھ کم ہوگا اسواسطے ہم تمام
آریہ بھائیوں سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ وہ ویدک دھرم کے پرچار کے واسطے
کوشش کریں اور جہانتک بن سکے ویدپرچار فنڈ کو مضبوط کرکے ملک میں تحریری
اور تقریری ویدک دھرم کا پرچار کریں اور اس پرچار کیواسطے آدمی تیار کرنیکی
کوشش کریں۔ اگر چند آدمی اس لایق پیدا ہو سکیں کہ وہ غیر ملکونمیں جاکر ویدک دھرم
کی عزت قایم کریں تو ہندوستان کو بہت ہی فایدہ ہو۔

ہمارے بہت سے دوست پولیٹکل معاملات میں یورپ کی قوموں کی

مقابلہ کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ امر ناممکن ہے کہ جن یورپینوں سے ان خیالات
کی نامکمل تعلیم لی ہی اُس تعلیم سے ہم اُنکا مقابلہ کر سکیں کیونکہ اسمیں وہ ہماری
اُستاد ہیں لیکن کیوں نہ ہم روحانی تعلیم کی شمشیر کو لیکر دُنیا کے مقابلہ کیواسطے
کھڑی ہو جاویں کیونکہ روحانی تعلیم خاصکر آریہ ورت کا ورثہ ہے اور اِسی مُلک
سے اسکی پیدائش ہی اور ابتک بھی اسکا ذخیرہ ہماری پاس اُن قوموں سے
لاکھوں گنا زیادہ ہی اِس سے ہم اُسپر سبقت لیجا سکتے ہیں کیا جو عزت سوامی
ویویکانند کی امریکہ میں ہوئی کیا ایسی عزت بابو سر سریندر ناتھ کی انگلستان میں
ہو سکتی ہی بالکل نہیں اسکی وجہہ یہ ہی کہ پولیٹیکل اُنکی سرحس ہی اُسکو ہم اُنکے سامنے
لیجا کر کب عزت پا سکتے ہیں لیکن روحانی خیال ہم اُنکو بخشش کرتے ہیں اسمیں
ہماری وہ دست نگر ہیں یہ ہمکو ضرور دُنیا میں عزت دلا سکتے ہیں کیا حرج ہی اگر
دُنیا کی تمام قومیں کسر اور ویشیونکا کام کریں یعنی حکومت اور تجارت اُنکے
ہاتھ میں رہی اور آریہ ورت براہمن ورن کا کام دے یعنی سب کا گرو ہو جاوے
ہماری بہت سے دوست کہینگے کہ دوسرے لوگوں کے راجیہ میں
تکلیف ہوتی ہے لیکن اُنھیں خیال رکھنا چاہئیے کہ ہر ایک آدمی تو راجہ بن
نہیں سکتا اسواسطے ہر ایک کو دوسری کی راجیہ میں رہنا پڑے گا لیکن جو

لوگ گرو ہوتے ہیں اُنکی عزت راجہ سے کچھ کم نہیں ہوتی اور راجہ کا اثر
اپنے ماتحتوں کے دلوں پر اسقدر نہیں ہو سکتا کہ جسقدر گرو کا اپنے
چیلوں کے دلوں پر ہو سکتا ہے کیونکہ جب تک انسان کی عقل کسی چیز
کی ماہیت کو ٹھیک طرح معلوم نہ کر لے تب تک اُسپر عمل نہیں ہو سکتا اور جب تک
عمل نہ ہو تب تک پھل نہیں مل سکتا اور ہر ایک پدارتھ کا سچا علم سوائے ویدک دھرم
کے کسی مذہب میں نہیں کیونکہ ہر ایک مذہب عقلی طور پر ناقص ثابت ہوتا
ہے اسواسطے اُن مذہبوں کے بانیوں نے مذہب میں عقل کا دخل جائز نہیں
مانا جسطرح جیسے ہر ایک چراغ کو ہوا سے خوف ہوتا ہے اسیطرح ہر ایک
مذہب کو عقل و دلیل سے گھبراہٹ ہے لیکن ویدک دھرم عقل سے بالکل نہیں
گھبراتا بلکہ جسطرح روشنی اور آنکھ دو چیزوں کے ہونے سے علم ہوتا ہے نہ تو اکیلی
آنکھ سے کام چلتا ہے اور نہ ہی اکیلی روشنی سے مطلب حل ہو سکتا ہے دنیا
کے ہر ایک مذہب میں ایک ہی چیز ہے کہیں عقل ہے کہیں ایشوری
ودیا ہے۔ مسلمان۔ عیسائی۔ ہندو یہودی وغیرہ تو مذہب میں
عقل کو دخل نہیں دیتے اور جینی۔ بدھ مذہب اور برہمو سماج والے
ایشوری ودیا سے انکاری ہیں گویا یہ انسانی چراغ ہوا سے گھبرانیوالے

اور نامکمل ہیں جن سے کبھی انسان کو شانتی نہیں مل سکتی اسواسطے

ہر ایک آدمی کا فرض ہے کہ سنسار کے جھگڑوں کو مٹا کر

شانتی دینے والے ویدک دھرم کا پرچار

کر کے اپنی اور سنسار کی انتی کرے اور

سنسار میں سکھ پوروک گذارہ کر کے

موکش مارگ پر چلے ۔

اوم شانتی

شانتی

شانتی

تمت

آریہ سماج کے نیم

(۱) ست ودیا اور ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُنکا آدی مول پرمیشور ہے =

(۲) ایشور سچدانند سروپ نراکار۔ سروشکتیمان۔ نیائے کاری۔ دیالو۔ اجنما۔ اننت۔ نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ سروآدھار۔ سرویشور۔ سرو ویاپک۔ سرو انتریامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے۔ نت۔ پوتر۔ اور سرشٹی کرتا ہے اُسیکی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہے =

(۳) وید ست ودیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے =

(۴) ست کے گرہن کرنے اور اسَت کے تیاگ میں سروداُدیت رہنا چاہئیے =

(۵) سب کام دھرمانوسار ارتھات ست اور است کو وچار کر کرنے چاہئیں =

(۶) سنسار کا اُپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ اُدیش ہے ارتھات شاریرک آتمک اور سماجک اُنتی کرنا =

(۷) سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھا یوگیہ ورتنا چاہئیے =

(۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی وردھی کرنی چاہئیے =

(۹) پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہئیے کنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہئیے

(۱۰) سب منشیوں کو سماجک سروہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہئیے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر رہیں =

آریہ سماج کی کل پستکیں ویدک دھرم پریس مرادآباد سے ملینگی

اوم

ٹریکٹ نمبر ۱۵

رامائن سار

مصنفہ کرپا رام شرما جگرانوی آنریری اپدیشک

آریہ پرتی ندھی سبھا ممالک مغربی وشمالی

جس کو

بابو مکت بہاری لال منیجر آریہ پستکالہ مرادآباد نے چھپواکر شایع کیا

ویدک دھرم پریس مرادآباد میں چھپا

بار دوئم ۱۰۰۰ قیمت ۳ پائی

رامائن سار

شری رامچندر جی کے بھگتو نرات رامائن کے پڑھنے

مہاراج رامچندر جی کو اپنا بڑا ماننے والو دیش کے کشتری جوا

رامائن کو جو آریہ کُل بھوشن کشتری کُل دواکر ویدوت ویدوکت کرم

دیش رکشک شورسر تاج رگھوکُل بھانو دشرتھ آتمج مہاراجادھراج مہا

جی کا جیون چرتر ہی سدا پڑھتے سنتے ہیں پرنتو شوک ہے کہ آپ اس مہا

کی دیوی جیون سے کچھ بھی لابھ نہیں اٹھاتے۔ مہاشیو یہ رام چرتر الیـ

بدی نشچے اس کے انوسار اپنا جیون بتیت کریں تو ضرور مکتی پد کو

ہوگا۔ مہاشیو رامائن کے آدی میں مہاراج کا جنم کا ورتانت لکھا ہے

بودھ ہوتا ہے کہ ہمارے دیش کے راجوں کو جب سنتان کی اوشیکتا ہ

تب دے لوگ ودّوان براہمنوں کو بُلا کر یگیہ کرتے تھے اور اِس سمے کے لوگوں
کی بھانت غازی میاں یا مسجدوں یا اسطرح کے ڈھکوسلے نہ کرتے تھے
دے کبھی سنڈوں مشٹنڈوں سے سنتان نہ چاہتے تھے گونگا پیر اور
مسانی کو نہ مانتے تھے دے ٹونے اور دھاگے نہ کراتے تھے۔ یہ سب
باتیں آپ کو مہاراج رام چندر جی کے جنم سے پراپت ہوتی ہیں۔
رامائن کے پڑھنے والو شکھ ایسی مورکھتا کی باتوں کو تیاگ دیا گیا ہے
کرم پرارمبھ کرو پھر مہاراج کا بششٹ جی سے پڑھنا پڑھانا ہے جس سے
پورا ہوتا ہے کہ پورب سمے میں سب چھتری براہمن ہمیشہ روحانی ماتر پڑھتے
پڑھاتے تھے آجکل کی طرح یہ نہ تھا کہ ودیا پڑھنا صرف کاسٹ کے واسطے ہی سمجھیں
کنتو ودیا ابھیاس منوشیتو کا ہیتو مانا جاتا تھا یا مورکھ کو منشیہ نہ گنا گیا ہی ملتی نہی
اب رامائن کے پڑھنے والو شکھو ودیا ابھیاس کرو اور اپنی ودیا کو جس کو
مہاراج رام چندر جی نے پڑھا تھا سنسار میں پھیلاؤ اُس کے آگے مہاراجہ رام چندر
جی کا بشوامتر کے ساتھ جانا ہے جو اس بات کا پرمان ہے کہ پورب سمے میں
ودوانوں اور تپسویوں کا کیسا مان تھا۔ دیکھو راجہ دشرتھ نے پرانوں سے
اور اپنے پیارے دونوں پتر بشوامتر کو دیدیئے دوسرے اس کال میں چھتری لوگ

بالک بسی بلی ہوئی تھی جو رام چندر جی نے اس چھوٹی سی اوستھا میں رشی کے ساتھ بن
میں جانے سے بھی نہیں ڈرا تھا اور چھوٹی سی اوستھا میں دونوں بھائیوں نے بڑے بڑے
دشٹ راکشسوں کو مار ڈالا۔ یہ سب برہمچریہ ودیا اور دھرم کا پرتاپ دیکھکر بھی ہم
لوگ دھرم نہیں کرتے پھر رامچندر جی کا جنک پور میں جا کر دھنش توڑنا لکھا ہے اس
سے بھی ان کی پرسنتا پرتیت ہوتی ہے اسکے آگے مہاراجہ رامچندر جی کے بواہ
کا ورتانت ہے جس سے یہ ودت ہوتا ہے کہ اس کال میں سوئمبر کی ریت تھی اور آجکل
کی طرح گڈے یا گڈی کی شادی ارتھات بال بواہ جاری نہ تھا کنیا اور ور دونوں
برہمچریہ کا پالن کرتے تھے اور جب پورن ودوان اور بل ویریہ یکت ہو جاتا تھا
شادی کرتے تھے جس سے سدا اپنی اور پتنی میں پریتی رہتی تھی اور انکا یہ بھی مست
آشرم سکھ سے بیتیت ہوتا تھا سنتان پُشٹ اور شدھ بدھی والی ہوتی تھی۔ کیوں ان
کے ماننے والو آپ کیوں بال بواہ کر کے اپنی سنتان کا نشٹ کرتے ہو اسکے پشچات مہاراج
کو یوراج تلک کا لکھا ہے اور کیکئی کے آدیش سے مہاراج کا بن کو جانا اور دشرتھ مہاراج
کا مرتیو لکھا ہے اس سے کیا گیان ہوتا ہے۔ پرتھم تو یہ کہ نیچ کے سنگ سے برائی
ہوتی ہے دیکھو کیکئی نے منتھرا کے سنگ سے اپنا سہاگ نشٹ کیا سمسار کو دکھ دیا
جگت میں اپجس لیا جس پتر کے واسطے یہ ادھرم کیا تھا اس پتر نے بھی اسے برا

کیا کیا اس سے کو سنگ سے بچنے کی شکشا نہیں ملتی۔ جو لوگ دھرم کرتے ہیں اُن کی
گھر کے لوگ بھی اُنکا برا کہتے ہیں دوسرے مہاراجہ دشرتھ نے راج کو تیاگ دیا۔
اپنے پتر پیاروں ہمیں نہیں نینوں کے تارے انکو چودہ برس کا بن باس دیا اپنے
پرانوں کا بھی بیوگ سوئیکار کیا۔ پرنتو اپنا بچن نہ جانے دیا اور سنسار بھر میں نتیں لیا
اور سنسار کو یہ شکشا دی کہ منشیہ کو جو کچھ کسی کو وچن دے بسٹھ دیدے پرنتو کسی سے
پرتگیا نہ کرے نہ جانے کون کیسا سمے آجاوے کیونکہ راجہ دشرتھ کیکئی کو اُسی سے
بر دیتے تو اُنکو یہ کشٹ اور پتر کا بیوگ سہنا نہ پڑتا اسجگہہ پر اور بھی بہت سی
شکشا ملتی ہے جیسی اندھا اندھی اپنے پتر سرون کی مرتیو سے مر گئے اسی کے پھل
سے راجہ دشرتھ بھی اپنے پتر سے مرے مہاراجہ رامچندر جی کا بن گون ہوا۔ لکشمن
جی کا سنگ جانا دیکھو اُس سمے کے لوگ کیسے پتا کے بھگت ہوتے تھے کہ مہاراجہ
رامچندر جی نے پتا کے کہنے سے راج ہی نہیں تیاگا کنتو بن باس سوئیکار کیا۔
کیا آجکل رامائن کے پڑھنے والے اپنے پتروں کی آگیا پالن کرتے ہیں۔
دوسرے لکشمن جی کا سنگ جانا بھائیوں کی پریتی کا پرمان دیتا ہے لکشمن جی نے
بھائی کے لیئے دیش استری ماتا سکھ سب تیاگ کردیا۔ سچے بھائیوں کی پریتی
ایسی ہی ہوتی ہے۔ کیا آجکل کے رامائن پڑھنے والے کبھی اپنے بھائیوں سے ایسی پریتی

کرتے ہیں۔ مہاراج کے سنگ سیتا جی کا بن گون لکھا ہے جس سے سوئمبر کی
ریت کا گن اور سیتا جی کا پتی برت دھرم جھلکتا ہے۔ کیا آجکل کے لوگ
بال بواہ سے اس پتی برت دھرم کی آشا رکھتے ہیں۔ سیتا جی نے اپنے
پتی کے لئے ماتا پتا ساس راج۔ گرہ سکھ سب تیاگ کر دیا پتی کے سنگ بن بن
گھومنا سویکار کیا اور پتی کی بنا سب سکھوں کو دکھ سمجھا۔ اہاہا کیا ہی پتی برت
دھرم اس سمے دیش میں پرچلت تھا۔ آجکل کی بال بواہ کی پتنی تو سدا میلوں میں
گنگا کنارے مندروں میں گھومنا دھرم سمجھتی ہیں اس پتی برت دھرم کا لو
لیش بھی نہیں رہا۔ پھر مہاراجہ بھرت کا رامچندر جی کے لینے کو جانا برنن کیا ہے۔ د
کیا ہی دیش کے سوبھاگیہ کا سمے تھا کہ ادھکاری کے ادھکار کا اسقدر دھیان رکھا
جاتا تھا۔ بھرت جی نے راجیہ کی ترشنا نہیں کی سب سے اول ماں بھائی کی پریتی دکھ
پھر اور بن میں سروپ نکھا راون کی بہن کا بن میں رامچندر جی کے پاس آکر بواہ
کرنے کی پرارتھنا کرنا ہے اور مہاراج کا اسکو منع کرنا اسکا نہ ماننا اور ضد کرنا اور
لکشمن جی کا اسکی ناک کاٹنا ہے۔ اس سمے مہاراجہ رامچندر جی کا ایک ہی استری
سے سنتشٹ پر استری گمن وا دوسرے بواہ سے گھرنا کرنا ہے۔ کیا راماین کے پڑھنے
والی سیان سے پر استری گمن کے دوشوں کو نہ گرہن کرینگے۔ پیارے دیش

پھر استری گمن جیسے گھور پاپ کو تیاگو یہ بھی یوبن کی شادی کرنے کا
…ل ہے کہ پتی اور پتنی میں ایسی پریتی ہے کہ وہ اُسکے واسطے گھربار تیاگ دی
اُسکے لئے سنسار بھر کی استری کو کاک بشٹا تلیہ مانی - اس سے یہ بھی نکلتا
…ی ہے کہ جو ادھرم پر ہٹ کرتا ہے اُسکی ناک کاٹی جاتی ہے اور بیر چھتری ایسے
…چار پر اُنکو سدا دنڈ ہی دیا کرتے تھے پھر اسکے پشچات راون کا جوگی سروپ
…ن آنا لکھا ہے جس سے گیان ہوتا ہے کہ جب دُشٹ اپنی میں بل نہیں دیکھتا تب ایسی
…کار کا چھل کرکے ست پُرشوں کو کشٹ دیتا ہے اور اس سے یہ بھی گیان ہوتا
ہے کہ کسی کے باہیہ سروپ پر بھولنا نہ چاہیئے کیونکہ دُشٹ جن بھی اچھے پُرشوں کا
…روپ بنا سکتے ہیں شوک ہے کہ اس بات کو بھی دیکھ کر ہمارے دیش باسی اپنی استریوں کو
…سُندری بھیکھ دھاری یو نکلے پاس جانے سے نہیں روکتے - جب سیتا ایسی پتی برتا
…استری کو یہ کپٹی پُرش دھوکا دیکر نکال لے گئے تو اور کو کیا سمجھتے ہیں - اسکے پشچات
…یو کا راون کے ساتھ یُدھ کرکے پران دینا لکھا ہے جس سے سچے متروں کا متر بھاؤ
…ات ہوتا ہے جٹایو نے پران دیئے پرنتو اپنے جیتے جی اپنے متر دشرتھ کی بہو کو
دُشٹ راون سے بچایا - کیا راماینی اس کشتی سے بھی نیون اپنے متروں کے
…ساتھ اپکار کرینگے اُسکے آگے رامچندر جی کا سیتا جی کے بیوگ اور بلاپ ہے

جس سے گیات ہوتا ہے کہ سنسارک سنیوگ کا بیوگ اچھے اچھے مہاتما
گھرا دیتا ہی اُسکے پشچات رامچندرجی کو سُگریو کا ملنا ہے جس سے گیات
کہ سنسار میں دو پرانیوں کے ملنے سے دونوں کا کاریہ سدھ ہوتا ہی
رامچندرجی کا بالی کو مارنا ہے اِس سے یہ گیات ہی ہی کہ جو کسی سے شترتا
اُسکا ضرور ایکدن ناش ہو جاتا ہی۔ پھر مہاراج کا سمدر میں پل باندھ
جو اُس سمے کی بِشال وِدیا اور اُن مہاتماؤں کے ایسے پرمین کا ساکش
ور اِس سے یہ بھی نتیجہ ہوتا ہے کہ یدی منشیہ دڑرہ برت رکھتا ہو تو ا
کرت کاریہ ہوگا اِسکے بعد بھبھیکھن کا راون سے کرودھ ہوکر رامچندرجی کو
اس سے گیات ہوتا ہی کہ جب بُرے دن آتے ہیں تب بھائی بھی شترو
ہیں اور جس گھر میں دو مت ہیں وہ ایکدن ضرور نشٹ ہوگا کیونکہ
اور بھبھیکھن کا ایک مت تھا اس سے بھبھیکھن اُس سے اپرسن ہو گیا
یہی مت باد بھارت کا ناشک ہے اور تیسرے یہ بھی گیات ہو
کہ جب گھر پھوٹا تب تیگھر ستیاناش ہو جاتا ہے۔ اِس سے
سجن پُرشو تم سدا پھوٹ سے الگ رہو۔ ہے راماین کے پڑھنے
تم کبھی بھی اپنے بھائی سے برودھ نہ کرو اور گھر کے مت باد کو نشٹ

سکے بعد راون وغیرہ کا مہاراجہ رامچندر کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے
جس سے گیات ہوتا ہے کہ جو آدمی اپنے بل سے بڑھ کر پھل
کے آسرے کام کرتا ہے وہ اوشیہ نشٹ ہو جاتا ہے۔ دیکھو
راون نے رامچندر کے بل کو جان کر یہ ڈھیٹھ پنا کیا کیونکہ یدی
وہ رامچندر کے بل کو نہ جانتا تو پہلے ہی سیتا کو بل سے لاتا پھل
نہ کرتا راون کا پھل کرنا ہی اس کی نربلتا کو پرکٹ کرتا ہے راون نے
جان بوجھ کر یہ کاریہ کیا انت میں نشٹ ہو گیا۔ اس سے بھی
گیات ہوتا ہے کہ جو لوگ جھوٹے انھمانی منشیہ کے بھروسہ
سنسار سے دنگا ٹھتے ہیں اور اس گیتی کے بیوہارونکو نہیں بچارتے
دیکھو یدی راون کے ساتھی اس بات کا بچار کرتے کہ جو راون
چوری کر کے سیتا کو لایا ہے وہ کبھی رامچندر جی سی بیوگ کرتے
اور نہ ان کا ناش ہوتا اور دوسرے راون نے اتنے زور پر بھی
پاپ کیا اس کا پھل پایا۔ جو پراستری پر کدرشٹی کرے گا اس کی
یہی دشا ہو گی اسکے سوا اور بھی بہت سے شبھ پھل پرتیت ہوتے ہیں
شوک ہے کہ ہمارے دیش کے لوگ راماین پڑھتے ہیں روزمرہ

رام لیلا دیکھتے ہیں پرنتو اُس سے بچار کچھ بھی نہیں کرتے۔ اُنکو
لیلا دیکھنا یا رہ ذرا رامائن پڑھنا ایسا ہی جیسے ایک بکری باغمیں
جاتی ہے وہ کوئی گراس گھاس کا لگاتی ہی کہیں پتّوں پر موںہہ مارتی
ہے اُسکو باغ اور جنگل ایک سا ہے ہانی کارک استھلوں سے
ہانی تو اُٹھاتی ہی۔ بن میں گڈھے ہیں گر پڑے تو ٹانگ ٹوٹ جاے
لیکن باغ سے کوئی اُپیوگی سدّ ہانت نہیں نکالتی ہی اسی پرکار ہمارے
دیشی بھائی بدی کُمارگ کی پُستکیں کو پڑھتے ہیں تو شیگھر اُس میں پڑ جاتے
ہیں پرنتو سومارگ کی پُستکیں سدا پڑھیں اُسمیں کچھ پھل نہیں نکالتے
بدی بہت کیا تو کہیں کی دو چار چوپائی کنٹھ کر لیں اور جب کبھی بات چیت
ہوئی تو اپنا پانڈتیہ جتانے کو سبھا میں کہدیں۔ میں بہت سی لوگونکو
رامائن پڑھتا دیکھتا ہوں پرنتو اُسکے انوکول آچار کرنیوالی بہت ہی
نیون ہیں۔ اب اِس رامائن سار کا سوکشمتا سے کُل آشے کہتے ہیں =

رامائن میں مہابیر جی کے چرتروں سے سچّے سیوکوں کا بیوہار جان پڑتا ہے اور راون کے اتہاس سے جانا جاتا ہے کہ جو کُل میں ایک بھی وِشٹ پرُش اُتپن ہو جائے تو سارے کُل کو نشٹ کر دیگا

دوسرے راون پولستیہ مُنی کا پُتر تھا۔ شِب جی کا بھگت تھا۔ ویدوں کا پنڈت تھا پرنتو اُنے پربھی مانس کھانے اور پرائی استری گمن کرنے سے اُسکی بدھی راکشس کی ہو گئی۔ اب تو رامائن کے پڑھنے والے لاکھوں دُراچار کرتے ہیں پرنتو اپنے آپ کو سادھو اور براہمن ہی مانتے ہیں۔

دیکھو مہاتما لوگو وچار کرو جس پر استری گمن نے راون کو راکشس بنا دیا۔ کیا جواب کرو گا وہ راکشس نہیں۔ جب راون شِو کا بھکت بھی تھا پرنتو مانسا ہار نے اُسکو راکشس بنا دیا ہے —

رامائن کے پڑھنے والو شیگھر اِس راکشسی بیوہار کو تیاگ دو اور پر استری گمن و مادک دربیہ کا سیون اور مانس بھکشن کا شیگھر تیاگ کرو

اب رامائن سے جو شکشا ملتی ہے وہ سنسار میں پرچار کرو دگبجے کرو ورن آشرم دھرم کو گرہن کرو سمپردائے کو نشٹ ... کا پرچار

کرو۔ ودّیا کو پڑھو پڑھاؤ ودوان تپسویوں کا مان کرو۔ مورکھ
بھیکھ دھاریوں سے بچو۔ براہمن وید کا ابھیاس کریں چھتری
بیش نہیں۔ بال بواہ کو دور کرو برہمچریہ کا پرچار کرو۔ ہر کنیا کو گن
کرم کی یوگیتا انوسار بواہ کرو ایسا نہ کرو کہ ساٹھ برس کا بر اور نو برس
کی کنیا دا دے اور پوتی کی شادی ہزار دو ہزار روپیہ لیکر کر دیتے ہیں
اور تھوڑے دنوں میں وہ رانڈ ہو کر کُل کلنک ہو جاتی ہے۔

رامائن کے پڑھنے والو۔ یوگ سے شادی ایسے نش ہو کر مت کرو
مت دھرم کو نشٹ کرو۔ ماتا پتا کی آگیا پالن کرو۔ ماتا پتا کو دیوتا مانو
اُنکا شردھا پوربک سیون کرو۔ بھائیوں سے پریتی رکھو۔ تھوڑی
میں اُن سے ورودھ مت کرو اور جہاں تک ہو سکے پرانت بھائی کو کشٹ
مت دو۔ یدی تم اس پر کار جیون گزارو گے تو اتیت سکھ ہوگا۔ ابھی
استریوں کو پتی برت دھرم سکھاؤ۔ تم استری برت دھارن کرو۔
استریوں کو مسٹنڈے سادھوؤں کے پاس مت جانے دو۔ دُراچاری
پجاریوں سے ان کا نات پوچھا کے دُشٹوں سے بچاؤ۔ مندروں میں
اکیلے جب سے نہ دو کو اُنکو سمجھاؤ اُنکو ستی ہی دیوتا ہے۔

پتی کو چھوڑ کر جو استری دوسرے دیوتا کا پوجن کرتی ہے اُسکا دھرم
نشٹ ہو جاتا ہے۔ آپ کبھی پر استری گمن مت کرو۔ سدا
ویشیاؤں سے بچو۔ کُسنگ نکرو کُڈھنگوں سے بچو۔ متروں کو لابھ
پہونچاؤ۔ آپس میں میل کرو۔ گھر میں پھوٹ مت ڈالو درڑھ ورت
رہو۔ جس کام میں لگو پورا کر کے چھوڑو۔ دھرم وشے کو سچار اکرو
مورکھتا سے ہٹ مت پھیلاؤ۔ آپسمیں مت بھید مت کرو ایک
پرناتمی ویدک دھرم کے انوکول چلو۔ جہانتک بنے ستیہ مہاتماؤں کی
سیوا کرو۔

ہے پاٹھکو۔ یہ سب کام کرنیسے آپکی رامچندر جی کی بھگتی پورن
ہوگی اور تم سدا اشکھ پاؤگے۔ نہیں تو تم کو کچھ پھل نہ ہوگا۔ بہت
لوگ پرمیشور کا بھجن کرتے ہیں۔ اُنکو پھل نہیں ہوتا۔ کارن یہ ہے کہ
منشیہ دس دوشوں سے نہیں بچتے۔ دس دوش یہ ہیں

सन्निदासति नाम वैभव कया स्त्री प्रोप्रायो मैं
ह धीरश्रद्धा श्रुति शास्त्र देशक नाम ना-
मान्त्र्वीमम: ॥

नामास्त्यो निषिद्धवृत्तिवेहत त्यागोचधर्मान्तरै
साम्यं नाम्नी शंकरस्य हरिनाम अपराधादश ॥

(ارتھ) جو ست پرشوں کی نندا کرتا ہے اُسکو پرمیشور نام کا پھل نہیں دیتا
اور جو ایسے ناستکوں کو نام کا مہاتم سُناتا ہے۔ جو نام کو سنتے ہیں اور جو
مہادیو اور وشنو کو دو سمجھتا ہے اور جسکو وید شاستر اور گرو کے حکم میں شردھا نہ
اُسکے واسطے ایشور کا نام بیفاید ہے اور جو نام کے سہارے سے مدرا ماس
وغیرہ بُری چیزوں کا استعمال کرتا یا اور نتیہ نیمتک دھرم کو چھوڑ کر صرف نام
ہی جپا کرتا ہے یا ایشر کے نام کو اور کاموں کے برابر ہی ایک کام سمجھتا ہے
سب کاموں سے افضل نہیں مانتا ایسے آدمی کو نام جپنے سے پھل نہیں ہوتا

ویدک دھرم سوسایٹی کے ٹریکٹ مصنفہ کرپا رام شرما اڈیٹر اخبار ویدک دھرم

مادہ کی قدامت ۳ر	جیو آتما کی ہستی کا ثبوت ۳ر	مکتی بیوستھا ۳ر	کرم بیوستھا ۳ر
نیتو روچار پہلا حصہ ۳ر	وید کس پر نازل ہوئے ۳ر	رگوید کی پہلی منتر کی ویاکھیا ۳ر	
عیسائی مت کھنڈن ۳ر	نسخہ تباہی ہند ۳ر	آدمی نمبر کا مباحثہ ۳ر	نوجوانو اٹھو ۳ر
ہندی کی پہلی کتاب ۶ر	نترادہ بیوستھا ۳ر	اردو گنگا اشنان ۳ر	
جگنا تھ لیلا ۳ر	الہام کی ضرورت ۳ر	ورن بیوستھا ۳ر	وید کی عظمت ۳ر
عقاید اسلام پر عقلی نظر نمبر اول تا ۵ فی نمبر ۳ر	آتمک بل ۳ر	ستیہ کتھا ۳ر	یگیہ ۳ر
سندھیا ابھیان ۳ر			

آریہ سماج کے نیم

(۱) سب ست ودیا اور ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے۔

(۲) ایشور سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سروشکتیمان۔ نیائکاری۔ دیالو۔ اجنما۔ اننت۔ نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرو آدھار۔ سرویشور۔ سروویاپک۔ سرو انتریامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے۔ نت۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے اُسی کی اپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔

(۳) وید ست ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔

(۴) ست کے گرہن کرنے اور است کے تیاگ میں سروداادیت رہنا چاہیے۔

(۵) سب کام دھرمانوسار ارتھات ست اور است کو وچار کر کرنے چاہئیں۔

(۶) سنسار کا اُپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ ادیش ہے ارتھات شاریرک، آتمک اور ساماجک انتی کرنا۔

(۷) سب سے پریتی پوروک۔ دھرمانوسار یتھا یوگیہ ورتنا چاہیے۔

(۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی وردھی کرنی چاہیے۔

(۹) پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہیے کنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہیے۔

(۱۰) سب منشیوں کو ساماجک سروہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہیے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر رہیں۔

م۔ س

ٹریکٹ نمبر ۵

ڈاکو

مصنفہ پنڈت کرپا رام شرما جگراؤنی اکسری

اپدیشک آریہ پرتی ندھی

سبھا پنجاب

سنہ ۱۸۹۵ء

ویدک دھرم سیوک بار شرم پریس امرتسر میں چھپا

ڈاکو

پیارے آریہ ورت کے باشندو آج کل آریہ ورت کے اندر چارو نطرف
ہوئی ہے کہ فلان جگہہ پر ڈاکو آئے اور فلان آدمی کا خون کرکے اس
لوٹ لیگئے ہر ایک آدمی کی زبان سے لفظ ڈاکو سنا جاتا ہی۔ لیکن بہت کم
ہین جو اس لفظ کی اصلیت کو سمجھتے ہین۔ پیارے ناظرین ڈاکو کی تعلیم
کہ وہ ہمیشہ روپیہ کو کمانا اپنی زندگی کا منزل مقصود سمجھتا ہی وہ جہان پیسہ
دیکھتا ہی مال یا کوئی ہتیار بند زبردست طاقت سامنے آتی ہی وہان سے
جاتا ہے اوسے جہان کشٹ کی امید ہو اور روپیہ ملتا نظر نہ آوے وہ
بہی نہین جاتا اسکی نظر مین ساری دنیا دیتا ہو خواہ خوش لیکن اوسے
کچہہ بہی پرواہ نہین اسکا اصول جسطرح ہوسکے اپنے آرام کو حاصل کرنا اپنی
سامان مہیا کرنا ہے

پیارے ناظرین لفظ ڈاکو سنسکرت کے شبد دیو کا بگڑا ہوا معلوم

جسکا مطلب یہ ہے کہ اپنی شکتی سے دوسرونکا مال چھینکر کھانا اور خود کمانے کی کوشش
نکرنا جب غور کیا جاتا ہے تو شکتی پانچ قسم پر ہے تلوار یا لٹھہ کا زور - دوسرے
علم کا زور تیسرے عقل کا زور چوتھے تجربہ کا زور - پانچوین مال کا زور انہین پانچ شکتیون
سے منش دوسرون کے مال کو حاصل کرکے اپنا فائدہ اوٹھاتا ہے - لیکن آج کل
کے زمانہ مین لٹھہ یا تلوار کے زور سے جو کسیکا مال چھینتا ہے اوسکو ڈاکو کہتے ہین اور
باقی کو نہین یہ سراسر تعصب اور بے انصافی ہے مین جہانتک دیکھتا ہون لٹھہ کا زور
سب سے کمزور ہے - مثلاً ایک کاشتکار نے اپنے سارے سال کی محنت سے دو سو من
اناج پیدا کیا اسمین سے قریباً ایک تہائی گورنمنٹ اور زمیندارون نے چھین لیا باقی کا
بہت سا حصہ مہاجن نے سود مین بذریعہ قسط اوڑا لیا بہت سا مقدمہ بازی وکیل صاحب
اور کچہری کے ڈاکو یعنی رشوت خورون نے چھین لیا اور بہت کچھہ دوکاندارون نے
چیزون کے منافع یعنی ؏۱ روپیہ کی چیز کا ڈیڑھ روپیہ وصول کر لیا - اسطرح یہ لٹتے لٹتے
دو سو من مین سے قریباً ۲۵ من اناج بچا اب بتلاؤ تو سہی بیچارہ کیا خود کھاوے کیا بیلون کو
کھلاوے کس سے کرنے کی پرورش کرے اور کیا باقی مین جمع کرے جس سے قحط سالی کی
ضرورت جانورون کے مرنے کا خرچ اور شادی موت کی ضرورت کو پورا کر سکے
اس حالتمین جب وہ مجبور ہو جاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اور طاقتون والے تو بہت

تو انکے چھین سے مال لوٹتے اور عزت سے مزے اڑاتے ہین اور مین بے عزتی اور بہوک
کے دریامین غرقاب ہورہاہون اسوقت وہ اُسکی وجہ صرف یہی سمجہتا ہے کہ اور لوگ اپنی
طاقتون کو کام مین لاتے ہین اور صرف میں اپنی طاقتوں کو نکما کہو رہا ہوں یہہ سوچتا ہوا
وہ اپنی تکلیف کو سامنے رکہکر اِس مثال کے موافق مرتا کیا نہ کرتا جو کچھ اُس سے بن پڑتا ہے
کر گذرتا ہے اگرچہ گورنمنٹ کا خوف اُسکو دھمکی دیتا ہے ۔

لیکن وہ یہ سمجھکر کہ گورنمنٹ کے خوف سے باقی طاقتوں والے جب خوف نہین کہاتے
تو مجھے کیا ڈر ہے وہ دیکھتا ہے کہ کچہری میں دن رات وکیل جھوٹے مقدمے لیتے ہیں
اُسکو اپنی عقل کی لاٹھی سے سچ کر دکھاتا ہے جس سے سیکڑوں غریب گہر سے بیگھر
ہوجاتے ہین اور امیر اُن کے خون سے عیش و آرام اُڑاتے ہیں وہ سوچتا ہے کیا وجہ
ہے کہ یہہ تو کچہری مین مٹھی لوٹتے ہین اور انکو کوئی نہیں پوچھتا پھر سوچتا ہے کہ اُن کے
ساتھ تو گورنمنٹ کا حصہ ہے کیونکہ کیونکہ اگرچہ روپیہ وکیل صاحب کو فیس کا دیا جاتا
ہے ساتھ ہی روپیہ سیکڑے کا کورٹ فیس گورنمنٹ بھی وصول کرلیتی ہے
اسکے علاوہ چھوٹی درخواستوں پر جو ٹکٹ لگائے جاتے ہیں وہ سب ملا کر بیس
فیصدی سے اگر گورنمنٹ کو نہیں ملتا ہے گویا اُن غریبوں کے تباہ کرنے میں جو روپیہ
ملتا ہے اُس میں دو حصہ گورنمنٹ کے اور ایک حصہ وکلا کا ہے پس وہ سمجھتا ہے

کہ گورنمنٹ سے اُنکو خوف ہونے کی کوی وجہ نہیں ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ پولیس اور کچہری
کے عملہ کے لوگ باوجود سرکاری ملازم ہونے کے دن رات رشوت کہاتے ہیں انکو بھی گورنمنٹ
سے کوی خوف نہیں جب وہ سوچتا ہے کہ پولیس تو گورنمنٹ کے رعب کا بڑا بھاری
ذریعہ ہے اور یہہ بہت سے لوگوں کو تباہ بھی کردے تو بھی پرسش ہو نہیں سکتی۔
کیونکہ افسران گورنمنٹ تو عالم الغیب نہیں ہیں اور پولیس کے اختیارات تو اسقدر وسیع
ہیں کہ جسکی حد ہی نہیں ایک خونی کو روپیہ لیکر چہوڑ دینا اور اسکی بجائے کسی بیجرم اشراف
کو جس سے دشمنی ہو جہوٹا الزام لگاکر پہانسی دلا دیتا تو یہ اپنے بائیں ہاتھ کا کرتب سمجہتے
ہیں اور ایک اشراف کی عزت اتار دینا یا اُسکے جان و مال کو خطرہ میں ڈال دینا تو انکے
نزدیک کوئی بات ہی نہیں بہلا پہر کسکو شامت اعمال نے گہیرا ہے جو ان کے نامہ اعمال
کو افسران گورنمنٹ کے سامنے پیش کرے یا کس کو اپنی جان بہاری معلوم ہوتی ہے۔
جو ان جہم دوتوں سے دعوی کرکے ہمیشہ کے واسطے دشمنی پیدا کرے اور ہمیشہ کیواسطے
اپنی جان و عزت کو ایک مہلک خطرناک حالت میں پہونچا دے اس سے پولیس کے
واسطے گورنمنٹ سے ڈرنے کی کوی وجہ نہیں۔ رہا کچہری کا عملہ یہ تو افسران گورنمنٹ
کے زور آور ہیں بہلا ان سے دشمنی کرکے انصاف ملنے کی کیا امید ہوسکتی ہے اسواسطے
اُن کی بات بھی زیادہ تر پوشیدہ رہتی ہے اسواسطے ان کے نہ ڈرنے سے تعجب کرنا

غلطی ہے وہ دیکھتا ہی کہ ساہوکار لوگ جو قسطون کے ذریعہ سے سوکے سال
دو سوے سے لیتے ہین اور جہوٹے نامی اکثر گماشتہ لوگ بنا لیتے ہین بہلا یہ گورنمنٹ
کیون نہین، ڈرتے لیکن پہر سوچتا ہے کہ یہی گورنمنٹ کو اپنی آمدنی ٹیکس نہ دی
مقدمہ بازی کے ذریعہ سے گورنمنٹ کے خزانے کو پر کرنے کی کل تو یہی لوگ
اگر یہ لوگ جہوٹی نامی نہ بنائین اور سود دیکر دوسو نہ لکہین تو مقدمہ بازی کسطرح شروع ہو اگر مقد
بازی نہ چلی تو گورنمنٹ کا گہر کسطرح پر بہری پہر وہ بازار کے دوکاندارون کی طرف نظر
دوڑاتا ہے اور کہتا ہی یہ تو گورنمنٹ سے تعلق نہین رکہتی پہر کسطرح چہوٹی بڑی نانہین سے والو
گزا در لینے دینے کے علیحدہ علیحدہ باٹ رکہ سکتے ہین کیا وجہہ ہی کہ انکی د
گورنمنٹ سے ذرا بہی خوف نہین جب ذرا غور سے سوچنے لگتا ہی تو صاف سمجھہ لیتا
کہ اول تو چونگی کی آمدنی کا بڑا بہاری ذریعہ یہی لوگ ہین دوسرے ریلوی کی آمدنی ہے
ترا نہین ہی لوگون کے کام پر منحصر ہی تیسرے ولایت والون کے روزگار کا
بہاری ذریعہ یہی لوگ ہین اگر یہ نہون تو کسطرح ممکن ہو سکے کہ ہندوستان کی
سیر ولایت کو جاری ہی اور اوسکی عوض مین ایک چہٹانک غلہ فی روپیہ کی آتی
گویا ایکروپیہ کی روئی کے مللعہ روپیہ ولایت والون کو پہونچ جاوین انمیں
دوکاندارون کا نفع علیحدہ رہا اور یہی تو گورنمنٹ کو انکم ٹیکس ادا کرتے ہین

جب ہر حالت مین یہ گورمنٹ اور اوسکے اہل وطن کو فائدہ پہونچانے ہین تو پہر
کاشتکارون کے لوٹنے سے انہین کیا ڈر ہو سکتا ہی۔ رہے زمیندار۔ وہ تو اپنی
سے ۵۰ فیصدی سرکار کو دیتے ہین وہ جسقدر آمدنی بڑہا ئینگے اوسیقدر
ٹ کا فائدہ ہوگا بہلا انکو کیا ڈر ہو سکتا ہے اب وہ اپنی بابت سوچنا شروع
کہ میری طاقت کا گورمنٹ کے ساتہہ کوئی سیدہا تعلق نہین اور مجہسے راہ راست
ٹ کو کچہہ فائدہ نہین پہونچا پس اسواسطے گورمنٹ لٹہہ کی طاقت سے
والونکے مخالف ہے وہ لٹہہ سے چہیننے والونکو سزا دیتی ہے اور باقی شکیتون سے
کوئی سارے سنسار کو لوٹ کہائے گورمنٹ اسکی ذرا بہی مزاحم نہین ہوتی
چاہے کہ گورمنٹ بہی تو ہمجنس ہے وہ بہی تو لٹہہ کے زور سے حکومت
ہے اسکی ساری طاقت کا مدار بہی تو لٹہہ کے بہروسہ پر ہے سوچتا ہے
وجہ ہے کہ گورمنٹ ہماری ہم پیشہ ہوکر ہم کو تباہ کرنا چاہتی ہی پہر کہلتا ہے
ین لوگ اپنی ہم پیشہ کو دیکہکر یہ خیال کیتے ہین کہ اسکے سبب سے ہماری
مین نقصان ہوگا شاید اسی طرح پر ہماری لٹہہ کی طاقت دیکہکر گورمنٹ
خیال آیا ہے۔
پیاری ناظرین ایک سمجہدار ڈاکو جسکی خیال ہین اوپر دکہلا چکا ہون ایکدفعہ

کسی مقام کو رہا تھا کہ راستہ میں اُسے ایک ساہوکار اور ایک وکیل ایک
اور ایک دوکاندار مل گئے ڈاکو نے ہر ایک سے اسکا حال اور پیشہ دریافت کیا
ہر ایک نے اپنا اپنا پیشہ اور حال تبلا دیا تب انہوں نے ڈاکو سے اُسکا پیشہ
دریافت کیا تو ڈاکو نے سب حال مفصل بیان کر کے اُن سے کہا کہ بھائیو
ہم پیشہ انسان ہیں اگرچہ ہمارے تمہارے کام کرنے کے اوزار مختلف قسم
ہیں لیکن صاحب تمیز جان سکتے ہیں کہ ہماری تمہاری زندگی کی روش ایک ہی
یعنی دوسرے لوگوں کی کمائی سے روپیہ حاصل کرنا اور اُس سے عیش
اسواسطے آپ لوگوں سے میری یہ عرض ہے کہ ہم سب کو چاہئے کہ ملکر رہیں اور
لوگ مہربانی سے میرے غریب خانہ پر چلکر ما حضر تناول فرمائیں اور دوسروں
میں میری عزت کو بڑھاویں۔

پیارے ناظرین ڈاکو کی اِس بات کو سُنکر سیٹھ صاحب بارے غصہ کے
ہو گئے اور گھبرا کر کہا کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم روزمرہ سیکڑوں غریبوں کا
ہو اُن کے گھروں کا اسباب لوٹتے اُنکو آرام دیکر فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ بلکہ تباہ
کی سدا کوشش کرتے ہو تم لوگ جنگل بیابان میں پھرتے ہو۔ اور ہماری
کا دعوے کرتے ہو اور ہم کو اپنا ہم پیشہ خیال کرتے ہو اس سے

بیوقوفی کا ثبوت ملتا ہے کیا ہم نے بھی تمہاری طرح کسی کو تباہ کیا ہے۔

ڈاکو نے کہا مہاشی معاف کیجئیے گا میں نے غلطی کی کیونکہ آپ ہمارے ہم پیشہ نہیں بلکہ سردار ہیں ہم امیروں کو لوٹتے آپ غریبوں کا خون چوستے ہم نے آجتک کسی کا گھر نیلام نہیں کرایا اور نہ زمین کھوائی تازہ تازہ مال جو امیروں سے لا چھین لیا اور ہم میں یہ شکتی نہیں کہ گھر زمین کو چھین سکیں۔ یہ آپ ہی سے ہوسکتا ہے۔

سیٹھ ہم کسی کو لوٹتے نہیں بلکہ پہلے اپنے روپیہ کو خطرے میں ڈالتے ہیں پھر کچھ سود لیتے ہیں جسکو غرض ہوتی ہے وہ لیجاتا ہے۔

ڈاکو۔ سیٹھ جی آپ تو پہلے روپیہ کو خطرہ میں ڈالتے ہیں لیکن ہم آپ سے بڑھکر اپنی جان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔

سیٹھ۔ بھائی ہمارے روپیہ تو اکثر مارے جاتے ہیں سو میں سے دس تو ضرور ہی مارے جاتے ہیں پھر سرکار کا خرچ مقدمہ کا خرچ سب ہمکو ہی دینا پڑتا ہے بہت دفعہ عملہ والوں کو کچھ نہ کچھ بھینٹ کرنی ہوتی ہے۔

ڈاکو۔ سیٹھ صاحب آپ کیا فرماتے ہیں یہاں تو سپاہی سے زیادہ جانیں جاتی ہیں اور انکا منہ دیکھنا پڑتا ہے

سیٹھ۔ تم تو ہزاروں آدمیوں کے بیگناہ خون گردن پر ڈالتے ہو تم سے ملک کو بڑا نقصان پہونچتا ہے ہم لوگوں سے ملک کی عزت اور ملک کا فائدہ ہوتا ہے بھلا ہم تم کسطرح برابر ہیں

(ڈاکو) آپ ذرا سوچکر بات کہیں کیا بہت سے لوگ سود سے تنگ آکر خودکشی نہیں کرتے
خون تو ہم تم دونوں کرتے ہیں - فرق صرف اتنا ہی کہ تم اسقدر دکھ دیتے ہیں کہ بیچارہ
دکھی ہو کر جان دینے پر خود آمادہ ہوتا اور خودکشی کرتا ہی اور ہم بلا دکھائی خود مار ڈالتے ہیں
رہا آپ سے ملک کو عزت اور ملک کو فائدہ یہ دونوں جھوٹ ہیں کیونکہ ملک کو اگر
کبھی کسی کے ظلم سے بچایا ہی تو ہمیں نے بچایا دیکھو سیوا جی اور رنجیت سنگھ وغیرہ
نے پہلے مخالفوں پر ڈاکہ مارے پھر اونکو فتح کر لیا - گویا شاہی چھوٹے حملہ کا نام ڈاکہ
اور بڑے کا نام بادشاہی حملہ ہی - دیکھو حضرت محمد صاحب نے بھی شروع میں اپنے مخالفوں کو
اسی طریق سے زیر کیا اور آخر میں زبردست ہو کر ملک عرب کو جو فائدہ پہونچایا وہ کسی
سے پوشیدہ نہیں ہی حضرت نادر شاہ نے بھی پہلے ہی بادشاہی حاصل کی جناب عالی
ہماری ذات سے تو ملک کے فائدہ ہی ہی جناب من ہم اپنے ملک کا روپیہ کبھی غیر ملک کو
نہیں پہونچاتے بلکہ امیروں اور زبردستوں سے چھینکر غریبوں اور کمزوروں کو دیتے ہیں
(وکیل) یہ سنکر وکیل صاحب بولا ٹھیک تم دونوں آدمی جاہل ہو تم دونوں سے کبھی
ملک اور قوم کو فائدہ نہیں پہونچ سکتا جسقدر تعلیم یافتہ آزاد پیشہ لوگ بڑھتے
جائنگے
اسقدر ملک کی بہتری ہوگی

(ڈاکو) جناب سچ ہی حضور کی ذات شریف سے ملک کو بیشک فائدہ پہونچتا ہے۔ کیونکہ
اول تو ساٹھ سے ساتھ روپیہ سیکڑہ کورٹ فیس اور قریباً ۴ سیکڑہ طلبانہ وغیرہ
کے گورنمنٹ کو دیئے جاتے ہیں بعد میں بالخیر ۳۰ سیکڑہ خود حضور کو ملتے ہیں گویا جب
ملک کو ۱۰۰ روپیہ کا نقصان پہونچ لیتا ہے۔ تب حضور کو ۳۰ روپیہ نصیب ہوتے ہیں
اب آپ سمجھئے کہ حضور ایکہزار روپیہ ماہوار کماتے ہیں تو ملک کو ۴۲ ہزار سالانہ کا نقصان
پہونچتا ہے۔ (وکیل) تمہاری یہ بات بالکل غلط نکلی ہم کبھی گورنمنٹ کو روپیہ نہیں لواتے
بلکہ پہلے لوگ مقدمہ دائر کرتے ہیں بعد میں ہمارے پاس آتے ہیں ہم نہ کبھی کسی
کے گھر پر جاکر کہتے ہیں۔ کہ تم مقدمہ لڑاؤ بلکہ اکثر موقع پر بیگناہ مجرموں کو بری کراکر انکو
عذاب سے چھوڑاتے ہیں۔ دیکھو ہم اسقدر روپیہ خرچ کرتے ہیں محنت کرکے ولایت
جاکر بیرسٹری کا امتحان دیتے ہیں۔ ہماری یہ کل کوشش ملک کے فائدہ کے واسطے ہے
(ڈاکو) بابو صاحب آپکی منطق کے قربان سچ مچ ولایت جاکر محنت کرکے ملک کا
بہت فائدہ کرتے ہیں اول جب آپ ولایت جاتے ہیں تو ملک کا ۱۵ ہزار روپیہ
تو پہلی پہل بھینٹ کرتے ہیں اور اسکے رسم و رواج کو خیرباد لیکر ملک کو دوسرا
فائدہ پہونچاتے ہیں اور یہاں واپس آکر دھرم کرم سے علحدہ ہوکر ملک کو تیسرا فائدہ
پہونچاتے ہیں اور ملک میں مقدمہ بازی بڑھا کر اور گھروں میں پھوٹ ڈلوا کر ملک کو چوتھا

ہیں اور ملک میں مقدمہ بازی بڑھا کر اور گھر میں پھوٹ ڈلوا کر ملک کو چوتھا فائدہ پہونچاتے ہیں پھر ملک کے روپیہ سے ولایت کی چیزیں خرید کر ڈرائنگ روم سجا کر ملک کے روپیہ کو تباہ کر کے پانچواں فائدہ پہونچاتے ہیں۔

وکیل ۔ تم جاہل آدمی عقل سے بے بہرہ ہو تو نہیں سمجھ سکتا کہ ملک کا فائدہ بغیر آزادی کے ہو نہیں سکتا اور ہم لوگ ملک کو آزاد بناتے ہیں ہندوستان چھوت چھات اور مذہب کے بندھن میں پڑ کر تباہ ہو گیا تھا ہم اسکو چھوڑا کر ترقی پر لانے کی کوشش کرتا ہے۔

ڈاکو ۔ بابو صاحب ملک کی ترقی کس چڑیا کا نام ہے اور وہ کس پر کا پرند ہے کیا آپ اسکو جانتے ہیں آپ سوچکر ہمیں تعصب کو چھوڑ دیں بابو صاحب ملک کی انتی کے یہ معنی ہیں کہ ملک کی دولت بڑھے ملک کی ودیا بڑھے ملک کی زبان اور رسم و رواج سدھار پر رہکر ملک کے واسطے مفید ثابت ہوں ملک کا بل یعنی جسمانی طاقت بڑھے ہی میں تو آپ بھی کسی چیز کی ترقی نہیں دیکھتا۔ ملک کی زبان اور رسم و رواج کے تو آپ دشمن جانی ہیں اور ملک کا روپیہ ہمیشہ آپ سے نقصان ہی پاتا ہے اور ملک کا بل تو صرف ہم لوگوں کی بدولت ہے آپ لوگوں کی بدولت سے آپ لوگوں میں تو بل کا نام بھی نہیں۔

وکیل ۔ ہم لوگ علانیہ اپنا کام کرتے ہیں تمام ملک کے لوگ اور گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے اور تم خفیہ چھپتے پھرتے ہو تمام ملک اور گورنمنٹ تمہاری جانی دشمن ہے تم کس طرح

کہہ سکتے ہو کہ تم سے ملک کو فائدہ پہونچتا ہی اور ہم سے نقصان۔

ڈاکو۔ صاحب میں نے جو ادہر کہا تہا کہ آپ سے ملک کی کسی طاقت یعنی مالی علمی بدنی وغیرہ کو فائدہ نہیں پہونچتا اسکا تو آپ نے جواب نہیں دیا اور آپ نے جو یہ کہا کہ گورنمنٹ تمہاری عزت کرتی ہے اسکا سبب یہ ہے کہ تم ملک کو نقصان اور گورنمنٹ کو فائدہ پہونچاتی ہو باقی رہا لوگ اچہی عزت کرتے ہیں یا جو آپ کی اصلیت سے واقف نہیں وہ تعریف کرتے ہیں

وکیل۔ خیر ہم سے کسی کی غرض پوری ہوتی ہے کسی کو فائدہ پہونچتا ہی یہ تو آپ تسلیم کر چکے لیکن آپ سے کس کو فائدہ پہونچتا ہی ایسا تو کوی آدمی جس سے ہر شخص خوش رہی۔

ڈاکو۔ جناب عالی بہلا ہوی حضور کا غلط ہو گیا کہ ہم سے ملک کو فائدہ پہونچتا ہے بحث اس بات کی تہی کہ ملک کو کس سے فائدہ پہونچتا ہی اور کس سے نقصان سو ملک کو نقصان اور گورنمنٹ کو فائدہ پہونچانا اب آپ نے تسلیم کر لیا اور عوام کو نقصان اور جو غرض مند آپکو روپیہ دے اسکو فائدہ پہونچانا بہی آپ کو تسلیم کرنا ہی پڑا بس آپ سے آپکو ہی فائدہ پہونچتا ہی یا گورنمنٹ کو ملک کو تو نقصان ہی پہونچتا ہی

وکیل۔ تمہاری بیہودہ باتوں سے کیا ہوتا ہی جب تم لوگونکو غرض پڑتی ہی۔ تب تم بہی تو آکر خوشامد کیا کرتے ہو۔ اسوقت تم چاہے کسقدر باتیں بناؤ لیکن آخر

ڈاکو۔ سچ ہے بابو صاحب سچی بات ضرور کڑوی لگتی ہے اور غرض پڑنے پر تو ہم حلال خور کی
بھی خوشامد کرتے ہیں لیکن خوبی یہ ہے کہ کوئی بلا غرض تعریف کرے جس طرح ہم لوگ
اوروں کو روپیہ دیکر اون سے کام لیتے ہیں اسطرح تم سے کیا ہمنے تمہاری بلانے کو
واسطے دلال مقرر کئے ہیں یا سائن بورڈ لگاتے ہیں جس سے ہماری غرض ثابت
ہو۔ باقی رہا جب آپ نہیں تھے تب بھی ہمارا کام چلتا تھا لیکن اگر ہم لوگ یعنی مقدمہ والے
نہوں تو تمہارا کام چل ہی نہیں سکتا بس تمہارے رزاق اور قایم رکھنے والے ہم ہوئے تو تمہارا
کام کو ہم سے غرض ہی ہمیں تم سے کوئی غرض نہیں

پیارے ناظرین ڈاکو کی یہ گفتگو سنکر وکیل صاحب تو یہ کہکر ایسے بیہودہ آدمی سے
کون سر مارے خاموش ہو گئے لیکن زمیندار بول اوٹھا کہ ارے سمجھکر بات نہیں کرتا ہمارا
اور تیرا مقابلہ ہی کیا ہے

ڈاکو۔ سچ ہے میرا اور آپکا مقابلہ کیا ہو میں امیر ہوکر لوٹتا ہوں تم غریب کسانوں کا
خون چوستے ہو۔ زمیندار۔ ہمنے تو انہیں زمین دی ہیں انکی پرورش کرتے ہیں
نہ کہ اونکا خون چوستے ہیں

ڈاکو۔ تم اونکی کیا پرورش کرتے ہو۔ بلکہ وہ تمہاری پرورش کرتے ہیں۔ وہ روز مرہ محنت
کرکے کھیت چلاتے کنوئیں جوتتے بیج ڈالتے غرض سطرح کی محنت سے گیا اوپر تم بیٹھے اور اٹھنے

پھر ڈاکو نے دوکاندار سے کہا کہو بھائی مین سچ کہتا ہون یا نہین

دوکاندار نے کہا کس طرح تسلیم کرون کہ تو سچ کہتا ہی۔ دیکھو ہم روپیہ کا مال

دیکر ایک آنہ کا فائدہ اوٹھاتے ہین اور تو مفت مین اوڑاتا ہی

ڈاکو تم تو ملک کا بہت روپیہ صرف اپنی تہوڑی غرض کے واسطے غیر ملک کو پہونچا

دیتے ہو گویا ہم تو اپنی غرض کے موافق دوسرون سے لیتے ہین

تم خیال کرو اگر تم کو دس روپیہ کا فائدہ ہوتا ہی۔ تو ہندوستانیون کو کم سی

کم تین سو کا نقصان ہوتا ہی۔ بھلا بتلاؤ کہ ہم تم سی کسطرح بڑے ہین

جبکہ ہم سے ملک کو کچھہ بھی نقصان نہین صرف امیرون سے چھین کر غریبون کو

دیتے ہین۔ اور تم غریب اور امیرون سے چھینکر غیر ملک والون کو فائدہ پہونچاتے

دوکاندار وغیرہ نے کہا اچھا آج تو ہم لٹ جاتے ہین پھر کسی دن ملکر بحث کرینگے

اوم شانتی شانتی شانتی

اشتہار

مفصلہ ذیل کتب آریہ پستکالہ مرادآباد دہلی سے مل سکتی ہین۔ انکی سوائی اور بہی کتب موجود ہین

مادہ کی قدامت ۱ پائی — جیواتما کی ہستی کا ثبوت ۲ پائی — مکتی بیستھا ۲ پائی — الشیورو چار پہلا حصہ [illegible]

الشیورو چار حصہ دوم ۲ آنہ — الہام کی ضرورت ۲ آنہ — رگ وید کے پہلے منتر کی ویاکھیا ۲ آنہ — [illegible] ۲ پائی

نسخہ تیاری [illegible] ہند — اردو گنگا [illegible] — [illegible]

آریہ سماج کے نیم

(۱) سب ست ودیا اور ست ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں ان سب کا ادی مول پرمیشور ہے

(۲) ایشور سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سرو شکتیمان۔ نیاکاری۔ دیالو اجنما۔ اننت نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرو ادھار۔ سرویشور۔ سرو ویاپک۔ سرو انتریامی۔ اجر امر ابھے نت۔ پوتر۔ اور سرشٹی کرتا ہے اسکی اپاسنا کرنی یوگیہ ہے

(۳) وید ست ودیا اون کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے

(۴) ست کے گرہن کرنے اور است کے چھوڑنے میں سروداہ ادیت رہنا چاہئے

(۵) سب کام دھرمانوسار ارتھات ست اور است کو وچار کر کے کرنے چاہئیں

(۶) سنسار کا اپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ ادیشیہ ہے۔ ارتھات شاریرک آتمک اور سماجک انتی کرنا

(۷) سب سے پریتی پوروک۔ دھرمانوسار۔ یتھا یوگ برتنا چاہئے

(۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی وردھی کرنی چاہئے

(۹) پرتیک کو اپنی ہی انتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہئے۔ کنتو سب کی انتی میں اپنی انتی سمجھنی چاہئے

(۱۰) سب منشیوں کو سماجک سروہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سوتنتر رہیں

ओ३म्

ٹریکٹ نمبر ۳

یگیہ

مصنفہ

پنڈت کرپا رام شرما جگراؤنی آنریری اپدیشک
آریہ پرتی ندھی ممالک مغربی و
شمالی

جسکو بابو بنکٹ بہاری لال منیجر آریہ پستکالیہ مراد آباد نے چھپوا کر شائع کیا

شمس المطابع پریس مراد آباد میں چھپا

قیمت فی کاپی ۳ پائی

بار اول

ओ३म्

یگیہ

پیارے ناظرین آجکل یگیہ کے معنی شاستر کی اصلیت سے ناواقف لوگ قربانی یا جیو ہنسا کے لینے لگ گئے جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم یگیہ کے معنی ہنسا کے کہاں سے لاتے ہو اسوقت وہ بام مارگیوں کی کریا اور اُنکے بنائے ہوئے یا گرنتھوں میں ملائے ہوئے جعلی پیش کر دیتے ہیں جسمیں بعض جگہہ تو صرف پد چھید اور سماس کو بدلکر ہی لوگوں کو غلطی میں ڈالا جاتا ہے اسواسطے آج ہم یگیہ کے مضمون پر بحث کرنا چاہتے ہیں جس سے عام لوگوں کو اس مفید عام کام کی خوبی معلوم ہو اور سنسار میں اسکا پرچار ہو جاوے اور جو لوگ جین بودہ وغیرہ بلا سمجھے صرف پورانوں کی گیتوں اور بام مارگیوں کی کریا کے بھروسے پر اس مفید عام کام کی نندا کر رہے ہیں وہ اپنی غلطیوں سے واقف ہو کر بجائے اسکی مخالفت کے معاون بنجادیں۔
اور جو وید بیدوں کی نندا کے سبب سے ناستک کہلاتے ہیں وہ پھر ورنا شرم دھرم کو مان کر

آستک ہو جاویں اور سنسار میں سے پھوٹ کا جھنڈا اکھڑ کر محبّت کا جھنڈا لگ جاوے۔

پیارے دوستو یگیہ کا لفظ یج دھاتو سے نکلا ہے جسکے معنی دیو پوجا سنگتی کرن اور دان کے ہیں۔ آجکل جو لوگ یگیہ کے معنی قربانی کے لے رہے ہیں یا وہ صرف دیو پوجا کے واسطے بلی دان کرنا اس لفظ کے معنی بتلاتے ہیں اور دیو پوجا سے سورگ کا حصول بتلایا جاتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا دیو پوجا سے سورگ حاصل ہوتا ہے یا نہیں اور وہ دیو پوجا کسی پشو کو بلی دان کرنیکا نام ہے یا نہیں۔

ہم جہاں تک ویدک گرنتھوں کو دیکھتے ہیں تو سورگ سُکھ وشیش کا نام معلوم دیتا ہے کوئی مقررہ استھان کا نام نہیں اور سُکھ اُس حالت میں ہوتا ہے جب دُکھ کا نام نہو۔ سنسار میں سب سے بڑے دُکھ۔ بیماری۔ دُکھ۔ وبا۔ اختلاف رائے اور احتیاج ہیں اور ان سب کے دور کرنے کا یگیہ ایک ماتر سادھن ہے جیسا کہ لکھا ہے۔ یگیہ تین قسم کے پدارتھوں سے کرنا چاہیئے کہ جسمیں اوّل پشٹی کرنیوالے۔ دویم دُر گندھی کو دور کرنیوالے سویم روگ ناشک دوائیں ہوں پشٹی کرنیوالی چیزیں بارش کا سبب ہوتی ہیں اور سُگندھی کارک چیزیں بایو اور جل کی شُدھی پیدا کرتی ہیں اور روگ نوارک دوائیں یگیہ میں بیٹھنے والوں اور سنسار میں سے وبائی بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔

پیارے دوستو یگیہ صرف اعلیٰ قسم کی تکلیفوں کے دور کرنے کا علاج ہے اور آجکل بیوقوفوں نے یگیہ کو بدنام کر دیا ہے بہت سے لوگ کہیں گے کہ یگیہ قربانی

کا نام ہے اور جینی بابا جی آتما رام جی نے تو اس پر بہت زور دیا ہے کہ یگیہ میں ہنسا ہوتی تھی ۔ بابا جی نے سنگھتاؤں کا تو کوئی پرمان نہیں دیا بلکہ ادھر ادھر کے بام مارگی گرنتھوں کو لیکر یا راجا شب پرشاد جینی وغیرہ کی تواریخ سے حوالہ دیکر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن بابا جی کا یہ پُرشارتھ نشپھل پرتیت ہوتا ہے جبکہ ویدوں میں یگیہ میں ہنسا کا نشیدھ پایا جاتا ہے دیکھو رگ وید ۔ ادھیائے پہلا ۔ اشٹک پہلا منتر ۵ ۔ ۸ سائن بھاشیہ

अग्नेयं यज्ञ मध्वरं विश्वतः परिभूरसि स इद्देवेषु-
गच्छति ॥

پیارے ناظرین ہم نے صرف دو منتر اور سائن آچارج بھاشیہ میں آپکو دکھلا دیا کہ یگیہ میں ہنسا کرنا مہا پاپ ہے ۔ ہم اس کے واسطے آپکو ایک موٹی مثال دیتے ہیں جس سے آپ لوگ سمجھ جائیں گے ۔ آپ لوگوں میں بہت لوگوں نے رامائن کو پڑھا ہوگا اور بہت لوگوں نے رام لیلا میں دیکھا ہوگا کہ جس وقت وشوامتر کے یگیہ کو راکشش لوگ وگھن ڈالکر پورا نہیں ہونے دیتے تھے اس وقت وشوامتر باوجودیکہ کشتری بھی تھا تو بھی ہنسا کے خوف سے رامچندر کو امداد کے واسطے بلانے گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بغیر کر دہ کئے تو ہنسا ہو نہیں سکتی اور کردہ کر یا دکشت یعنی یگیہ کرنے والے کے واسطے مہا پاپ ہے اس واسطے اس نے رامچندر کو بلایا ۔

پیارے دوستو جب کہ یگیہ میں گرودہ کریا بھی مہاپاپ گنا جاتا ہے تو کون بیوقوف کہہ سکتا ہے کہ یگیہ میں ہنسا ہوتی ہے؟ اور آجکل جو بام مارگی) لوگ اس قسم کے ہنسا یگیہ کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہنسا کرتے ہیں لیکن اُنکے سنسکاروں میں کچھ کچھ نشان اب بھی پائے ہیں مثلاً اُنکا اس قسم کے یگیوں کو کامیہ کرم تبلانا یا پرائشچت کرنا جیسا کہ وگیان بھکشو اپنے سانکھیہ بھاشیہ میں لکھتے ہیں:

بہت سے یگیوں میں دیکھا گیا ہے کہ پہلے تو لوگوں نے پشو میدھ یگیہ کیا اور بعد میں پرائشچت کیا اور جب اُن سے سوال کیا گیا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو تو اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ کامیہ کرم ہے۔ اور جہاں گرہیہ سوتروں میں یگیوں کا ذکر ہے وہاں بھی اس قسم کے یگیوں کو کام کرم ہی بتلایا گیا۔ غرضکہ پشو ہنسا والا یگیہ ادیدک ہے اور یگیہ ہمیشہ ہنسا رہت ہوتا ہے:

اور آجکل جسقدر یگیہ ہوتے ہیں سب میں تو ہنسا ہوتی نہیں ہاں کہیں کہیں ہوتی ہے لیکن اسکے ساتھ ہی وہ لوگ پرائشچت کرتے ہیں اگرچہ اس پرائشچت سے ہنسا کا دوش دور نہیں ہوتا لیکن اتنا ضرور ہوتا ہے کہ سمجھدار آدمی یہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ ویدورودھ کام ہے کیونکہ ویدانوکول کام کا پرائشچت ویدک لوگ کرتے ہی نہیں

سکتے کیونکہ اُنکے دھرم میں تو ویدوں کو چھوڑ کر اور کوئی پرمان ہی نہیں مانا جاتا جیسا کہ

مہاتما منو کہتے ہیں =

अर्थकामेष्वसक्तानां धर्मज्ञानं विधीयते - धर्मजिज्ञासमानानां प्रमाणं परमं श्रुतिः ॥

ارتھ - جن کا دل ارتھ اور کام سے علیحدہ ہو گیا ہے اُنکے واسطے دھرم کا گیان لازمی

ہے اور دھرم کے جاننے کیواسطے پرم پرمان شرتی یعنی وید ہے ایسا ہی مہاتما جیمنی منی

نے کہا ہے =

चोदनालक्षणो धर्मः

یعنی جس کرم کے کرنے کی وید میں پریرنا کی گئی ہو وہی دھرم کہلاتا ہے -

جب ویدک لوگوں کا دھرم ہی ویدانوکول ہے تو اگر ہنسا کو وہ ویدانوکول

سمجھتے تو کسطرح ویدانوکول ہنسا کیواسطے پرائشچت کرتے - یگیہ کرنیوالونکا پرائشچت

کرنا بھی ہنسا کو وید ورودھ ہی ٹھہراتا ہے اور جہاں لوگ کہتے ہیں کہ وید کی ہنسا ہنسا

نا ستی - اُس کے معنی یہ ہیں کہ وید میں جو راجا کو آگیا دی گئی ہے کہ وہ دشت ہنسک

ڈاکو آدی منشیوں کو اور شیر سور آدی ہانی کارک جانوروں کو مارے تو راجا کا مارنا

ہنسا نہیں کہلاتی سبب یہ ہے کہ راجہ کو اُن کا مارنا اپنی غرض یا ہنسا کی نیت سے
نہیں تبلایا بلکہ دوسروں کی رکشا کیواسطے چونکہ کمزوروں کی رکشا زور والوں سے
کرنا راجہ کا دھرم ہے اسواسطے راجا کو اِس ہنسا کا پاپ نہیں ہوتا ۔

پیارے ناظرین اگر آپ ذرا سوچیں کہ پاپ کیا چیز ہے اور دھرم کیا چیز ہے تو پاپ اور
پُن صرف من کے شبہہ بر تیوں کا نام ہے چونکہ من ہی اس قسم کے پاپ کرتا ہے اور من ہی
اِن کی سزا بھی بھوگتا ہے اور اِسی واسطے لکھا ہے ۔

क्षुधापिपासा प्राणस्य शोक मोहौ मन सस्तथा
जरामरणा शरीरस्य षडोर्मिरहिता शिवा ॥

یعنی بھوک اور پیاس پرانوں کا دھرم ہے کیونکہ پرانوں کے ساتھ جسقدر اگنی اور جل
کے پرمانوں باہر نکلتے ہیں اُسی قدر شریر کے کمی ہوتی جاتی ہے اور اس کمی کا نام
ہی بھوک اور پیاس ہے یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ جب سخت محنت کرتے ہیں تو پران
بالو تیز چلتی ہے اسواسطے پرمانو جلدی جلدی نکلتے ہیں اور بھوک زیادہ معلوم دیتی ہے
اور سستی کی حالت میں پران کم چلتے ہیں اس کا حال نبض سے معلوم ہو جاتا ہے۔ دوسرے
رنج اور خوشی یہ من میں ہوتی ہے کیونکہ اگر من کسی دوسرے خیال میں لگا ہو تو خوشی اور رنج کے

ساماں سے تعلق ہونے پر بھی رنج اور خوشی نہیں ہوتی۔ اور بوڑھا ہونا اور مرنا یہ شریر کا دھرم ہے یعنی جب شریر سے جیواتما نکل گیا تو موت ہو گئی۔ اور پاپ پن کا کرنا بھی من کے برتی یا ارادہ پر منحصر ہے جب تک کسی کا ارادہ نہو تب تک وہ اس کا ذمہ دار نہیں کیا جاتا۔

بہت سے جین لوگ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ یگیہ کرنے میں اکثر جیووں کا نقصان ہو جاتا ہے مثلاً کوئی جیو لکڑی میں ہے کوئی سامگری میں ہر کوئی ہوا سے آگر تا ہے اسواسطے یگیہ سے ہنسا ہوتی ہے لیکن یہ ٹھیک نہیں کیونکہ بہت سے آدمی بیماری سے مرجاتے ہیں تو وہ ہنسا کسی کو لگجاتی ہے یا جو حکیم دوائی دیتا ہے کیا وہ اس ہنسا کا مجرم خیال کیا جاتا ہے بالکل نہیں اسی طرح جو لوگ یگیہ کرتے ہیں وہ سنسار کے اپکار کے خیال سے کرتے ہیں اور اُن کا ارادہ کسی کو دکھ پہونچانے کا نہیں ہوتا اگر کوئی جیو یگیہ کے سبب مرجاوی تو یگیہ کرنا ٹھیک نہیں کہلا سکتا۔ دیا سامگری۔ لکڑی وغیرہ کو اچھی طرح شدھ کرنے اور دیکھ لینے کی آگیا دید نے خود دی ہے اسواسطے جو اس آگیا میں غفلت کرتا ہے وہ بیشک غفلت کے جرم کا مجرم ہے لیکن ہنسا کے جرم کا مجرم نہیں۔

پیارے ناظرین بہت سے جینی لوگ یہ کہتے ہیں کہ ویدوں میں یگیہ میں ہنسا

کرنے کی بدھی لکھی ہے۔ جب اُن سے پوچھتے ہیں کہاں لکھی ہے تو کہتے ہیں کہ

यज्ञार्थं पशुमालभेत یہ وید کی شرتی ہے۔ لیکن جب اِس شرتی
کی کھوج کیجاتی ہے تو ویدوں میں تو اِسکا پتہ ہی نہیں لگتا۔ ہاں اُن سوتروں میں
جو بام مارگ کے بعد پیدا ہوئے یا جن میں بام مارگ کی بہت ملاوٹ ہے پائی جاتی ہے
اِسی طرح اور بہت سے پرمان تیتری شاکھا اور تیتری آرنیک و تیتری براہمن کے
باوا آتمارام جی نے لکھے ہیں، اور بھی جین لوگ انہیں گرنتھوں میں سے ثبوت دیکر یگیوں
میں ہنسا ثابت کرنا چاہتے ہیں لیکن جہاں تک خیال کیا جاتا ہے تو اُنکی تحقیقات اِسقدر
کمزور معلوم ہوتی ہے کہ اُنھوں نے آج تک کسی وید کا بھاشیہ نہ تو خود دیکھا نہ کسی سے
سُنا بلکہ صرف براہمنوں کے کہنے پر ہی مان لیا کہ یہ تیتری شاکھا وغیرہ وید میں ورنہ
جب مہیدھر آچارج اپنے یجروید کے بھاشیہ میں تیتری شاکھا کی اُتپتی یاگولکھ
کے زمانہ میں بتلاتے ہیں اور یاگولک دیاس جی مہاراج کے چیلے ویشم پاین کے
شش ہیں جن کا زمانہ مہابھارت سے قریباً سو برس بعد معلوم ہوتا ہے تو تیتری شاکھا
کا قدیم نہ ہونے سے اُس کے بتلائے ہوئے ہنسک یگیوں کا بھی ابھاو معلوم
دیتا ہے اور تیتری آرنیک اور یہ سوتر جو آج شروت سوتر کہے جاتے ہیں
جن میں تیتری شاکھا کے بہت سے حوالے موجود ہیں یہ بھی موجود نہ تھے

اور جسقدر حوالے بار آتما رام جی نے یگیہ میں ہنسا دکھلانے
کے واسطے دئیے ہیں وہ سب انہیں گرنتھوں کے ہیں اور بعض جگہہ
آتما رام جی نے خواہ تو اپنی سنسکرت ودیا کی کمی سے یا ہٹ دھرمی سے
ارتھ کا انرتھ کیا ہے کیونکہ سنسکرت زبان اسقدر وسیع اور پر معنی ہے
کہ ذرا سے پد چھید یا سماس کے تبادلہ سے مطلب بگڑ کر کہیں کا کہیں
چلا جاتا ہے مثلاً کسی نے کہا۔

मद्याजि परमगत:

یعنی میری پوجا کرنیوالا پرم گتی کو جاتا ہے

دوسرے نے کھینچ کر پد چھید ایسا کیا:

मद्य ऽजि-परमगत:

یعنی شراب پینے والا اور بکرا کھانیوالا پرم گتی کو جاتا ہے

پیارے ناظرین بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یگیہ سے دیو پوجا
کسطرح ہو سکتی ہے کیونکہ اگنی وغیرہ جڑ پدارتھوں کے خوش کرنے کے واسطے
گھی۔ میوے۔ اور خوشبودار چیزوں کا ڈالنا فضول ہے۔ لیکن ایسے
لوگوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ جڑ پدارتھوں پر ہی انسان کی زندگی کا مدار ہے

اگر چیز ہمارے تئیں خوش نہ ہو تو منش کی زندگی ایک مشکل ہو جائیگی۔ مثلاً
جس شہر کا پانی موافق نہ ہو وہاں کا رہنا ہر انسان کو مشکل معلوم دیتا ہے
جہاں کی ہوا میں بیماری ہو وہاں تو کوئی رہنا پسند ہی نہیں کرتا۔ آپ نے
مرض طاعون اور شہر بمبئی کے حالات سے معلوم کر لیا ہوگا۔ کیا جل، بایو
اور چیزیں نہیں۔ کیا ان کا خوش کرنا ہمارے واسطے سورگ یعنی سکھ دینے والا
نہیں۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہم بغیر ان کے خوش کئے آرام حاصل کر سکتے
ہیں۔ بعض دوست کہتے ہیں کہ جناب جڑ چیز کو خوش اور ناخوش کیسے ہو سکتا ہے
لیکن جڑ کے معنی ناخوش ہونے کے ہیں۔ جس وقت کوئی چیز ہماری طبیعت کے
موافق ہوتی ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ خوش ہے۔ جیسے خوشبو یا بو میں خوشی
مادہ سے بالکل نہیں بلکہ وہ ہمارے موافق ہونے سے ہی خوش کہلاتی
ہے۔ ایسی خوش رنگ وغیرہ بہت سی مثالیں ہیں جہاں چیزوں کے
ساتھ ہم خوشی کا تعلق کرتے ہیں۔

پیارے ناظرین یگیہ سے بڑھکر سنسار میں اُپکار کا کام کوئی دوسرا
نہیں کیونکہ جل بایو کی شدھی کے بغیر سنسار کے پرانیوں کو جو تکلیف ہوتی
ہے اس کا مدار ہے اُس سے بچانے کا نام یگیہ ہے اور جب عبادت درشن میں یگیہ

ہوتے تھے تب کبھی ہیضہ وغیرہ وبائی بیماریوں کا نام ونشان بھی نہ

جب سے وام مارگیوں کے ہنسک یگیوں نے یگیہ جیسے اوتم کام کو بدنام کر

ہے تب سے یہاں۔ اکال یعنی قحط۔ ہیضہ۔ طاعون۔ وغیرہ بہت سی

سے وبائی امراض آگئے ہیں جن سے پرانی ماتر کو تکلیف ہو رہی ہے

اگرچہ گورنمنٹ صفائی وغیرہ کے ذریعہ سے بہت کچھ ان بیماریو

روکنے کے واسطے انتظام کرتی ہے لیکن جب تک اندرونی صفائی

خوراک۔ جل اور ہوا کی صفائی نہ ہو تب تک ان بیماریوں کا ناش ہونا

معلوم ہوتا ہے۔ تمام خوراک میں گندہ کھاد ڈالا جاتا ہے جس سے خوراک

گندہ ہو رہی ہے۔ تمام ندیوں میں کپڑے دھونے اور گندے نلوں کے

سے اور زمین میں مردہ گاڑنے سے زمین کا پانی خراب ہو گیا ہے اور

تیل جیسے بدبودار چیزوں کو جلا کر اُن کی دھوئیں سے تمام ہوا کو مضر صحت

ہے اور ہندوستان کی پُرانی عمدہ چیزیں بالکل الگ کر دی گئی ہیں

حالت میں اگر بیماری نہ پھیلے تو دنیا کی بنانیوالے کی ساری نسیم نکمی

ہے =

پیارے ناظرین جب تک بھارت ورش میں یگیہ کا رواج ہٹا

اگنی ۔ بایو ۔ جل وغیرہ ہر ایک پدارتھ منشیوں کے انوکول ہتکار ہتا تھا
اس یگیہ کے بہت سے نام اور مختلف ضرورتوں کے واسطے مختلف
اقسام ہیں ۔ مثلاً پوترینشٹی ۔ چاتر ماس ۔ درس پوان ماس وغیرہ بہت
قسم کے یگیوں کے بہت سے فوائد مدنظر رکھے گئے ہیں ۔ مثلاً اگر کسی کے
لڑکا نہ پیدا ہو تو اُس کے واسطے پوترینشٹی یگیہ کی ضرورت ہے ۔
اور ہر ایک یگیہ کے واسطے مختلف قسم کی سامگری مقرر ہے جسطرح ہر ایک
بیماری کے واسطے جداگانہ دوائی ہوتی ہے ۔

آج کل جو اکثر یگیوں میں ناکامیابی نظر آتی ہے اُسکی بڑی بھاری
وجہ یگیوں کی سامگری کا اگیان ہے ورنہ ممکن نہیں کہ جس کام کے واسطے
یگیہ کیا جاوے وہ کام پورا نہ ہو ۔
جسوقت راجہ دشرتھ کے اولاد نہ ہوتی تھی جب اُس وقت پترینشٹی
یگیہ کیا گیا اور اُس یگیہ کا پرساد راجہ کی رانیوں نے کھایا تو چار پتر پیدا ہوگئے
سب حیران ہوگئے کہ قانون قدرت کے خلاف کس قسم کا بکھیڑا پیش کر دیا
لیکن دوستو یہ بات سچی اور قانون قدرت کے بالکل موافق ہے کیونکہ اگر پرش
میں پتر پیدا کرنے کی شکتی نہ ہو تو اسکو یگیہ میں سملایا جاتا ہی ۔ اگر استری میں نقص

دونوں میں نہ ہو تو دونوں مل کر یگیہ کرتے ہیں اور گیارہ دن تک اُن اور
کے پرمانو جن سے یگیہ کیا جاتا ہے سوکشم ہو کر پران باید کے ذریعہ
اُن کے شریر میں پرویش کرتے ہیں اور اگنی کے مہابھوتے تیش سے خوا
پرمانو بذریعہ پسینے کے نکلتے رہتے ہیں جس سے گیارہ دن میں ان
کرنے کی شکتی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی بارش وغیرہ کے واسطے یگیہ کئے
تھے مورکھ لوگوں نے یگیہ کی اصل ودیا کو نہ سمجھ کر اس پر ہزاروں اعتراض
لیکن معقول در وقفیت کا ایک بھی نہیں۔

پیارے ناظرین بھارت ورش میں جسقدر ودوان ہوئے ہر ایک
یگیہ کی فلاسفی پر زور دیا تھا بلکہ پارسیوں کی آتش پرستی اور یہودیوں کی سوختنی
قربانئیں اس یگیہ کو بگاڑ کر بنائی گئی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ا
زمانہ میں کل دنیا یگیہ کو اپنا دھرم ہی سمجھتی تھی لیکن جسوقت سے بام مارگ
ہوا اور انھوں نے ہنسک یگیہ شروع کئے تو سنسار میں یگیوں کی نندا پھیل
اور لوگ اس سد اُپکارک کام سے الگ ہو گئے مثلاً کھیر دہی
عمدہ چیز ہے لیکن جسوقت تانبے کے برتن میں ڈال دیا جاتا ہے تو وہی
تھوڑی دیر پہلے ہر شخص کھانا پسند کرتا اب زہر سمجھ کر کوئی بھی کھانا
نہیں کرتا ہر شخص کو اس سے نفرت ہو جاتی ہے یہی حالت یگیہ کی ہے

سکھدا ایک کام جس سے باموقعہ بارش۔ سنتان کی پیدائش۔ ہوا اور جل کی شدھی اور روگوں کا علاج ہوتا تھا آج سب لوگ اس سے بالکل الگ ہو کر تکلیف اٹھا دیں۔ آریہ گن اگر اب بھی آپ سکھ چاہتے ہیں تو ویدودیا کی تعلیم کو حاصل کر کے یگیہ کے مضمون کو صاف کر کے

اپکار واج دو تا کہ بھارت ورش نہیں نہیں سب کے سب دکھ سے دور ہوں سنسار میں سکھ اور شانتی پھیل جاوی =

اوم شم

تمت

آریہ سماج کے نیم

١۔ سب ست ودیا اور ست ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے

٢۔ ایشور سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سرو شکتیمان۔ نیائے کاری۔ دیالو۔ اجنما۔ انت
نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرو آدھار۔ سرویشور۔ سرو ویاپک۔ سرو انتریامی۔ اجر
امر۔ ابھے۔ نتیہ۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے۔ اُسی کی اُپاسنا کرنی یوگ ہے۔

٣۔ وید ست ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب
آریوں کا پرم دھرم ہے۔

۴۔ ست کے گرہن کرنے اور اَست چھوڑنے میں سرودا اُدیت رہنا چاہیئے۔

۵۔ سب کام دھرمانوسار ارتھات ست اور اَست کو وچار کرنے چاہئیں۔

٦۔ سنسار کا اُپکار کرنا آریہ سماج کا مُکھ اُدیش ہے۔ ارتھات شاریرک۔ آتمک اور سماجک

٧۔ سب سے پریتی پوروک۔ دھرمانوسار۔ یتھا یوگ برتنا چاہیئے۔

٨۔ اودیا کا ناش اور ودیا کی بردھی کرنی چاہیئے۔

٩۔ پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہیئے۔ کنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چا

١٠۔ سب منشیوں کو سماجک سرو ہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہیئے اور
پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر رہیں۔

آریہ سماج کی کُل ٹریکٹیں ویدک دہرم آدابا ملیں گی۔

اوم

ओ३म्

ٹریکٹ نمبر ۳۱

عقائد اسلام پر عقلی نظر

نمبر ۵

مصنفہ پنڈت کرپارام شرما جگرانوی آنریری اپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا ممالک مغربی و شمالی

ویدک دہرم پریس مرادآباد میں چھپی

اوم

عقاید اسلام پر عقلی نظر

پیاری ناظرین یہ تو ہر شخص جانتا ہی کہ کم فہم کبھی کچھ کہتا ہی کبھی کچھ اور
دانا آدمی مناسب سمجھکر حکم دیتا ہی اور قول مرداں جاں دارد کے مسئلہ کو آگے
رکھکر اپنی بات پالتا ہی لیکن قرآنی خدا تو عقلمند انسانوں سے بھی گرا ہوا ہے
اُسے اپنے کہے ہوئے کا کچھ خیال ہی نہیں وہ پہلے کچھ کہتا ہی پھر اُسکی
تردید کرتا ہی اور جس فعل کو دوسروں کو منع کرتا ہی وہی فعل خود کر دکھلاتا ہے
ہم حیرت میں ہیں کہ یہی کلام خدا ہے جسپر ہمارے بہت سے بھائیوں کے
ایمان کا مدار ہی - اب ہم وہ باتیں دکھلانا چاہتے ہیں کہ جس سے ہمارے مسلمان
بھائی عقل و علم سے کام لیکر اس غلط مذہب کو چھوڑ کر اپنے سچے آبائی

قدیم ویدک دھرم کی پیروی کرنے لگیں ٭

قرآن سپارہ ۲۹ - سورت القلم آیت ۱۰ میں لکھا ہے - اور کہا نہ مان کسی
قسمیں کھانیوالیکا بیقدر ہے آیت ۱۱ طعنے دیتا ہے اور چغلی کرتا پھرتا ہے - پیارے
یہ تو سچ ہے کہ انسان سچائی کیحالت میں قسم کبھی نہیں کھاتا کیونکہ وہ اپنی بات کو
دلیلوں سے ثابت کر سکتا ہے - صرف جھوٹا جب اپنے دعوی کو ثابت نہیں کر
سکتا تب لاچار ہو کر قسمیں کھانے لگتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ قسم خوردن خود را
متہم ساختن ست یعنی قسم کھانا اپنے آپکو جھوٹا ثابت کرنا ہے بیشک ہمارے
مسلمان بھائیونکو لازم ہے کہ قسمیں کھانیوالی کی بات کا اعتبار نکریں اور اسکا کہنا
نہ مانیں - اگر وہ کسی قسم کھانیوالیکا کہنا مانتے ہیں تو بیشک قرآن کی اس آیت کی
تردید کرتے ہیں کیونکہ اسمیں قسم خوردن کی بات کو نہ ماننے کا حکم دیا گیا ہے
اور قسم دو چیزوں کی کھائی جاتی ہے یا تو جو اپنے کو سب سے عزیز ہو یا جسکی
عزت اپنے دل میں موجود ہو جسطرح اب عدالت میں ہندو گنگا جلی اور مسلمانونکو
قرآن کی قسم دیجاتی ہے لیکن قرآنی خدا باوجودیکہ قسم خوردن کی بات کو نہ ماننے
کا اپدیش کرتا ہے لیکن خود اسقدر قسمیں کھاتا ہے کہ جسکا شمار نہیں - اب ہم قرآنی خدا
کی قسم خوری جو علامت دروغگوئی ہے قرآن کی آیتوں سے دکھلاتے ہیں ٭

قران سپارہ ۲۲ سورت یٰس آیت ۲۔ قسم ہے اس حکمت والے قران کی۔ آیت ۳ تو تحقیق ہے بھیجے ہوؤں ۔ یہاں پر خدا نے محمد یانی محمد صاحب کی رسالت کی بابت قرآن کی قسم کھاتا ہے ؛

قرآن سپارہ ۲۳ سورت الصافات آیت ۱۔ قسم صف باندھنے والوں کی قطار ہوکر۔ آیت ۲۔ پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر۔ پھر پڑھنے والوں کی یاد کر۔ بیشک حاکم تمہارا ایک ہے۔ یہاں پر خدا اپنی وحدانیت کی واسطے قسم کھاتا ہے ؛

قرآن سپارہ ۲۵۔ سورت الزخرف آیت ۲۔ قسم ہے اس کتاب واضح کی ہم نے رکھا اسکو قرآن عربی زبان کا شاید تم بوجھو۔ یہاں پر خدا عربی زبان کے قران کھلے قسم کھاتا ہے

قرآن سپارہ ۲۵ سورت الزخرف آیت ۸۔ قسم ہے رسول کی اس کہنے کی کہ اے رب یہ لوگ ہیں کہ یقین نہیں لاتے ؛

قرآن سپارہ ۲۵ سورت الدخان آیت ۲۔ قسم ہے اس کتاب واضح کی۔ آیت ۳ ہم نے اتارا اس کو ایک برکت کی رات میں ہم ہیں کہ سنانے والے ہیں۔ ان آیت میں دوبارہ واضح کتاب کی قسم کھائی گئی ہے ؛

قران سپارہ ۲۶ سورت ق آیت ۱۔ قسم ہے اس قران بڑی شان والیکی یہاں پر اس ضمیر غائب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی شان عالاقمران اس سے

دوسرا ہی کیونکہ پہلی ضمیر حاضر آچکی ہی ٭

قران سپارہ ۲۶ سورت الذاریات آیت ۱۔ قسم ہی بکھیرنیوالیونکی اڑا کر۔ آیت ۲ پھر اٹھانیوالیاں بوجھ کو آیت ۳ پھر چلنیوالیاں نرمی سی۔ آیت ۴ پھر بانٹنے والیاں حکم سی۔ آیت ۵ بیشک جو وعدہ تم کو دیا سچ ہی۔ یہاں خدای محمدیان اپنے وعدہ کی سچائی کے واسطے قسم کھاتا ہی لیکن قسم کھانیوالوں کے وعدوں کا اعتبار تو سوای جہلا کے دوسروں کو نہیں ہو سکتا ٭

(آیت ۷) سورت الذاریات۔ قسم ہی آسمان جالی دار کی۔ آیت ۸۔ تم پڑے رہتے ہو ایک جھگڑے کی بات میں۔ ہیچ میچ آسمان کو جالی دار بتلانا سوای خدای محمدیان کے کس عقلمند سی ہو سکتا ہی اور سوای عربی لوگوں کے کون مان سکتا ہے۔ بیشک ایسی ہی علمی صداقت خدا کی کلام میں ہونی چاہئیے ٭

قران سپارہ چھبیسواں سورت الطور آیت ۱۔ قسم ہی طور کی آیت ۲۔ اور لکھی کتاب کی آیت ۳ کشادہ ورق میں۔ آیت ۴ اور آباد گھر کی۔ آیت ۵ اور اونچی چھت کی آیت ۶۔ اور اُبلتے دریا کی۔ آیت ۷ بیشک عذاب تیرے رب کا ہوتا ہی۔

یہانپر خدای قرآنی ان چیزوں کی قسم کھا کر قیامت کے عذاب کو ثابت کرتا ہی

قران سپارہ ۲۷ سورت النجم آیت ۱۔ قسم ہی تارے کی جب گرے۔ آیت ۲۔ بہکا نہیں تمھارا رفیق اور بیراہ نہیں چلا۔ یہاں سی معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب کی

غلط تعلیم کو لوگ بہکنا بتلاتے تھے تب خدای قرآنی نے ستاروں کی قسم کھا کر اُنکے شک دور کرنیکی کوشش کی ÷

قرآن سپارہ ۲۷ - سورت الواقع آیت ۷۵ - سو میں قسم کھاتا ہوں تاروں کی - آیت ۷٦ - اور یہ قسم ہی اگر سمجھو تو بڑی قسم - آیت ۷۷ - بیشک یہ قرآن عزت والا ہی - یہاں قرآن کی عزت قسم کھا کر ثابت کی گئی ہی ÷

سپارہ ۲۹ سورت القلم آیت ۱ - قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں - آیت ۲ - نہیں اپنے رب کے فضل سے دیوانہ - یہاں سے معلوم ہوتا ہی کہ محمد صاحب کو بسبب خلاف علم و عقل تعلیم کے لوگ دیوانہ کہتے تھے اور کبھی اُنکو بھی شک ہو جاتا ہوگا اسلئے قرآنی خدا قلم کی قسم کھا کر کہتا ہی کہ محمد دیوانہ نہیں ہی ÷

قرآن سپارہ ۲۹ سورت القیامت آیت ۱ - قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی - آیت ۲ - اور قسم کھاتا ہوں جی کی جو اولاہنا دیتا ہی - آیت ۳ کیا خیال کھتا ہی آدمی کہ ہم جمع نکرینگے اُس کی ہڈیاں - یہاں آدمی کی ہڈیاں جمع کرنیکے واسطے قسم کھاتا ہی ÷

قرآن سپارہ ۲۹ سورت المرسلات آیت ۱ - قسم ہی چلتی ہوا کی دلکو خوش آتی - آیت ۲ - پھر جھونکا دینے والیاں زور سے - آیت ۳ - پھر ابھارنیوالیاں زور سے - آیت ۴ - پھر پھاڑنے والیاں بانٹ کر - آیت ۵ - پھر فرشتے اُتارنیوالیوں

سمجھوتی ۔ آیت ۶ ۔ الزام اُتار نیکو یا ڈرسنانیکو ۔ آیت ۷ ۔ جو تم سے وعدہ

ہوا ہے سو ہونے والا ہے ۔ یہاں وعدہ کے پورا ہونیکے واسطے قسم کھاتا ہے ۔

قرآن سپارہ ۳۰ ۔ سورت النازعات ۔ آیت ۱ ۔ قسم ہے گھسیٹ لانیوالونکی

ڈوب کر ۔ آیت ۲ ۔ اور بند چھوڑانیوالوں کی کھولکر اور پیرنیوالونکی پیرتے ؛

قرآن سپارہ ۳۰ ۔ سورت الطارق ۔ آیت ۱ ۔ قسم ہے آسمان کی اور اندھیرے میں

آنیوالے کی ۔ آیت ۱۱ ۔ قسم ہے آسمان چکر مارنیوالے کی ۔ آیت ۱۲ ۔ اور زمین

دراڑ کھانیوالی کی ؛

قرآن سپارہ ۳۰ ۔ سورت البروج ۔ آیت ۱ ۔ قسم ہے آسمان کی جسمیں برج

ہیں اور اُس دن کی جسکا وعدہ ہے اور حاضر ہونیوالے کی اور جس پاس حاضر

ہووے ۔ آسمان میں برج تو ضرور ہی ہونگے لیکن اُنکے ظاہر کرنیکے دوراندیش

محمدیان کے پاس ہونگے ؛

قرآن سپارہ ۳۰ ۔ سورت الفجر آیت ۱ ۔ قسم ہے فجر کی ۔ آیت ۲ ۔ اور دس

راتوں کی ۔ آیت ۳ ۔ اور جفت اور طاق کی ۔ آیت ۴ ۔ اور اُس رات

کی جب رات کو چلے ۔ آیت ۵ ۔ ہے اِن چیزوں کی قسم پوری عقلمندوں کے

واسطے ؛

سچ ہے دین والوں کی قسم عقلمند ضرور تسلیم کرینگے ۔ اب دلیل کی ضرورت نہیں

نہیں رہی ٭

قرآن سپارہ ۳۰ سورت البلد۔ آیت ۔۱۔ قسم کھاتا ہوں اس شہر کی آیت ۔۲۔ اور تجکو قید رہیگی اس شہر میں ٭

یہ آیتیں اسوقت کی معلوم دیتی ہیں کہ جب محمد صاحب مکہ میں بہت تکلیف میں تھے اور اپنے ساتھیوں کو تسلی دینے کے واسطے خدا کی یہ قسمیں سُنائی ہونگی تاکہ انھیں تسلّی ہوجاوے ٭

قرآن تیئسوان سپارہ سورت الشمس آیت ۔۱۔ قسم سورج کی اور اسکی دہوپ چڑھنے کی۔ آیت ۔۲۔ اور چاند کی جب آوی اسکے پیچھے ۔ آیت ۳۔ اور دن کی جب اسکو روشن کری۔ آیت ۔۴۔ اور رات کی جب اسکو ڈھانپ لیوی ٭

قرآن سپارہ ۳۰۔ سورت اللیل آیت ۔۱۔ قسم ہے رات کی جب چھا جاوے آیت ۔۲۔ اور دن کی جب روشن ہو۔ آیت ۳۔ اور جو اس نے پیدا کئے نر اور مادہ ۔ یہاں پر ڈر رکھنے والونکو آسانی میں رکھنے کے واسطے قسمیں کھاتا ہے

قرآن سپارہ ۳۰ سورت الضحیٰ آیت ۔۱۔ قسم دہوپ چڑھتے وقت کی آیت ۔۲۔ اور رات کی جب چھا جاوے ۔ آیت ۳۔ نہ رخصت کیا تجکو تیری رب نے نہ بیزار ہوا۔ یہاں پر خدا آگے دینے کے وعدہ کو پورا کرنے کے واسطے قسم کھاتا ہے ٭

قرآن سیپارہ ۳۰ سورت التین آیت ۔۱۔ قسم انجیر اور زیتون کی آیت ۲۔ اور طور سینین کی ۔ آیت ۔۳۔ اور اِس شہر امن والے کی ۔ آیت ۔۴۔ ہم نے بنایا آدمی خوب سے خوب اندازہ پر ۔ یہاں خدای محمدیان آدمیکو عمدہ حالت میں بنانے اور پھر اُسکو نیچے گرانے کی صداقت کے ثبوت میں انجیر اور زیتون کی قسم کھا رہا ہے ۔ شاید ایسی قسمیں کسی عقلمند انسان نے نہ کھائی ہونگی ؛

قرآن سیپارہ ۳۰ ۔ سورت العادیات آیت ۔۱۔ قسم ہے دوڑتی گھوڑونکی ہانپتے ۔ آیت ۔۲۔ پھر آگ سلگاتے جھاڑکر ۔ آیت ۳ ۔ پھر دھاڑ دیتے صبح کو ۔ آیت ۔۴۔ پھر اُٹھاتے اسمیں گرد ۔ آیت ۵ ۔ پھر داخل ہو جاتے اسیوقت فوج میں ۔ آیت ۔۶۔ بیشک آدمی اپنے رب کا ناشکرہ ہے ؛

یہاں پر خدائے محمدیان آدمی کے ناشکرہ ہونے کی ثبوت میں قسمیں کھا رہا ہے لیکن افسوس ہے کہ خدا اپنے بنانے کی غلطی پر کیوں نہیں پچھتاتا کہ اُس نے آدمی کو ناشکرہ کیوں بنایا ۔ جبکہ مسلمانونکے عقیدہ میں سوای خدا کی حکم کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا اور خدا جسکو چاہتا ہے راہ دکھلاتا ہے اور جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے تو اس حالت میں آدمی کی ناشکرہ پن کی شکایت اپنی کم لیاقتی کی شکایت ہے ۔ بھلا اس قسم کے الزام خدا پر سوای محمدیوں کے دوسرا کون لگا سکتا ہے ؛

قرآن سپارہ ۳۰ سورت الفجر آیت ۱۔۱ قسم اُترتے دن کی ۔

پیارے ناظرین آپ نے خدائے محمدیان کی تعلیم کو دیکھ لیا کہ اُسکے
پاس اپنے دعووں کے ثبوت کے واسطے سوائے قسم خوری کے کوئی عقلی
دلیل ہی نہیں لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اس مثال کے موافق کہ دروغگو را
حافظہ نباشد قرآنی خدا کو یہ یاد نہیں رہا کہ اُس نے خود لکھا ہے کہ قسم کھانیوالے
کی بات کا اعتبار مت کرو اور اُسکا کہنا مان پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ مصنف
قرآن کا کہنا بالکل نہ مانیں کیونکہ وہ قسمیں کھانیوالا ہے اور اگر سوچا جاوے تو
صاف یہ مثل صادق آتی ہے کہ خود را فضیحت دیگراں را نصیحت یعنی دوسروں کو
تو قسم خوری کی وجہ سے بے اعتبار بتلائے اور خود قسموں پر قسمیں کھاتا چلا جاوے
بھلا جن کے خدا کی یہ علمیت ہو کہ اُسکو اپنے قول کا پاس نہ ہو اور خود کہ کر اُس کے
خلاف عمل کرے تو اگر اُنکی اُمت شکیہ حالت میں انسانی زندگی کو ضایع کرے
تو کیا تعجب ہو سکتا ہے اور قسمیں بھی خدا ایسی چیزوں کی کھاتا ہے کہ جس سے حیرت
ہوتی ہے کہ یہ کیا تعلیم ہے کیونکہ قسم کھانیکے واسطے یا تو پیاری چیز لیجاتی ہے یا
چیز لیکن اسلامی خدا زیتون اور انجیر کی قسمیں کھاتا ہے شاید اسلامی خدا کی نظر
اُنکی عزت بہت زیادہ ہوا اور وہ اُنکے کھانے کا مشتاق ہو ۔

پیارے ناظرین ایک اور بھاری غلطی یہ ہے کہ ایک قسم کو کئی دفعہ کہا

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کی کھائی ہوئی قسم یاد نہیں رہی۔ کیسے افسوس
کی بات ہے کہ اس قسم کی کتاب کے بھروسے پر ہماری مسلمان بھائی خونریزی
کا ڈنکہ بجا رہے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ کریں کیا اوّل تو عام
مسلمانوں کو قرآن کے معنی ہی معلوم نہیں جس سے وہ اس کے مضامین سے
واقف ہو جاویں دوسری جو ملّا لوگ کچھ پڑھے لکھے ہیں انکا روزگار ہی قرآن کی
سُنانے پر ہے وہ جاہل لوگوں کو لڑا کر خود توفے اُڑاتے ہیں اور دوسروں کے
دین و دُنیا کی خرابی کراتے ہیں۔ تیسری بھاری غلطی یہ ہے کہ مسلمان لوگ
علمی تعلیم سے بے بہرہ رہتے ہیں کیونکہ منطق وغیرہ کو مذہبی معاملات میں
دخل دینا انکے مذہب میں کافر ہو جانا ہے ایسی حالت میں مسلمانوں کی مذہبی
عقاید ایسے اندھیری غار میں پڑی ہوئی ہیں کہ جس سے لاکھوں بندگان
خدا اپنی زندگی کو خدا کے احکام کے خلاف گذر انکر خدا کی خوشی کی موہومی
خیال میں مست ہیں وہ نہیں دیکھتے کہ عالم کُل خدا کسطرح اس قسم کی
غلط التعلیم دیکتا ہے جس سے اسکی علمیت پر دھبہ آجاوے لیکن بیچارے
کریں کیا دوسری مذہبوں کی تعلیم سے ناواقف اپنے مذہب کی تعلیم سے
ناواقف مذہب میں عقل کو دخل دے نہیں سکتے اب مقابلہ کریں تو کسطرح اور بیچارے
بیچاری اسی جہالت کے دریا میں اپنی بہشت بہا زندگی کو تباہ کر کے رو رہے

جلاتے دُنیا سے کوچ کرتے ہیں اگر نمونہ دیکھنا ہو تو محمود غزنوی کا حال تواریخ
میں پڑھو کہ جسنے تمام عمر انہیں توہمات اور غلط تعلیم کے بھروسہ پر تمام دُنیا
میں خون کی ندیاں بہا کر جس دولت دُنیا کو حاصل کیا اُسکو اُسے کس رنج سے
چھوڑنا پڑا اگر وہ بندہ پرست نہ ہوتا اور سچے دھرم کی تعلیم سے واقف ہوتا تو
بھرتری کیطرح ایک لمحہ میں دُنیا کی بادشاہت کو لات مارتا۔ مہاراجہ رامچندر
کیطرح ایکدم راج کو والد کے حکم سے حقیر سمجھتا یا ہرشچندر کی طرح سچائی کے
سامنے دُنیا کو ہیچ سمجھتا۔ یہ راستی کی خبر الیشوری دھرم سے ملسکتی ہیں اسلام
جیسے مشرک دھرم سے سمجھدار انسان کے دلکو کسطرح شانتی ہو سکتی ہے یہی وجہ
ہے کہ اسلام میں ۷۳ فرقہ ہو گئے لیکن یقین کسی کو بھی نہیں۔ عام مسلمانوں کی
یقین کو جانے دیجئے اگر آپ مسلمانوں کے پیغمبروں ولیوں اور خلفا کے حالات
کو پڑھیں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ ان حضرات کو کسطرح بیشانتی ہو سکتی
تھی۔ سب سے زیادہ معزز پیغمبر اہل اسلام کے حضرت محمد صاحب ہیں
جن کو خاتم المرسلین اور اشرف الانبیا کا خطاب دیا گیا ہے جن کی تعریف
جسقدر ہمارے مسلمان بھائی کرتے ہیں وہ بیان سے باہر ہے لیکن آنحضرت
کو اپنی بیویوں کے جھگڑوں سے تمام عمر فراغت نہیں ملی۔ قرآن میں بہت
سی آئتیں صرف محمد صاحب کی بیویوں کے جھگڑوں کے واسطے موجود ہیں۔

جبکہ حضرت کی بیویاں جو کہ بہت قریبی تعلق رکھتی ہیں حضرت کی تعلیم سے شانت نہ ہوئیں تو عوام کا اُنسے شانت ہو جانا ایک امر محال ہی۔ مسلمانوں کی خلفا کی خود غرضی کا ثبوت اس سے بڑھکر کیا ہو سکتا ہے کہ معاویہ کے لڑکے یزید نے محمد صاحب کے نواسوں کو معہ اُنکے خاندان کے مار ڈالا اور جسقدر اُنکی بیغرتی کی اُسکی حد نہیں اور یہ تعزیہ ہمیشہ انھیں امام حسین اور اونکی اولاد کی یادگار میں نکالے جاتے ہیں *

جس مذہب والوں میں اپنے پیارے نبی کے نواسوں پر اسطرح کے ظلم جایز ہوں کہ بے آب و دانہ قتل کئے جاویں اگر اُس مذہب کے لوگ دوسرے مذہب کے لوگوں کو قتل کریں اور نقصان پہونچائیں تو تعجب ہی کیا ہی۔ آجکل اکثر موقعوں پر شیعہ اور سُنیوں میں جھگڑے ہوتے ہیں اور اُنکے گھوڑے وغیرہ کے نکالنے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ غرضکہ جسقدر سُنیوں سے بنتا ہے شیعوں کو تکلیف دیتے ہیں اسیطرحپر جہاں شیعوں کا زور پڑتا ہی وہاں سُنیوں کو تکلیف دی جاتی ہے *

پیارے ناظرین ہم نے جہاں تک سوچا ہمیں اسلام میں کوئی

بات خدا پرستی کی معلوم ہی نہیں ہوئی مصلحت وقت سے کیسقدر ضروری
باتیں ہوئیں وہی محمد صاحب نے قرآن میں لکھدیں اور اُس میں بہت
سی قسمیں کھاکر ایسے مریدوں کو یقین دلانیکی کوشش کی جس پر بہت
سے لوگ تو اُنکے پیرو ہوگئے۔ بہت سے انکاری رہے۔
اب بھی ہندوستان میں بہت سے ایسے مسلمان ہیں کہ جو علم رسوم
ہنود کے قایل ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جنھیں مسلمانوں کے
نام سے چڑھ ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مذہب اسلام صرف تلوار
کے زور سے چلا ہے۔ اس کی بڑی دلیل قسم خوری کے ذریعہ
سے یقین دلانے والا قرآن ہے۔ اگر کوئی صاحب عقل اس بیدلیل
کتاب کو تسلیم نہیں کرتا تو جھٹ عقاید محمدیہ میں وہ واجب القتل ٹھہرجاتا
ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی یہ نہیں سوچتے کہ
جب قرآن میں لکھا ہے کہ کسی قسمیں کھانیوالے کا کہانہ مان اور قرآن ایک
بڑے قسم خور کا کہا ہوا ہے پھر اگر کوئی قرآن کو نہ مانیں تو موجب قرآن
کے بھی تو اُس نے برا نہیں کیا کیونکہ قسم خور کی بات کو نہ ماننا بذریعہ قرآن
جایز ہو چکا ہے ایسی حالت میں قرآن کے نہ ماننیوالے کو واجب القتل ٹھہرانا

ہیں مولوی لوگوں کی زبردستی ہے۔ دوسرے موحد لوگ کسطرح اِس
شرک بڑھانیوالی کتاب کو جس میں خدا کا نائب بنایا گیا ہے اور
اُسکے کارنامے وغیرہ تشریح کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی آدم کو سجدہ نہ
کرنے سے یعنی شرک نکرنے سے فرشتوں کو شیطان بتلانا
صاف ثابت کرتا ہے کہ اسلامی عقاید میں شرک کا
پھیلانے والا یا آدم کو سجدہ کا اُپدیش
کرنیوالا خدائے اسلام ہے
دوسرا کوئی نہیں۔ باقی
نمبر ۶ دیکھو

اوم شم

آریہ سماج کے اُصول

(۱) سب ستیہ ودیا اور ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے۔

(۲) ایشور ستچدانند سروپ۔ نراکار۔ سرو شکتیمان نیائے کاری۔ دیالو۔ اجنما۔ اننت۔ نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرو آدھار۔ سرویشور۔ سرو ویاپک۔ سرو انتریامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے۔ نتیہ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے اسی کی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔

(۳) وید ستیہ ودیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے۔

(۴) ستیہ کے گرہن کرنے اور استیہ کے تیاگ میں سروَدا اُدیت رہنا چاہیئے۔

(۵) سب کام دھرمانوسار ارتھات ستیہ اور استیہ کو وچار کر کرنے چاہئیں۔

(۶) سنسار کا اُپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ اُدیش ہے ارتھات شاریرک آتمک اور ساماجک اُنّتی کرنا۔

(۷) سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھا یوگیہ ورتنا چاہیئے۔

(۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی ورِدھی کرنی چاہیئے۔

(۹) پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہیئے کنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہیئے۔

(۱۰) سب منشیوں کو ساماجک سرو ہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہیئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر ہیں۔

تعلیم۔ م۔ س

آریہ سماج کی کُل پستکیں ویدک دھرم آداباسمی ملیں گی۔

اوم

ओ३म्

ٹریکٹ نمبر ۳۱

عقائد اسلام پر عقلی نظر

نمبر ۵

مصنفہ پنڈت کرپارام شرما جگرانوی آنریری اپدیشک آریہ
پرتی ندھی سبھا ممالک مغربی و شمالی

ویدک دھرم پریس مرادآباد میں چھپی

قیمت ۳ پائی

تعلیم منوہر سروپ ورما

بار ۱۰۰۰

اُوم

عقاید اسلام پر عقلی نظر

پیاری ناظرین یہ تو ہر شخص جانتا ہی کہ کم فہم کبھی کچھ کہتا ہی کبھی کچھ اور
دانا آدمی مناسب سمجھکر حکم دیتا ہی اور قول مرداں جان دارد کے مسئلہ کو آگے
رکھ کر اپنی بات پالتا ہی لیکن قرآنی خدا تو عقلمند انسانوں سے بھی گرا ہوا ہے
اُسے اپنے کہے ہوئے کا کچھ خیال ہی نہیں وہ پہلے کچھ کہتا ہی پھر اُسکی
تردید کرتا ہی اور جس فعل کو دوسروں کو منع کرتا ہی وہی فعل خود کر دکھلاتا ہے
ہم حیرت میں ہیں کہ یہی کلام خدا ہے جس پر ہمارے بہت سے بھائیوں کے
ایمان کا مدار ہی۔ اب ہم وہ باتیں دکھلانا چاہتے ہیں کہ جس سے ہمارے مسلمان
بھائی عقل و علم سے کام لیکر اس غلط مذہب کو چھوڑ کر اپنے سچے آبائی

قدیم ویدک دھرم کی پیروی کرنے لگیں *

قرآن سپارہ ۲۹ - سورت القلم آیت ۱۰ میں لکھا ہی - اور کہا نہ مان کسی
قسمیں کھانیوالیکا بیقدر آیت ۱۱ طعنے دیتا ہے اور چغلی کرتا پھرتا ہی - پیارے
یہ تو سچ ہے کہ انسان سچائی کیحالت میں قسم کبھی نہیں کھاتا کیونکہ وہ اپنی بات کو
دلیلوں سے ثابت کرسکتا ہی - صرف جھوٹا جب اپنے دعوی کو ثابت نہیں کر
سکتا تب لاچار ہوکر قسمیں کھانے لگتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہی کہ قسم خوردن خود را
متہم ساختن ست یعنی قسم کھانا اپنے آپکو جھوٹا ثابت کرنا ہے بیشک ہمارے
مسلمان بھائیونکو لازم ہی کہ قسمیں کھانیوالی کی بات کا اعتبار نکریں اور اُسکا کہنا
نہ مانیں - اگر وہ کسی قسم کھانیوالیکا کہنا مانتے ہیں تو بیشک قرآن کی اس آیت کی
تردید کرتے ہیں کیونکہ اسمیں قسم خوردن کی بات کو نہ ماننے کا حکم دیا گیا ہے
اور قسم دو چیزوں کی کھائی جاتی ہی یا تو جو اپنے کو سب سے عزیز ہو یا جسکی
عزت اپنے دل میں موجود ہو جسطرح اب عدالت میں ہندو گنگا جلی اور مسلمانوں کو
قرآن کی قسم دیجاتی ہے لیکن قرآنی خدا باوجودیکہ قسم خوروں کی بات کو نہ ماننے
کا اپدیش کرتا ہی لیکن خود اسقدر قسمیں کھاتا ہے کہ جسکا شمار نہیں - اب ہم قرآنی خدا
کی قسم خوری جو علامت دروغگوئی ہی قرآن کی آیتوں سے دکھلاتے ہیں *

قران سپارہ ۲۲ سورت یٰس آیت ۲۔ قسم ہی اس حکمت والے قران کی۔ آیت ۳ تو تحقیق ہی بھیجے ہوؤں ۔ یہاں پر خدا نے محمد یاں محمد صاحب کی رسالت کی بابت قرآن کی قسم کھاتا ہی۔

قرآن سپارہ ۲۳ سورت الصافات آیت ۱۔ قسم صف باندھنے والوں کی قطار ہوکر۔ آیت ۲۔ پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر۔ پھر پڑھنے والوں کی یاد کر۔ بیشک حاکم تمھارا ایک ہی۔ یہاں پر خدا اپنی وحدانیت کی واسطے قسم کھاتا ہی۔

قرآن سپارہ ۲۵۔ سورت الزخرف آیت ۲۔ قسم ہی اس کتاب واضح کی ہم نے رکھا اسکو قران عربی زبان کا شاید تم بوجھو۔ یہاں پر خدا عربی زبان کے قران کی قسم کھاتا ہی۔

قرآن سپارہ ۲۵ سورت الزخرف آیت ۸۰ قسم ہی رسول کی اس کہنے کی کہ اے رب یہ لوگ ہیں کہ یقین نہیں لاتے۔

قرآن سپارہ ۲۵ سورت الدخان آیت ۲۔ قسم ہی اس کتاب واضح کی۔ آیت ۳ ہم نے اُتارا اُس کو ایک برکت کی رات میں ہم ہیں کہہ سنانیوالے ہیں۔ اس آیت میں دوبارہ واضح کتاب کی قسم کھائی گئی ہی۔

قرآن سپارہ ۲۶ سورت ق آیت ۱۔ قسم ہے اُس قران بڑی شان والیکی یہاں پر اُس ضمیر غائب ہے جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بڑی شان والا قران اس سے

دوسرا ہی کیونکہ پہلی ضمیر حاضر آچکی ہے ؛

قران سپارہ ۲۶ سورت الذاریات آیت ۱۔ قسم ہی بکھیرنیوالیوںکی اڑا کر۔ آیت ۲ پھر اُٹھانیوالیاں بوجھ کو آیت ۳ پھر چلنیوالیاں نرمی سی۔ آیت ۴ پھر بانٹنے والیاں حکم سے۔ آیت ۵ بیشک جو وعدہ تم کو دیا سچ ہے۔ یہاں خدای محمدیان اپنی وعدہ کی سچائی کے واسطے قسم کھاتا ہے لیکن قسم کھانیوالوں کے وعدوں کا اعتبار تو سوای جہلا کے دوسروں کو نہیں ہو سکتا ؛

(آیت ۷) سورت الذاریات۔ قسم ہی آسمان جالی دار کی۔ آیت ۸۔ تم پڑے رہتے ہو ایک جھگڑے کی بات میں۔ ہیچ میچ آسمان کو جالی دار بتلانا سوای خدای محمدیان کے کس علمدار سے ہو سکتا ہے اور سوای عربی لوگوں کے کون مان سکتا ہے۔ بیشک ایسی ہی علمی صداقت خدا کے کلام میں ہونی چاہئیے ؛

قران سپارہ چھبیسواں سورت الطور آیت ۱۔ قسم ہی طور کی آیت ۲۔ اور لکھی کتاب کی آیت ۳ کشادہ ورق میں۔ آیت ۴ اور آباد گھر کی۔ آیت ۵ اور اونچی چھت کی آیت ۶۔ اور اُبلتے دریا کی۔ آیت ۷ بیشک عذاب تیرے رب کا ہو نا ہے۔ یہانپر خدای قرآنی ان چیزوں کی قسم کھا کر قیامت کے عذاب کو ثابت کرتا ہی

قران سپارہ ۲۷ سورت النجم آیت ۱۔ قسم ہی تارے کی جب گرے۔ آیت ۲۔ بہکا نہیں تمھارا رفیق اور بیراہ نہیں چلا۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب کی

غلط تعلیم کو لوگ بہکنا بتلاتے تھے تب خدای قرآنی نے ستاری کی قسم کھاکر اُنکے
شک دور کرنیکی کوشش کی ؛

قرآن سپارہ ۲۷ ۔ سورت الواقع آیت ۷۵ ۔ سومیں قسم کھاتا ہوں تاری ڈوبنے
کی ۔ آیت ۷۶ ۔ اور یہ قسم ہی اگر سمجھو تو بڑی قسم ۔ آیت ۷۷ ۔ بیشک یہ قران عزت
والا ہی ۔ یہاں قرآن کی عزت قسم کھاکر ثابت کی گئی ہی ؛

سپارہ ۲۹ سورت القلم آیت ۱ ۔ قسم ہی قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں ۔ آیت ۲ ۔ تو
نہیں اپنے رب کے فضل سے دیوانہ ۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہی کہ محمد صاحب کو بسبب اُنکی
خلاف علم و عقل تعلیم کے لوگ دیوانہ کہتے تھے اور کبھی اُنکو بھی شک ہو جاتا ہوگا اسواسطے
قرآنی خدا قلم کی قسم کھاکر کہتا ہی کہ محمد دیوانہ نہیں ہی ؛

قرآن سپارہ ۲۹ سورت القیامت آیت ۱ ۔ قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی
آیت ۲ ۔ اور قسم کھاتا ہوں جی کی جو اولا بنا دیتا ہی ۔ آیت ۳ کیا خیال رکھتا ہی آدمی
کہ ہم جمع نکرینگے اُس کی ہڈیاں ۔ یہاں آدمی کی ہڈیاں جمع کرنیکے واسطے قسم
کھاتا ہی ؛

قران سپارہ ۲۹ سورت المرسلات آیت ۱ ۔ قسم ہی چلتی ہوا کی دلکو خوش آتی
آیت ۲ ۔ پھر جھونکا دینے والیاں زور سے ۔ آیت ۳ ۔ پھر ابھارنیوالیاں زور سے
آیت ۴ ۔ پھر پھاڑنے والیاں بانٹ کر ۔ آیت ۵ ۔ پھر فرشتے اُتارنیوالوں کی

بھوتی۔ آیت ۶ ۔ الزام اُتارنیکو یا ڈرسنانے کو۔ آیت ۷۔ جو تم سے وعدہ
ہوا ہے سو ہونے والا ہے۔ یہاں وعدہ کے پورا ہونیکے واسطے قسم کھائی ہی۔

قرآن سپارہ ۳۰۔ سورت النازعات۔ آیت۔ ۱۔ قسم ہے گھسیٹ لانیوالوں کی
ڈوب کر۔ آیت ۲۔ اور بند چھوڑانیوالوں کی کھولکر اور پیرنیوالوں کی پیرتے ہوئے

قرآن سپارہ ۳۰۔ سورت الطارق۔ آیت۔ ۱۔ قسم ہے آسمان کی اور اندھیرے میں
آنیوالے کی۔ آیت ۱۱۔ قسم ہے آسمان چکّر بار پھیرنیوالے کی۔ آیت ۱۲۔ اور زمین
دراڑ کھانیوالی کی ٭

قرآن سپارہ ۳۰ سورت البروج۔ آیت۔ ۱۔ قسم ہے آسمان کی جس میں برج
ہیں اور اُس دن کی جسکا وعدہ ہے اور حاضر ہونیوالے کی اور جس پاس حاضر
ہو دیں۔ آسمان میں برج تو ضروری ہونگے لیکن اُنکے ظاہر کرنیکے اوزار خدا کے
محمدیان کے پاس ہونگے ٭

قرآن سپارہ ۳۰ سورت الفجر آیت۔ ۱۔ قسم ہے فجر کی۔ آیت ۲۔ اور دس
راتوں کی۔ آیت ۳۔ اور جفت اور طاق کی۔ آیت ۴۔ اور اُس رات
کی جب رات کو چلے۔ آیت ۵۔ ہے ان چیزوں کی قسم اور عقلمند کے
واسطے ٭

سچ ہے دس راتوں کی قسم عقلمند ضرور تسلیم کرینگے۔ اب اسکی ضرورت

نہیں رہی ٭

قرآن سپارہ ۳۰ سورت البلد۔ آیت ۔۱۔ قسم کھاتا ہوں اِس شہر کی
آیت ۔۲۔ اور تجھکو قید رہیگی اِس شہر میں ٭

یہ آیتیں اُسوقت کی معلوم دیتی ہیں کہ جب محمد صاحب مکہ میں بہت تکلیف میں تھے اور اپنے ساتھیوں کو تسلی دینے کے واسطے خدا کی یہ قسمیں سُنائی ہونگی تاکہ اُنھیں تسلی ہوجاوے ٭

قرآن تیسواں سپارہ سورت الشمس آیت ۔۱۔ قسم سورج کی اور اُسکی دہوپ چڑھنی کی۔ آیت ۔۲۔ اور چاند کی جب آوے اُسکے پیچھے ۔ آیت ۳۔ اور دن کی جب اُسکو روشن کرے۔ آیت ۔۴۔ اور رات کی جب اُسکو ڈھانپ لیوے ٭

قرآن سپارہ ۳۰۔ سورت اللیل آیت ۔۱۔ قسم ہے رات کی جب چھا جاوے آیت ۔۲۔ اور دن کی جب روشن ہو۔ آیت ۳۔ اور جو اُس نے پیدا کئے نر اور مادہ۔ یہاں پر ڈر رکھنے والونکو آسانی میں رکھنے کے واسطے یہ قسمیں کھائی ہیں
قرآن سپارہ ۳۰ سورت الضحی آیت ۔۱۔ قسم دہوپ چڑھتے وقت کی آیت ۔۲۔ اور رات کی جب چھا جاوے ۔ آیت ۳۔ نہ رخصت کیا تجھکو تیرے رب نے نہ بیزار ہوا۔ یہاں پیغمبر خدا آگے دینے کے وعدہ کو پورا کرنے کے واسطے قسم کھاتا ہے ٭

قرآن سپارہ ۳۰ سورت التین آیت ۔۱۔ قسم انجیر اور زیتون کی آیت ۲۔ اور طور اور سینین کی۔ آیت ۔۳۔ اور اِس شہر امن والے کی۔ آیت ۔۴۔ ہم نے بنایا آدمی خوب سے خوب اندازہ پر۔ یہاں خدای محمدیان آدمیکو عمدہ حالت میں بنانے اور پھر اُسکو نیچے گرانے کی صداقت کے ثبوت میں انجیر اور زیتون کی قسم کھارہا ہے۔ شاید ایسی قسمیں کسی عقلمند انسان نے نہ کھائی ہونگی ٭

قرآن سپارہ ۳۰۔ سورت العادیات آیت ۔۱۔ قسم ہے دوڑتی گھوڑونکی ہانپتے ۔ آیت ۔۲۔ پھر آگ سلگاتے جھاڑ کر۔ آیت ۳۔ پھر دہاڑ دیتے صبح کو۔ آیت ۔۴۔ پھر اُٹھاتے اسمیں گرد۔ آیت ۵ ۔ پھر داخل ہوجاتے اُسیوقت فوج میں۔ آیت ۔۶۔ بیشک آدمی اپنے رب کا ناشکرہ ہے٭

یہاں پر خداے محمدیان آدمی کے ناشکرہ ہونے کی ثبوت میں قسمیں کھارہا ہے لیکن افسوس ہے کہ خدا اپنے بنانے کی غلطی پر کیوں نہیں پچھتاتا کہ اُس نے آدمی کو ناشکرہ کیوں بنایا۔ جبکہ مسلمانونکے عقیدہ میں سوای خداکی حکم کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا اور خدا جسکو چاہتا ہے راہ دکھلاتا ہے اور جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے تو اِس حالت میں آدمی کی ناشکرہ پن کی شکایت اپنی کم لیاقتی کی شکایت ہے۔ بھلا اِس قسم کے الزام خدا پر سوای محمدیوں کے دوسرا کون لگا سکتا ہے٭

قرآن سپارہ ۳۰ سورت الفجر آیت ۱۔ قسم اُترتے دن کی ۞

پیارے ناظرین آپ نے خدائے مہربان کی تعلیم کو دیکھ لیا کہ اُسکے
پاس اپنے دعووں کے ثبوت کے واسطے سوائے قسم خوری کے کوئی عقلی
دلیل ہی نہیں لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اس مثال کے موافق کہ دروغگورا
حافظہ نباشد قرآنی خدا کو یہ یاد نہیں رہا کہ اُس نے خود لکھا ہے کہ قسم کھانیوالے
کی بات کا اعتبار مت کرو اور اُسکا کہا نہ مان پس مسلمانوں کو چاہئیے کہ سکھر نعنت
قرآن کا کہنا بالکل نہ مانیں کیونکہ وہ قسمیں کھانیوالا ہے اور اگر سوچا جاوے تو
صاف یہ مثل صادق آتی ہے کہ خود را فضیحت دیگراں را نصیحت یعنی دوسروں کو
تو قسم خوری کیوجہ سے بے اعتبار بتلائے اور خود قسموں پر قسمیں کھاتا چلا جاوے
بھلا جس کے خدا کی یہ علمیت ہو کہ اُسکو اپنے قول کا پاس نہ ہو اور خود کہہ کر اُسکی
خلاف عمل کرے تو اگر انکی اُمت شکیہ حالت میں انسانی زندگی کو ضایع کرے
تو کیا تعجب ہو سکتا ہے اور قسمیں بھی خدا ایسی چیزوں کی کھاتا ہے کہ جس سے حیرت
ہوتی ہے کہ یہ کیا تعلیم ہے کیونکہ قسم کھانیکے واسطے یا تو پیاری چیز لیجاتی ہے یا معزز
چیز لیکن اسلامی خدا زیتون اور انجیر کی قسمیں کھاتا ہے شاید اسلامی خدا کی نظر میں
انکی عزت بہت زیادہ ہے اور وہ اُنکے کھانے کا مشتاق ہو ۞

پیارے ناظرین ایک اور بھاری غلطی یہ ہے کہ ایک قسم کو کئی دفعہ کھایا ہے

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کی کھائی ہوئی قسم یاد نہیں رہی۔ کیسے افسوس
کی بات ہے کہ اس قسم کی کتاب کے بھروسے پر ہماری مسلمان بھائی خونریزی
کا ڈنکہ بجا رہے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ کریں کیا اوّل تو عام
مسلمانوں کو قرآن کے معنی ہی معلوم نہیں جس سے وہ اُس کے مضامین سے
واقف ہو جاویں دوسرے جو مُلّا لوگ کچھ پڑھے لکھے ہیں اُنکا روزگار ہی قرآن کی
سُنانے پر ہے وہ جاہل لوگوں کو لڑا کر خود تو مزے اُڑاتے ہیں اور دوسرے کے
دین و دُنیا کی خرابی کراتے ہیں۔ تیسری بھاری غلطی یہ ہے کہ مسلمان لوگ
علمی تعلیم سے بے بہرہ رہتے ہیں کیونکہ منطق وغیرہ کو مذہبی معاملات میں
دخل دینا انکے مذہب میں کافر ہو جانا ہے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کی مذہبی
عقاید ایک ایسے اندھیری غار میں پڑی ہوئی ہیں کہ جس سے لاکھوں بندگان
خدا اپنی زندگی کو خدا کے احکام کے خلاف گذر انکر خدا کی خوشی کی موہومی
خیال میں مست ہیں وہ نہیں دیکھتے کہ عالم کُل خدا کسطرح اس قسم کی
غلط تعلیم دیکتا ہے جس سے اُسکی علمیت پر دھبہ آجاوے۔ لیکن بیچارے
کریں کیا دوسرے مذہبوں کی تعلیم سے ناواقف اپنے مذہب کی تعلیم سے
ناواقف مذہب میں عقل کو دخل دے نہیں سکتے اب مقابلہ کریں تو کسطرح لاچار
بیچارے اسی جہالت کے دریا میں اپنی بیش بہا زندگی کو تباہ کرکے ردتے

چلاتے دُنیا سے کوچ کرتے ہیں اگر نمونہ دیکھنا ہو تو محمود غزنوی کا حال تواریخ
میں پڑھو کہ جنے تمام عمر انہیں توہمات اور غلط تعلیم کے بھروسہ پر تمام دُنیا
میں خون کی ندیاں بہاکر جس دولت دُنیا کو حاصل کیا اُسکو اُسے کس رنج سے
چھوڑنا پڑا اگر وہ بندہ پرست نہ ہوتا اور سچے دھرم کی تعلیم سے واقف ہوتا تو
بھرتری کیطرح ایک لمحہ میں دُنیا کی بادشاہت کو لات مارتا۔ مہاراجہ رامچندر
کیطرح ایکدم راج کو والد کے حکم سے حقیر سمجھتا یا ہرشچندر کی طرح سچائی کے
سامنے دُنیا کو ہیچ سمجھتا۔ یہ راستی کی خبر ایشوری دھرم سے ملسکتی ہیں اسلام
جیسے مُشرک دھرم سے سمجھدار انسان کے دلکو کسطرح شانتی ہو سکتی ہے یہی وجہ
ہے کہ اسلام میں ۷۳ فرقہ ہو گئے لیکن یقین کسی کو بھی نہیں۔ عام مسلمانوں کی
یقین کو جانے دیجئے اگر آپ مسلمانوں کے پیغمبروں ولیوں اور خلفا کے حالات
کو پڑھیں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ ان حضرات کو کسطرح بے شانتی ہو سکتی
تھی۔ سب سے زیادہ معزز پیغمبر اہل اسلام کے حضرت محمد صاحب ہیں
جن کو خاتم المرسلین اور اشرف الانبیا کا خطاب دیا گیا ہے جن کی تعریف
جسقدر ہماری مسلمان بھائی کرتے ہیں وہ بیان سے باہر ہے لیکن آنحضرت
کو اپنی بیویوں کے جھگڑوں سے تمام عمر فراغت نہیں ملی۔ قرآن میں بہت
سی آئتیں صرف محمد صاحب کی بیویوں کے جھگڑے نکے واسطے موجود ہیں۔

جبکہ حضرت کی بیویاں جو کہ بہت قریبی تعلق رکھتی ہیں حضرت کی تعلیم سے شانت
نہ ہوئیں تو عوام کا اُنسے شانت ہو جانا ایک امر محال ہے۔ مسلمانوں کے خلفاء
کی خودغرضی کا ثبوت اس سے بڑھکر کیا ہو سکتا ہے کہ معاویہ کے لڑکے یزید
نے محمد صاحب کے نواسونکو معہ اُنکے خاندان کے مار ڈالا اور جسقدر اُنکی بیعزتی
کی اُسکی حد نہیں اور یہ تعزیہ یعنی تابوت اُنہیں امام حسین اور اُنکی اولاد کی یادگار
میں نکالے جاتے ہیں ؞

جس مذہب والوں میں اپنے پیارے نبی کے نواسوں پر
اسطرح کے ظلم جائز ہوں کہ بے آب و دانہ قتل کئے جاویں اگر اُس
مذہب کے لوگ دوسرے مذہب کے لوگوں کو قتل کریں اور
نقصان پہونچائیں تو تعجب ہی کیا ہے۔ آجکل اکثر موقعوں پر شیعہ اور سنیوں
میں جھگڑے ہوتے ہیں اور اُنکے گھوڑے وغیرہ کے نکالنے
میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ غرضکہ جسقدر سُنیوں سے بنتا ہے شیعوں کو
تکلیف دیتے ہیں اسیطرح جہاں شیعوں کا زور پڑتا ہے وہاں سنیونکو
تکلیف دی جاتی ہے ؞

پیارے ناظرین ہمنے جہاں تک سوچا ہمیں اسلام میں کوئی

بات خدا پرستی کی معلوم ہی نہیں ہوئی مصلحت وقت کے جسقدر ضروری
باتیں ہوئیں وہی محمد صاحب نے قرآن میں لکھدیں اور اُس پر بہت
سی قسمیں کھاکر اپنے مُریدوں کو یقین دلانے کی کوشش کی جسپر بہت
سے لوگ تو اُنکے پیرو ہو گئے۔ بہت سے انکاری رہے۔
اب بھی ہندوستان میں بہت سے ایسے مسلمان ہیں کہ جو صلعم رسول
ہنود کے قایل ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جنہیں مسلمانوں کے
نام سے چڑھ ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مذہب اسلام صرف تلوار
کے زور سے چلا ہے۔ اس کی بڑی دلیل قسم خوری کے ذریعہ
سے یقین دلانے والا قرآن ہے۔ اگر کوئی صاحب عقل اس بیدلیل
کتاب کو تسلیم نہیں کرتا تو جھٹ عقاید محمدیہ میں وہ واجب القتل ٹھہرجاتا
ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی یہ نہیں سوچتے کہ
جب قرآن میں لکھا ہے کہ کسی قسمیں کھانیوالے کا کہنا مان اور قرآن ایک
بڑے قسم خور کا کہا ہوا ہے پھر اگر کوئی قرآن کو نہ مانیں تو موجب قرآن
کے بھی تو اُس نے بُرا نہیں کیا کیونکہ قسم خور کی بات کو نہ ماننا بذریعہ قرآن
جایز ہو چکا ہے ایسی حالت میں قرآن کے نہ ماننے والیکو واجب القتل ٹھہ

نہیں مولوی لوگوں کی زبردستی ہے دوسرے موحد لوگ کس طرح اِس

شرک بڑھانیوالی کتاب کہ جس میں خدا کا نائب بنایا گیا ہے اور

اُسکے کارندے وغیرہ جمع کیئے گئے ہیں اور ساتھ ہی آدم کو سجدہ نہ

کرنے سے یعنی شرک نکرنے سے فرشتوں کو شیطان بتلانا

صاف ثابت کرتا ہے کہ اسلامی عقاید میں شرک کا

پھیلانے والا یا آدم کو سجدہ کا اُپدیش

کرنیوالا خدائے اسلام ہے

دوسرا کوئی نہیں۔ باقی

نمبر ۶ دیکھو

ش

اوم شم

آریہ سماج کے اصول

(۱) ست ودیا اور ودیا سے جو پدارتھ جانی جاتی ہیں اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے ؛

(۲) ایشور سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سرو شکتیمان نیائے کاری۔ دیالو۔ اجنما۔ اننت۔ نروکار

انادی۔ انوپم۔ سرو آدھار۔ سرویشور۔ سرو ویاپک۔ سرو انترجامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے۔ نت

پوتر اور سرشٹی کرتا ہے اُسی کی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہے ؛

(۳) وید ست ودیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے ؛

(۴) ست کے گرہن کرنے اور است کے تیاگ میں سروا اُدیت رہنا چاہئے ؛

(۵) سب کام دھرمانوسار ارتھات ست اور است کو وچار کر کرنے چاہئیں ؛

(۶) سنسار کا اپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ اُدیش ہے ارتھات شاریرک آتمک اور سماجک اُنتی کرنا۔

(۷) سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھا یوگیہ برتنا چاہئے۔

(۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی وردھی کرنی چاہئے۔

(۹) پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہئے کنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہئے۔

(۱۰) سب منشیوں کو سماجک سرو ہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر ہیں۔

آریہ سماج کی کُل تُسکیں ویدک دھرم پریس مراداباد سے ملیں گی

اوم

ٹریکٹ نمبر ۳۱

کھٹ شاستروں کا سلسلہ

جسمیں بتلایا گیا ہے کہ چھ شاستر کسطرح سے بنے اور اُنمیں کیا مضمون ہے

مصنفہ

لُرپا رام شرما جگرانوی آنریری اُپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا ممالک مغربی و شمالی
اڈیٹر ویدک دھرم

جسکو بابو کمت بہاری لال منیجر آریہ پستکالہ مراداباد نے چھپوا کر شایع کیا

ویدک دھرم پریس مراداباد میں چھپا

{بار اوّل ۱۰۰۰} {قیمت ۳ پائی}

اوم

کھٹ شاستروں کا سلسلہ

پیارے ناظرین آجکل بھارت ورش کیا بلکہ تمام دنیا میں شاستروں کا کم پرچار ہے ہمارے شاستروں کے خلاف بہت سے مضمون نکل رہے ہیں۔ بعض لوگ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ شاستروں کے مضمون ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ سانکھیہ سوتر نہیں بلکہ یہ تو وگیان بھکشو کا بنایا ہوا ہے۔ بعض گوتم اور کناد کو ناستک اور وید ورودھی بتلاتے ہیں بعض کپل کو انیشر وادی یعنی ناستک کہتے ہیں۔ بعض کو ان درشنوں کے مضمون اور سلسلہ میں بھرم ہے غرضیکہ شاستروں کے متعلق بہت سے خیالات اُن لوگوں نے پھیلائے ہیں جن کو شاستروں کے اصلی مضمون کا بالکل گیان نہیں اور انھوں نے مضمون کے سلسلہ کو نہ سمجھکر صرف لفظوں سے اپنے من مانے خیال کو تقویت دی ہے۔ بعض لوگوں نے شاستروں کے

متعلق نوین گرنتھوں کو جو شاستروں کے اصلی سدھانتوں سے اکثر
موقع پر دور نکل گئے شاستر مانکر اُن کے اختلاف سے شاستروں میں
اختلاف تسلیم کر لیا ہے اسواسطے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ شاستروں کے متعلق
بحث شروع کر کے لوگوں کے دلوں سے غلط خیالات کو دور کرنے کی
کوشش کریں تاکہ شاستروں کے اصل مضامین سنسار میں پھیل جاویں جس سے
منشیوں کو اِن امولک رتنوں سے جو منشیہ جیون کی منزل مقصود کے
پورے رہبر ہیں محبت ہو جاوے اور وہ اس سے فایدہ اٹھاویں۔ اگرچہ
ہم اپنے آپکو اس لایق نہیں سمجھتے کہ اِس بھاری مضمون کو ہاتھ لگائیں اور
نہ ہی سماجک کاموں سے اسقدر فرصت ہے کہ جسکی اِس وسیع مضمون پر پوری بحث
کرسکیں لیکن توبھی پرماتما کا بھروسہ رکھکر جہانتک ہو سکے گا ہم اپنے ٹریکٹوں کے
سلسلہ میں اِس فرض کو ادا کرنے کی کوشش کرینگے

پیارے ناظرین سب سے پہلے کہ انسان کسی چیز کو خریدے یا اسکو
بُرا سمجھکر تیاگنے کی کوشش کرے اسبات کی ضرورت ہے کہ وہ اُن چیزوں سے
واقف ہو جاوے کہ جن سے ستیہ اور جھوٹ یا اچھے اور بُرے کی اصل تمیز
ہو جاوے۔ جب تک انسان کو اس کسوٹی کا گیان نہیں ہوتا تب تک

انسان کا سب کام ادھورا رہتا ہے اور جسوقت انسان اپنا کسوٹی کو حاصل
کر لیتا ہے اُسوقت وہ اُن چیزوں کو پرکھنا شروع کرتا ہے جو کہ اُسکے سامنے آتی
ہیں اور وہ اُنکو ہر ایک حالت کاریہ اور کارن سے انوبھو کرتا ہے اور جسوقت
انسان چیزوں کی ماہیت سے واقف ہوجاتا ہے تو وہ اُنکو دُکھ اور سُکھ
کے لحاظ سے آتما کے موافق اور مخالف سمجھکر دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔
جب تقسیم ہوگئی تب وہ موافق حصّہ سے میل شروع کرتا ہے اور مخالف حصّہ
سے بچتا ہے۔ جب وہ موافق حصّہ سے ملنا چاہتا ہے اُسی وقت اُس کی وہ
عادتیں جو اُسکی مخالف طاقتوں کے میل سے پیدا ہوگئی تھیں اُسے موافق
طاقتوں سے ملنے نہیں دیتیں اسواسطے اُسے مخالف عادت کے دبانے کے لئے
موافق عادت کو پیدا کرنا پڑتا ہے جب موافق عادت سے مخالف عادت کو
دبا لیتا ہے تب وہ موافق طاقت کی کھوج شروع کرتا ہے جہاں جہاں سے
وہ ملتی ہے حاصل کرتا چلا جاتا ہے اور اُس سے پورا اُسکو حاصل کرتا ہے۔

پیارے ناظرین اسی قانون قدرت کے موافق سلسلہ پر ہمارے رشی
چلے ہیں اور اُنھوں نے چھہ درشنوں میں انہیں چھہ منزلوں کو جو انسان کے
منزل مقصود کیواسطے لازمی ہیں طے کیا ہے۔ پہلا درشن نیا درشن ہے

جسکو مہاتما گوتم رشی نے بنایا اس میں پرمان یا دھی یعنی برہان کے متعلق
بحث کی گئی ہے اور پرمیہ یعنی (مثبت) کے ثابت کرنیکے واسطے
جو جو ثبوت درکار ہیں اور جن اسباب سے تحقیقات کی ضرورت ہوتی
ہے اور جن اسباب سے تحقیقات غلط ہو جاتی ہے اور جن اسباب سے
معلوم ہو جاتا ہے کہ اب تحقیقات ختم ہو گئی اُنکا بیان کیا گیا ہے اور یہ
بھی بتلا دیا گیا ہے کہ نشیدہ جیون کا منزل مقصود پر پہنچنا بغیر ان چیزوں کے
گیان کے بالکل ناممکن ہے اور اسکے واسطے مہاتما گوتم جی نے سولہ پدارتھوں کا
گیان لازمی سمجھا ہے۔ پہلا پرمان یعنی ثبوت دوسرا پرمیہ یعنی مثبت تیسرا سنشے
یعنی شک چوتھا پرویجن یعنی غرض۔ پانچواں درشٹانت یعنی مثال چھٹا
سدھانت یعنی مسلم الثبوت ساتواں ادیب تحقیقات کے اجزا آٹھواں
ترک یعنی دلیل نواں نرنے یعنی تحقیقات اور دسواں باد یعنی مباحثہ یا دلیل
گیارہواں جلپ یعنی ایسا مباحثہ جسکی غرض تحقیقات نہ ہو بارہواں تنڈا
یعنی ایسا مباحثہ جس میں ایک فریق اپنا اصول نہ رکھتا ہو صرف دوسرے کا
کھنڈن کرے تیرہواں ہیتوابھاس یعنی وہ سبب جو درحقیقت سبب نہ ہو
چودھواں چھل یعنی دھوکھا پندرہواں جاتی یعنی ذات و جنس سولھواں

نگرہ ستھان۔ وہ حالتیں جن سے ایک فریق کے ہارنے کا علم ہوتا ہے۔

پیارے ناظرین جب اس طرح مہاتما گوتم جی نے پرمان کو صاف کر دیا
تب مہاتما کناد جی نے پرمیہ باد یعنی ثبوت چیزوں کی موافقت اور مخالفت
جتلانے کے واسطے ویشیشک درشن بنایا اس درشن میں مہاتما کناد جی
نے پرمیہ کو چھ حصّوں پر تقسیم کیا۔ ایک دربیہ یعنی جوہر۔ دوسرے گن یعنی
عرض۔ تیسرے کرم یعنی فعل۔ چوتھے سامانیہ یعنی عام۔ پانچویں وشیش
یعنی خاص۔ چھٹے سمبای یعنی علت مادی۔ اب انھوں نے دربیہ میں نو لئے
اوّل پرتھوی یعنی زمین۔ دوسری جل یعنی پانی۔ تیسری تیج یعنی اگنی یا روشنی
چوتھی ہوا۔ پانچویں آکاش یعنی خلا۔ چھٹا کال یعنی زمانہ ساتویں دشا یعنی
اطراف۔ آٹھویں من یعنی دل۔ نواں آتما یعنی جیو آتما و پرماتما ایسے چوبیس
گن بتلائے پہلا روپ دوسرا رس۔ تیسری بو۔ چوتھے مس۔ پانچویں گنتی۔
چھٹے پریمان یعنی اندازہ۔ ساتویں پرتھکتو یعنی علیحدگی۔ آٹھویں سنیوگ
یعنی ملاپ۔ نویں وبھاگ یعنی تقسیم۔ دسویں پرتو یعنی پری گیارہویں اپرتو
دوری۔ بارہویں بدھی یعنی گیان۔ تیرہویں سکھ چودھویں دکھ پندرہویں
اچھا یعنی خواہش۔ سولھویں دوئش یعنی نفرت۔ سترہویں پریتن یعنی حرکت

اٹھارویں گورتو یعنی بھاری پن اُنیسویں درو تو یعنی بہنا بیسویں سنیہ
یعنی چکنا پن، اکیسویں سنسکار یعنی عادت بائیسویں دھرم تئیسویں
ادھرم اور چوبیسویں شبد یہ چوبیس گُن ہیں ۔ اسکے پیچھے پانچ قسم
کے کرم ہیں اول (اُوتکشیپن) یعنی اوپر اٹھنا دوسرا (اوکشیپن)
یعنی نیچے گرنا تیسرے (آکنچن) یعنی سکڑنا۔ چوتھے (پرسارن) یعنی پھیلنا
پانچویں گون یعنی جانا اور سامانیہ وشیشش وغیرہ بتلاتے ہوئے اُنھوں نے
بہت خوبی سے پرمیہ باد کو صاف کر دیا ۔

پیارے ناظرین جب اسطرح مہاتما گوتم اور کناد اپنے بنائے اور
ویشیشک درشن کو لکھکر چلے گئے تب مہاتما کپل جی آئے اُنھوں نے
کہا کہ پرمان اور پرمیہ کا گیان تو ہو گیا لیکن ہماری تحقیقات میں ہر ایک
شخص کامیاب نہیں ہو سکتا اسی واسطے دُکھ اور سُکھ جو دو گُن ہیں اُن کے
آدھار کی تلاش کرنی چاہیئے جس سے تین قسم کے دُکھوں کی نورتی ہو جاوے
اب اُنھوں نے دیکھا کہ سنسار میں دو قسم کے پدارتھ ہیں ایک جڑ دوسرے
چیتن اسواسطے اُنھوں نے پرکرتی پرش کا الگ الگ جاننا مکتی کا سبب
بتلایا کیونکہ پہلے ویشیشک بتلا چکی تھی کہ سادھرم سے شکھا اور مخالف دھرم سے

دُکھ کی پراپتی ہوتی ہے اسیواسطے جیتین جیو آتما کو جیتین اور اجیتین کا گیان ضروری
ہے کیونکہ جیتین سادھرم والا ہے اُس ہی سُکھ پراپت ہوتا ہے اور اجیتین مخالف
دھرم والا ہے اُس ہی دُکھ پراپت ہوتا ہے ۔ اُنھوں نے ثابت کیا کہ جسقدر
جگت ہے اسکا اُپادان کارن یعنی علت مادی پرکرتی ہے چونکہ پرکرتی جڑ اور تکلیف
دینے والی ہے اسواسطے اسکے کاریہ جگت سے جسقدر پدارتھوں کو دیکھکر اُنکا اپنا
کیجاویگی کچھ بھی سُکھ کی پراپتی نہیں ہو سکتی اسلئے پرکرتی پُرش کا ببیک کرنیوالا
سانکھیہ شاستر بتایا اور اچھی طرح سے اپنے مضمونکو ثابت کیا ۔

پیاری ناظرین جب مہاتما کپل اسطرح جڑ اور جیتین کو الگ الگ بتاکر چلے
گئے تب مہاتما پتنجلی رشی آئے اور اُنھوں نے کہا سنسار میں جسقدر دُکھ ہے
سب چت کی برتیوں کے وکشیپ سے یعنی من کے خیالات کے منتشر
ہونے سے پیدا ہوتے ہیں اور پرکرتی کے پدارتھونکو من معلوم کرکے
آگے چل دیتا ہے جس سے چت برتی ایکاگر نہیں ہوتی اور چت کے
ایکاگر نہ ہونے سے سُکھ کی پراپتی نہیں ہوتی اسواسطے اُنھوں نے کہا
کہ یوگ کرکے چت برتیوں کو روکنا چاہیئے ۔ چونکہ سنسار کے محدود پدارتھوں
میں چت کی برتی کا قیام نہیں ہو سکتا اسواسطے لا محدود پرمیشور کے ساتھ

جتین جیو آتما کا پرماتما کے ساتھ یوگ ہونا چاہیئے اسکے واسطے انھوں نے آٹھ انگ مقرر کئے ہیں پہلا یم دوسرا نیم تیسرا آسن چوتھا پرانایام پانچواں پرتیاہار چھٹا دھارنا ساتواں دھیان آٹھویں سمادھی۔ اسطرح مہاتما پتنجلی نے اودیا کو دکھوں کا مول سمجھکر جیسے اودیا کو دور کرکے جڑ سے پرتی ہٹاکر جتین پرماتما سے یوگ کرکے مکھہ کی پراپتی کا نشچے کرادیا۔

پیارے ناظرین جب سطرح مہاتما پتنجلی یوگ سے چت کی برتیونکو روکنے کا حکم دیکر چلے گئے تو مہاتما جیمنی جی مہاراج آئے انھوں نے کہا کہ یوگ سے چت کے روکنے میں جو برے کرمونکے سنسکار سے پیدا شدہ اودیا کے سنسکار بگھن کارک ہونگے اُس سے کبھی بھی من کی برتیاں رک سکینگی اسواسطے پہلے من کے مل روپی دوش کے دور کرنے کیلئے سبھہ نشکام کرمونکو کرنا چاہیئے جس سے چت میں دوش کا لیش نرہے اور من کا پرواہ جو برے کرمونکی طرف لگ رہا ہے ہٹکر اچھے کرمونکی طرف لگجاوے پھر اُس مل دوش کے دور ہونیکے بعد بکشیپ کے دور کرنے کو سادھن اُپاسنا یوگ سے کام چلجائیگا۔ انھوں نے

یگیہ ـ برت ـ دان وغیرہ بہت سے کرم مل دوش کو دور کرنیکیواسطے بتلائی اور اُنکی

بدھی اپنی میمان شاستر میں اچھی طرحسے ظاہر کردی ۔

پیارے ناظرین جب مہاتما جیمنی جی مہاراج نے اپنے شاستر کو اسطرح پرپایان

کردیا تب مہاتما بیاس جی نے کہا کہ بھائی پرمان کا گیان بھی ہوچکا اور پرمیہہ

بھی جان لیا اور دھرمہ جیتن یعنی پرکرتی پُرش کو بھی علیحدہ علیحدہ سمجھ لیا اور یوگ

کرنیکا خیال بھی ٹھیک ہے اور یوگ میں جو کٹھن ٹھنگی آئیگی انکو روکنے کیواسطے میمانسا

شاستر کے کرم بھی معلوم ہوگئے لیکن جس جیتن کے ساتھ یوگ کرنا ہے ابھی

تک اُسکو تو بالکل جانا ہی نہیں اسواسطے برہم کے جاننے کی اچھا کرنی چاہیئے۔

تب اُنھوں نے ویدانت شاستر بنایا جسمیں صرف برہم کے ٹھیک سروپ کا گیان

ہو جاوے اُنھوں نے بیان کرنا شروع کیا

अथातो ब्रह्म जिज्ञासा

(ارتھ) پرمان ـ پرمیہہ ـ پرکرتی پورکھ اور دھرمادی کے گیان کے

بعد برہم کے گیان کی اچھا کرتے ہیں جب اُنسے پوچھا برہم کیا ہے تب

اُنھوں نے جواب دیا ۔

जन्माद्यस्य यतः

جس سے اِس سرشٹی کی ستھتی ۔ اُتپتی اور ناش ہوتا ہے اسطرح پر تمام شاستروں میں برھم گیان بتلایا =

پیارے ناظرین آپ کہیں گے کہ اِن شاستروں کے یہ نام کیوں ہوئے اور تم جب کہتے ہو کہ شاستروں کا یہ مطلب ہے اسمیں کیا پرمان ہے اسکا جواب یہ ہے کہ شاستروں کے نام یوگک ہیں اور وہ اپنے اپنے مضمون کو بتلا رہے ہیں پہلے نیائے کا لکشن یہ ہے

प्रमाणैरर्थपरीक्षणंन्यायः

جسنے پرمانوں کے ذریعہ سے ارتھ یعنی سُکھ دُکھ کے اسباب کا امتحان کرنا بتلایا ہو اُسے نیائے کہتے ہیں ۔ ویشیشک جسمیں وشیش طور پر سادھرم اور ویدھرم کو بتلا کر پدارتھوں کے یتھارتھ گیان کو مُکتی کا سچا سادھن بتلایا ہو جسمیں سنکھیا کی گئی ہو اُسے سانکھیہ کہتے ہیں اور یوگ کے تو معنی ہی چت برتی کو روکنے اور ملنے کے ہیں اور میانسا میں صاف طور پر ویوستھا اور وچار کرنا بتلایا گیا ہے رہا ویدانت اسکا نام اسواسطے رکھا کہ وید نام ہے گیان کا اور انت نام ہے حد کا یعنی گیان کی حد کیونکہ برہم گیان سے بڑھکر اور کوئی گیان نہیں اِسلئے اس برہم گیان بتلانیوالے شاستر کو ویدانت کہا دوسرے یجروید کے اشت کے ادھیائے میں ویدانت کا

مول ہی جیسے الیش اپنشد کہتے ہیں بانی اُسکا دیا کھیان ہی وہ الیترا پنشد وید کے

انت میں ہی اسواسطے ہی ویدانت کہا =

پیاری ناظرین ہماری بہت سے دوست یہ سمجھ رہی ہیں کہ سب سے پہلا سانکھیہ

شاستر ہی لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہی کیونکہ سانکھیہ درشن میں نیای اور ویشیشک کا

ذکر ہی جیسا کہ لکھا ہی

नवयंषरपदार्थवादिनोवैशेषिकादिवत्

(ارتھ) اودیاوادی جو سانکھیہ شاستر میں پوربپکش کرتا ہی وہ کہتا ہی کہ ویشیشک کی

طرح چھہ پدارتھوں کا ماننے والا نہیں اور یہ بھی کہا ہی کہ سولہ اور چھہ پدارتھوں کی گیان سے مکتی

نہیں ہوتی اسیطرح سانکھیہ درشن کی پڑھنی میں بہت سے ایسے ثبوت ملتے ہیں کہ جن سے

صاف طور پر پایا جاتا ہی کہ سانکھیہ شاستر نیای اور ویشیشک کی بعد بنا۔ سانکھیہ درشن کی

شروع میں گھنی سی سلسلہ بالکل خبط ہو جاتا ہی۔ بہت سے لوگ انکو مختلف شاستر

سمجھتی ہیں لیکن ٹھیک نہیں وید جو تو گیان کا منزل مقصود ہی ہر ایک شاستر اُسکا

ایک زینہ ہی جسطرح پہلی سیڑھی کی بعد دوسری سیڑھی تو ٹھیک معلوم ہوتی ہی لیکن

تیسری کے بعد پہلی اور دوسری بالکل بڈھنگ کہلاتی ہی۔ اُن یورپین مضمون

نے جن کو اصلیت فن درشنوں کی فلاسفی کا ٹھیک گیان نہیں اُنھوں نے

سانکھیہ درشن کو پہلا اور کپل کو ناستک مانا ہے لیکن کپل ناستک ہی نہیں اسکا جواب تو
ہم دوسری موقع پر دینگے مگر سانکھیہ شاستر اتنا ہی اسکے واسطے ہم وگیان بھکشو
کا بھاشیہ جو سانکھیہ درشن پر ہے ثبوت میں پیش کرتے ہیں دیکھو دیباچہ سانکھیہ

بھاشیہ صفحہ (۲)

तत्र श्रुतिभ्यः श्रुतेषु पुरुषार्थ लब्धे तज्ज्ञान तद्विषया-
त्मस्वरूपादिषु श्रुत्य विरोधिनीरुपपत्तीः षडध्या-
यीरूपेण विवेकशास्त्रेण कपिलमूर्त्तिर्भगवानुपदि-
देश। ननु न्यायवैशेषिकाभ्यामप्येतेष्वर्थेषु न्यायः
प्रदर्शित इति ताभ्यामस्य गतार्थत्वं सगुणनिर्गुण-
त्वादिविरुद्धरूपैरात्मसाधकतया तद्युक्तिमिर-
त्ययुक्तिनां विरोधेनोभयोरपि दुर्घटं प्रामाण्य
मिति। मैवम्। व्यावहारिकपारमार्थिकरूपविष-
यभेदेन गतार्थत्वविरोधयोरभावात्।

(ارتھ) شرتی میں جو منشیہ جیون کا ادیش تین قسم کی دکھونکی نورتی تبلائی
ہی اور اسکا سبب آتما کا یتھارتھ گیان تبلایا اسکی یتھارتھ جاننے کے واسطے
مہاتما کپل نے چھہ ادھیاۓ روپ انوکول یکتیونکا مجمع اپنی شاستر میں لکھا ہے
معترض شنکا کرتا ہے کہ یہ یکتی سے تو گیان نیاۓ اور ویشیشک میں کہا گیا ہے
اسواسطے یہ اسمیں آچکا ہے اگر کسی حصہ میں یہ انسے خلاف ہے تو یکتیونکی اسمیں

مخالفت نہیں ہے دونوں کا ہی پرمان مشکل ہوگا۔ وگیان بھکشو جواب دیتا ہے کہ ایسا مت کہو کیونکہ
بیوہار اور پارمارتھک رو سے مضمون کا فرق ہے اسواسطے نہ تو سانکھیہ کا مضمون نیائے
ویشیشک میں آچکا ہے اور نہ انکی مخالفت ہی ہے۔ پیاری ناظرین آپنے سمجھ لیا ہوگا کہ وگیان
بھکشو جس نے کئی درشنوں کا ٹیکہ کیا ہے اور موجودہ زمانہ کے پنڈت اُسکو مستند مانتے
ہیں وہ بھی اس بات کی تائید کرتا ہے کہ نیائے و ویشیشک پہلے بنے ہیں جیسا کہ سانکھیہ
درشن کے مول میں نیائے ویشیشک کا ذکر ہے بعد ٹیکا کار وگیان بھکشو بھی انکو سانکھیہ
سے پہلے مانتا ہے۔ ہر چند لوگوں کا کہنا جو درشنوں کے مت سے ناواقف ہیں کسطرح
ثبوت ہو سکتا ہے۔ پیاری ناظرین بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ سانکھیہ درشن کپل مُنی
کا بنایا ہوا نہیں بلکہ سب سماس سانکھیہ سانکھیہ سوتر جو کہ کپل جی نے صرف تتوں کے بیان کے
واسطے بنائے وہ سانکھیہ سوتر ہیں اور یہ سوتر وگیان بھکشو کے بنائے ہوئے ہیں
لیکن اُنکا کہنا کسیطرح پر ٹھیک نہیں ہو سکتا کیونکہ اسی سانکھیہ کے سوتروں کو
پیش کر کے بہت سے لوگوں نے سانکھیہ کو ناستک یا اتیشر وادی ثابت کرنے کی کوشش کی
ہے اگر یہ سوتر نہ ہوں تو کپل کو کوئی ناستک کہہ ہی نہیں سکتا تھا صرف ان سوتروں
اِس سوتر کو دیکھ کر لوگوں کو بھرم ہو گیا۔

ईश्वरासिद्धेः

(ارتھ) ایشور کی سدھی نہیں ہوتی کیونکہ ایشور میں پرتیکش پرمان تو ہو ہی نہیں سکتا

کیونکہ وہ اندریوں کا وشی نہیں اور پرتیکش ندری جنیہ ہوتا ہے جسکا تین کال پرتیکش
نہ ہو اُسکا انومان بھی ہو نہیں سکتا کیونکہ انومان گیان بیاپتی یعنی تعلق سے ہوتا
ہے اور جسکا تین کال میں پرتیکش نہیں اُسکی بیاپتی ہو ہی نہیں سکتی۔ رہا شبد سو وہ
اپت کے ہونیسے پرمان ہوتا ہے اور اپت کہتے ہیں جو دھرم سے دھرمی کا
گیان حاصل کرکے اُپدیش کرے۔ ایشور کے پروکش ہونیسے اُسکے دھرم کا پرتیکش
گیان نہیں ہوتا اسلیئے ایشور میں کوئی پرمان نہیں اور پرمان کے نہ ہونیسے اُسکی
سِدھی سانکھیہ کے مانی ہوئے پرمانوں سے نہیں ہوسکتی۔

پیارے ناظرین اب آپ سمجھہ گئے ہونگے کہ درشن اس سلسلہ میں آئے
ہیں۔ پہلا گوتم کا نیائے درشن۔ دوسرا کناد کا ویشیشک درشن۔ تیسرا کپل کا
سانکھیہ درشن۔ چوتھا پتنجلی کا یوگ درشن پانچواں جیمنی کا میمانسا درشن۔
چھٹا بیاس کا ویدانت درشن۔ یہ سدھانت آج تک کے ودوانوں کا چلا آیا ہے۔

اُوم شانتی

شانتی

شانتی

آریہ سماج کے اصول

(۱) سچے علم اور علم سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سب کا اصل اصول پرمیشور ہے۔

(۲) ایشور ستچدانند سروپ۔ نراکار۔ سرو شکتیمان۔ نیائے کاری۔ دیالو۔ اجنما۔ [illegible]
نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ اننت۔ سرو آدھار۔ سرو ویاپک۔ سرویشور۔ اجر۔ امر۔ [illegible]
نت۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے اُسی کی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔

(۳) وید سچے علوم کی پستکیں ہیں وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے۔

(۴) سچ کو قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں مستعد رہنا چاہیے۔

(۵) سب کام دھرم کے مطابق یعنی سچ اور جھوٹ کو سوچ کر کرنے چاہئیں۔

(۶) سنسار کا اُپکار کرنا سماج کا خاص منشا ہے یعنی جسمانی روحانی اور رفاہ عامہ [illegible]
ترقی کرنا۔

(۷) سب سے باتحاد تمام دھرم کے مطابق جس سے جیسا مناسب ہے برتنا چاہیے۔

(۸) جہالت کا ناش اور علم کی ترقی کرنی چاہیے۔

(۹) ہر ایک کو اپنی ہی بہبودی میں خوشنود رہنا چاہیے بلکہ سب کی بہبودی میں اپنی بہبودی سمجھنی چاہیے۔

(۱۰) سب آدمیوں کو اُن اصولوں کی تعمیل میں کہ جو رفاہ عام سے متعلق ہیں مجبور اور جو اپنی ذات سے متعلق ہوں مختار [illegible]

آریہ سماج کی کُل پُستکیں ویدک دھرم پریس مرادآباد سے ملیں گی

اوُم

ٹریکٹ نمبر ۳۴

پرشنوتر

مابین نوین ویدانتی و آریہ

[illegible]

کرپارام شرما انریری اُپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا ممالک مغربی و شمالی =

جس کو

بالو مُکت بہاری لال منیجر آریہ پُستکالہ مرادآباد نے چھپواکر شائع کیا

ویدک دھرم پریس مرادآباد میں چھپے

بار اول ۱۰۰۰ | قیمت ۳ پائی
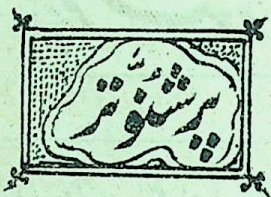
پرشنوتر

مہاشے گن ایکدن ایک نوین ویدانتی اور آریہ میں جیو برہم کی ایکتا پر مباحثہ ہوا جو عوام کے فایدہ کے لئے لکھا جاتا ہے جس سے ویدانت کی اصلیت سے لوگ واقف ہوجائیں ۔

(آریہ) کیوں مہاشے جیو برہم میں بھید ہے یا نہیں (ویدانتی) اگیانی لوگ تو بھید مانتے ہیں لیکن گیانی کی نظر میں بھید نہیں (آ) مہاشے گیانی کسے کہتے ہیں (و) جسے ستیہ استیہ کا ببیک ہو (آ) مہاشے جب برہم ایک ہی ہے دوسرا کوئی پدارتھ نہیں تو است کوئی پدارتھ نہیں پھر ست است کا ببیک کیسے ہوسکتا ہے (و) بھائی صاحب یہ جگت جو پرتیت ہوتا ہے یہ است ہے اور برہم ست ہے اسواسطے ست است کا ببیک گیانی کو

کا سروپ ہے (ا) مہاشے جو جگت پرتیت ہوتا ہے وہ است کیسے ہو سکتا ہے
(و) جو آدی میں نہ ہو اور انت میں نہ ہو وہ درمیان میں بھی نہیں ہوتا۔
جگت چونکہ اُتپتی سے پورب نہیں تھا اور ناش کے بعد نہیں رہیگا اسواسطے
ورتمان میں بھی اسّت ہے۔ (ا) کیا اِس جگت کی اُتپتی سے پہلے
کبھی جگت تھا یا نہیں (و) جگت نہ کبھی پہلے تھا نہ اب ہے نہ آگے ہوگا۔
صرف بھرم سے پرتیت ہوتا ہے جیسے رسّی میں سانپ یا سیپ میں چاندی
کا بھرم ہوتا ہے (ا) مہاشے جب سرپ ایک ستیہ پدارتھ ہے اور رسّی بھی ہے
تب رسّی میں سرپ کا لوبھاس یا بھرم ہوتا ہے۔ جب جگت کوئی پدارتھ ہی
نہیں تب اُسکا بھرم سے کیسے گیان ہو سکتا ہے (و) جیسے سُپن میں پدارتھ
نہیں ہوتے تب بھی گیان ہوتا ہے ایسے ہی پدارتھوں کے نہ ہونے پر بھی
گیان ہو سکتا ہے (ا) سُپن میں اُنھیں پدارتھوں کا گیان ہوتا ہے جو جاگنے
کی حالت میں دیکھے ہوں (و) سُپن میں اپنا سر کٹا ہوا دیکھتے ہیں جو جاگرت
اوستھا میں کبھی نہیں دیکھا (ا) جب کسی کا سر کٹا ہوا دیکھا ہے تب
سر کٹنے کا خیال پیدا ہوا ہے اور اُس خیال کو اپنے ساتھ مان لیا ہے۔
(و) تمام شاستروں کا سدھانت یعنی آخری فیصلہ اَبھید واد ہی ہے =

(۲) نیائے ۔ ویشیشک ۔ سانکھیہ ۔ یوگ ۔ میمانسا ۔ ویدانت یہ ساری
ہی بھید کو ظاہر کرتے ہیں (و) نیائے وغیرہ تو وید کے ورودھی ہیں ویدانتی
شاستر یعنی اپنشدوں اور شاریرک سوتر سے تو صاف ابھید سدھ ہوتا
ہے وید کا تو سدھانت ہی ابھید ہے (۲) کہاں وید میں لکھا ہے کہ جیو
برہم کا ابھید ہے (و) سام وید میں तत्त्वमसि مہاواکیہ موجود ہے
(۱) اسکو مہاواکیہ کس نے کہا ہے کسی آرش گرنتھ کا پرمان دیا ہے یہ سام وید کا وچن
تو نہیں اگر سام وید میں ہے تو دکھلا دو ہاں چھاندوگیہ اپنشد کا واکیہ ہے
بتاؤ اسکے ارتھ سے کسطرح ابھید ثابت ہوتا ہے (و) ویدانت کے گرنتھوں
میں پنچدشی وغیرہ نے اسے مہاواکیہ لکھا ہے اور چھاندوگیہ اپنشد بھی
سام وید ہی ہے اور اسکا ارتھ یہ ہے तत के ارتھ سو त्वम تو ۔
असि ہے یعنی سو برہم تو ہے (۱) واکیہ کے ارتھ تو یہ ہوتے ہیں
سو تو ہے آپ برہم کہاں سے لے آئے ہیں ہم کہتے ہیں سو جیو تو ہے ۔
(و) तत تت شبد پہلے کہے ہوئے مضمون کیواسطے استعمال ہوتا ہے
اس سے پہلے چھاندوگیہ اپنشد میں برہم کا ذکر ہے اسواسطے کہا کہ وہ برہم جسکا
ذکر ہو چکا ہے جیو تو ہی ہے (۲) چھاندوگیہ اپنشد میں نو جگہہ پر یہ لفظ

آیا ہی جسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ پہلی جیو کا ذکر ہی اور اُدیالک جی نے
اپنے بیٹے شویت کیتو کو جسکو دیہہ میں آتما کا بھرم تھا اُسکو دیہہ سے علیحدہ
آتما دکھلانے کے واسطے لکھے ہیں (و) اجی تم کچھ پڑھے لکھے تو ہو نہیں
خواہ مخواہ کیوں گپ مارتے ہو چھاندوگیہ میں اس واکیہ سے پہلے برہم ہی
کا ذکر ہی ورنہ نشچل داس پنڈت کیا جھوٹ لکھ سکتے ہیں (۲) مہاتے ہاتھ
کنگن کو آرسی کیا - آپ چھاندوگیہ نکالکر دیکھ لیں آپکو خود ہی معلوم ہو جائیگا
کہ نشچل داس وغیرہ نے ستیہ لکھا یا جھوٹ (و) دیکھو وچار ساگر وغیرہ میں
اسکو مہا واکیہ اور تت شبد سے برہم ہی کو لیا ہے - چھاندوگیہ ہمارے پاس
موجود نہیں ورنہ ہم ابھی دکھلا دیں کہ تمھاری سب کا پینا غلط ہی - (۲) تم
نے کبھی سام وید یا چھاندوگیہ کو دیکھا بھی ہی دھرم سے کہنا (و) دھرم
کرم تو بھرم جال ہی ہم نے چھاندوگیہ تو دیکھا ہے لیکن سام وید کو نہیں دیکھا
(۲) اگر تم نے چھاندوگیہ اُپنشد کو دیکھا ہے تو اُسکے پہلے کا پاٹھ معلوم
ہوگا بتاؤ اس سے پہلے کیا ذکر ہی (و) ہم نے چھاندوگیہ اُپنشد کو دیکھا
تو ہے لیکن اس موقع کو نہیں وچارا (۲) جب آپ نے یہ پرکرن وچارا
نہیں تو کسطرح کہا کہ اِس سے پہلے برہم کا ذکر ہے اگر چھاندوگیہ اُپنشد ہوتی

تو انکا لکڑ دکھلا دیتے (د) کیا تم نے چھاندوگیہ کا یہ موقع دیکھا ہے۔
(ا) ہاں دیکھا ہے (د) بتاؤ وہاں کیا پاٹھ ہے۔ (۲)

स्य यदेकाꣳ शाखां जीवो जहात्यथ
सा शुष्यति द्वितीयां जहात्यथ सा शु-
ष्यति तृतीयां जहात्यथ सा शुष्यति स-
र्वं जहाति सर्वः शुष्यत्येवमेव खलु सो-
म्य विद्धीति होवाच ॥ ॥ जीवापेतं वा-
व किलेदं म्रियते न जीवो म्रियत इति
स य एषोऽणिमैतदात्म्यमिदꣳ सर्वं -
तत्सत्यꣳ स आत्मा तत्त्वमसि श्वेतकेतो
इति ॥

(ارتھ) جب اِس شریر کے ایک ٹکڑے کو جیو چھوڑ دیتا ہے تب وہ
سوکھ جاتا ہے۔ جب دوسرے حصّہ کو جیو چھوڑ دیتا ہے تب وہ سوکھ
جاتا ہے جب تیسرے حصّہ کو چھوڑتا ہے تب وہ سوکھتا جاتا ہے۔ جب
کُل شریر کو چھوڑ جاتا ہے تب کُل شریر سوکھ جاتا ہے (ادّیالک جی نے کہا

اسطرح سمجھو (۲) جیو کے الگ ہو جانے سے یہ شریر مر جاتا ہے۔ جیو
یقینی طور پر نہیں مرتا۔ جب ستقدر اُدیالک منی کہہ چکے تب سوال پیدا ہوا کہ وہ
جیو کہ جسکے چھوڑ دینے سے یہ شریر سوکھ کر مر جاتا ہے اور وہ کبھی نہیں مرتا
وہ کیا ہے تب اُسکے جواب میں اُدیالک منی نے کہا وہ جو سوکشم روپ ہی
جسکا یہ شریر ग्राति स्य یعنی رہنے کا مکان ہے اور وہ اسمیں
رہنے والا آتما ہے وہ ستیہ ہی اور اس شریر میں بیاپک ہے اور ہی سویت
کیتو وہ آتما یعنی جیو تو ہے شریر نہیں ہی (و) تم آتما شبد سے جیو آتما کا
کیوں گرہن کرتے ہو (۲) شریر میں ویاپک ہونیسے وہ آتما جیو ہی اور جو
جگت میں بیاپک ہے اُسے پرماتما کہتے ہیں (و) یہاں جب کہ آتما کا
نیش ستیہ دیا گیا ہے تو جیو آتما کیسے ہو سکتا ہی کیونکہ جیو تو ستیہ نہیں اودیا
روپ اپادھی سے معلوم ہوتا ہی (۲) یہ اودیا کیا چیز ہی کون ہی یا درسیہ۔
ست ہے یا است۔ (و) اودیا ست است سے نرالی اور انردچنی یعنی
جسکی بابتہ کچھ نہیں کہہ سکتے ایسا پدارتھ ہی (۲) کیا تمہاری اس اودیا کے ہونے
میں کوئی پرمان ہی یا نہیں اگر کوئی پرمان ہی تو وہ پرمیہ ہی یعنی ایک پدارتھ
انردچنی کیسے ہو سکتی اگر کوئی پرمان نہیں تو اُسکے ہونیکا کیا ثبوت ہی۔

(ف) ہماری مت میں اودّیا ایک ایسی چیز ہے جو برہم کے ایک دیش میں رہتی
ہے اور اُسکو ست است کچھ بھی نہیں کہہ سکتے (۲) کیا برھم میں اودیا رہتی
ہے اور برھم سے علیحدہ ہے یا برہم ہی ہے (ف) ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ وہ
انروچنی ہے اسیواسطے برھم سے علیحدہ نہیں کہہ سکتی کیونکہ اس حالت میں دویت
سدّہ ہوتا ہے جیسے جل میں بلبلا یا لہر اُٹھتی ہے کیا وہ جل سے علیحدہ ہوتی
ہے ہم تو اُسے انروچنی ہی کہیں گے کیونکہ نہ وہ جل سے علیحدہ ہے نہ جل ہی
ہے (ا) ایسا کوئی پدارتھ ہی نہیں جو ست است سے علیحدہ ہو اسیواسطے
تمھاری اودّیا کا ہونا ہی سدّہ نہیں (ف) ہم نیٔیائک کیطرح نہ تو چند پدارتھ
ماننے والے ہیں اور نیایے کیطرح سولہ پدارتھ مانتے ہیں اسواسطے تم ہماری
اودّیا کا کھنڈن نہیں کرسکتے۔ (۲)

नियतत्वेपिनऽयौक्तिकस्य संग्रहोऽन्यथा वा-
लोन्मत्तादिसमत्वम्॥सां॥ सू

(ارتھ) خواہ تم مقررہ پدارتھ نہ بھی مانو تو بھی ایوکت پدارتھ کو نہیں لے سکتے
اگر ایوکت پدارتھوں کو گرہن کروگے تو تمھاری اودّیا کا بالک ور پاگل کے کہنے
میں کیا فرق ہوگا تب پاگل کی بیہودہ باتوں کو بھی ٹھیک ماننا پڑے گا۔

(د) اجی یہ سب باتیں تو بیوہار کی ہیں پرمارتھ میں سب متھیا ہے
کیونکہ ہم تو یہ جانتے ہیں

श्लोकार्द्धेन प्रवक्ष्यामि यदुक्तं ग्रंथकोटिभि:
ब्रह्म सत्यं जगत मिथ्या जीवो ब्रह्मैव केवल:

(ارتھ) ہم اس مضمون کو آدھے شلوک میں کہیں گے جسکو لاکھوں گرنتھوں میں کہا گیا ہے وہ مضمون یہ ہے کہ برہم ستیہ ہے اور جگت متھیا ہے اور جیو کیول برہم ہی اور کچھ نہیں (ا) کیوں جی یہ جگت بالکل متھیا ہے (و) ہاں سچ مچ متھیا ہے (ا) تو تمھارا یہ شلوک ستیہ ہے یا متھیا (و) یہ بھی متھیا ہے (ا) تمھاری زبان متھیا ہے یا ستیہ ہے (و) متھیا ہے (ا) تو جگت ستیہ سدھ ہو گیا کیونکہ جس بانی سے آپنے کہا جب وہ متھیا ہوئی اور جو شلوک ہے وہ متھیا ہے تو جسکو آپ نے متھیا بانی سے متھیا کہا وہ بالکل ستیہ سدھ ہو گیا اور جب جیو کو برہم کہنا متھیا ہوا تو جیو برہم کا بھید بھی ستیہ ہو گیا (و) جب تک اگیان ہے تب تک بھید ہے جب گیان ہو جاتا ہے تو بھید خود بخود دور ہو جاتا ہے (ا) گیان کسے کہتے ہیں

(د) بھرم سے جو بھید معلوم ہوتا ہے اور اپنے آپکو جیو سمجھتا ہے یہ اگیان
جب اپنے آپکی برہم سمجھنے لگ جائیگا تو گیان ہو جائیگا جیسے ایک شیر کا بچہ کسی
گڈریے کے ہاتھ آگیا اور اُس نے اُسے بکریوں کے ساتھ چرانا شروع کیا وہ شیر
اپنے آپکو بکری سمجھنے لگا۔ ایکدن دوسرا شیر آگیا اُسکو دیکھکر تمام بکری ماری
خوف کے دوڑنی لگیں وہ شیر بھی اُنکے ساتھ ہی دوڑنے لگا تب دوسرے
شیر نے دیکھا کہ یہ اگیان سے اپنے کو بکری سمجھتا ہے پس اُس نے اُسکو
اُسکا روپ پانی میں دکھلا کر کہا کہ تو بکری نہیں شیر ہے پس اُسکا اگیان دور
ہو گیا ایسے ہی جیو برہم ہے پر بھرم سے جیو سمجھتا ہے (۱) یہ تمہارا درشٹانت
ستیہ ہے یا متھیا (ویدانتی) بیوہار دشٹا میں ستیہ ہے اور پرمارتھ دشٹا میں
متھیا ہے (۱) تمہاری یہ بیوہار اور پرمارتھ دشٹا کی تمیز ستیہ ہے یا متھیا
(د) متھیا (۲) پس تمہارا تو متھیا گیان ہو گیا اور گیان کا بھید ہے
یا بھید (د) جیسے بہت سے گھڑوں میں سورج کا عکس معلوم دیتا ہے۔
اگیانی تو یہ سمجھتے ہیں کہ بہت سے سورج ہیں اور گیانی سمجھتا ہے کہ سورج ایک ہی
ہو پاد ہی سے علیحدہ معلوم دیتے ہیں (۱) تمہاری اپادھی ستیہ ہے
یا است اور گیان کا پھل بھید کیسے کہہ سکتی ہو کیونکہ گیان تو ستیہ کو ستیہ اور

استّیہ کو اسّتیہ یا ستّیہ اور استّیہ کا بھید بتلاتا ہی اور اندھا جیسے روپ گیان نہیں اُسکو سب کا روپ ابھید ہی اور آنکھ والے کو روپ میں بھید معلوم ہوتا ہے (د) اودیا دھی بیوہار دشتا میں ستّیہ اور پرمارتھ میں متھیا ہی۔ (۱) تمھارے بیوہار پرمارتھ دشتا کا بھید گیان ہی یا اگیان (د) گیان ہی (۱) تم پہلے کہہ چکے ہو کہ بھید اگیان کا پھل ہی اب تم بھید کو گیان مانتے ہو (د) یہ ایسا وشے ہے جسکو کہہ نہیں سکتے کیونکہ جو کچھ کہا جائیگا وہ جگت میں ہوگا اور جگت متھیا ہی اسواسطے گیان انوبھو کا وشے ہے (۲) تم کتنے پدارتھ انادی مانتے ہو (د) ہم چھہ پدارتھ انادی مانتے ہیں۔ (۲) کون چھہ پدارتھ (د) جیو۔ ایشور۔ برہم اور اُنکا بھید اور مایا اور اُن کا اُن سے ملاپ یہ چھہ پدارتھ انادی ہیں (۲) جیو کسی کہتے ہیں اور ایشور کسے کہتے ہیں (د) شدھ ستو پردھان تو ایشور ہے اور ملن ستّیہ پردھان جیو ہی یا مایا اودیا دھی سے یکت چیتن کو ایشور کہتے ہیں اور اودیا اپادھی یکت چیتن کو جیو کہتے ہیں (۱) کیا اودیا اور چیتن کا یوگ انادی ہو سکتا ہی کیونکہ یوگ کریا ہے جو بنا کال کے ہو نہیں سکتی۔ اور جو کال کی حد میں آگیا وہ انادی کیسے ہو سکتا ہی اور

جو انادی ہے وہ نتیہ بھی ہوتا ہے (و) یہ سب اگیان کی باتیں ہیں ہم
پانچ کو انادی سانت اور ایک کو انادی اننت مانتے ہیں (ا) کیا تم نے
کبھی ایک اگنارہ کا دریاؤ دیکھا ہے (و) نہیں دیکھا۔ (ا) تو انادی سانت
کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ جو پیدا ہوتا ہے وہی ناش ہوتا ہے اور جو پیدا نہیں ہوا
وہ ناش بھی نہیں ہوتا اسیواسطے جسکا آد ہے اُسکا انت ہے جسکا آد نہیں اُسکا
انت نہیں نہیں کیونکہ اسمیں درشٹانت کا ابھاو ہے (و) گھٹ بننے سے
پہلے جو گھٹ کا ابھاو تھا اُسکا آد تو ہے نہیں اسواسطے انادی ہے اور گھٹ کے
بنتے ہی ناش ہو جاتا ہے سواسطے انادی بھی سانت ہوتا ہے (ا) تمھارا یہ
کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ گھٹ کی پیدائش سے پہلے گھٹ شبد ہی نہیں تھا تو
اُسکا ارتھ کیسے ہو سکتا ہے اگر کہو گھٹ تھا تو اُسکا پراگ ابھاو کیسا اگر کہو نہیں
تھا تو اُسکے ابھاو کا بتلانیوالا نہ ہونے سے ثبوت نہیں اور درشٹانت بھاو
پدارتھ کا ہونا چاہیئے (و) تمام پراچین گرنتھوں میں پانچ انادی سانت مانے
جاتے ہیں اور ایک انادی اننت تو کیا یہ غلط ہے (ا) یہ غلط تو نہیں تم
نے اِس کے سمجھنے میں گڑبڑ ڈالدی ہے۔ سنو آدی اور انت دو طرح
سے ہوتا ہی ایک مکان کے لحاظ سے دوسرا زمانہ کے لحاظ سے جیسے ایک

مکان ایک سرے سے شروع ہوتا ہے وہ اسکا آدی ہے اور جس سرے پر ختم ہوتا ہے وہ اسکا انت ہے
دوسرے وہ مکان جسدن بنا ہے وہ دن اسکا آدی ہے اور جسدن ناش ہوگا وہ اسکا انت ہے
اسواسطے چھہ چیزیں زمانہ کے لحاظ سے انادی ہیں یعنی انکی اتپتی نہیں ور زمانہ کے لحاظ سے اننت بھی ہیں
کیونکہ ان کا ناش نہیں ہوتا لیکن چیزیں دیش کے لحاظ سے انت والی ہیں اور برہم
دیش اور کال دونوں کے لحاظ سے انادی و اننت ہے (د) یہ تمہارا کہنا کلیت ارتھ ہے کیونکہ
وہاں انادی سانت اور انادی اننت ہے تم کس شبد سے دیش اور کال لاتے ہو (۲) یہ نیم
ہے کہ جہاں کہنے والیکا مطلب سمجھنا اسنبھو معلوم ہو وہاں لکشنا کیجاتی ہے جیسے کوئی آدمی
ریل میں بیٹھا ہوا کہتا ہے کہ لاہور آگیا کہ جاتا آتا کرنا لاہور میں تو ہے نہیں وہاں صاف
مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم لاہور پہونچ گئے اسیطرح اور بہت سی مثالیں موجود ہیں جو نکہ
ایک کنارہ کا دریا یا انادی کا انت ہونا اسنبھو یعنی ناممکن ہے اسواسطے یہ ارتھ ٹھیک ہے۔
(د) جیو برہم کو علیحدہ ماننے میں دکھ ہے دکھ سے شانتی کبھی ہوتی نہیں اور شرتی
میں لکھا ہے :- द्वितीयाद्भयंभवति یعنی دوسرے
سے خوف ہوتا ہے (۲) بیشک دوسرے سے خوف ہوتا ہے لیکن خوف سے آدمی پاپ سے بچکر شانتی
پاجاتا ہے اور بےخوف آدمی پاپ کرکے دکھ بھوگتا ہے (د) یہ پاپ پن کا سب جھگڑا جھوٹا
ہے جب یہ جھوٹا ہے تو کیوں بھید بدھی کرکے بھرم میں پڑیں (۲) تو کیا یہ بھاؤ

جسید بدھی تیت ہے (و) نہیں سب متھیا ہی (۲) جب سب متھیا ہی تو
متھیا کیواسطے ستیہ کو کیوں چھوڑا جاوی (و) تمہاری بدھی میں بھرم پڑ گیا ہی
جس سی تمہیں جیو کا ہونے کا یقین ہو رہا ہی جب بھرم دور ہو جائیگا تب اپنی کو برھم سمجھنی
لگو گے (۲) کیا تمھارا یہ کہنا ستیہ ہی (و) متھیا ہی (۲) جب تمھارا کہنا یرارتھ
میں متھیا ہی تو ہماری بدھی میں بھرم نہیں ہی جو متھیا بولتا ہی اسی کی بدھی
میں بھرم ہی (د) ہم سب جگت کو آتما سروپ سمجھتے ہیں کیونکہ اس سی تناتی کی
پراپتی ہوتی ہی (۱) کیا تم اچیتن پدارتھونکو بھی آتما سمجھتے ہو (د) یہ چیتن اور
اچیتن کہنا صرف وہم ہے ورنہ کوئی چیتن اور اچیتن نہیں کیول برھم ہی۔
(۲) تمھاری برھم کا کیا سروپ یا لکشن ہی (و) برھم سچدانند سروپ ہی (۲)
سچدانند کسے کہتے ہیں (و) ست کہتے ہیں تین کال میں رہنے والیکو چت
کہتے ہیں گیان والے کو۔ آنند کہتے ہیں بالکل دکھ نہونے کو (۲) تم اتنا
کیوں کہتے ہو کیول ست کیوں نہیں کہہ دیتے کیونکہ برھم کے سوا کوئی پدارتھ
ست ہی نہیں (د) اگرچہ ہمارے مت میں برھم سی علیحدہ کوئی ست پدارتھ نہیں
لیکن سانکھیہ والے پرکرتی کو اور نیای والی پرمانو کو ست مانتے ہیں اسواسطے
پرکرتی سی الگ کرنے کے واسطے چت کہنا پڑا اور نیای والے جیو آتما کو

بھی چیتن مانتے ہیں اور ست بھی کہتے ہیں اِس واسطے ہم نے آنند کہا بس اب
پرکرتی اور جیو سے برہم الگ ہوگیا اور لکشن الگ کرنیوالیکو کہتے ہیں۔
(۲) تمہاری لکشن سے تمہارا ابھیپرائے جاتا رہا اب تو جیو۔ برہم اور پرکرتی کو
الگ الگ مان لیا۔ (د) یہ لکشن آدی سب بیوہار دنیا میں ہے پرمارتھ میں
سب متھیا ہے اور اگیان دنیا میں بھید بھی مانتے ہیں (۲) تمہارا یہ کہنا
ستیہ ہے یا متھیا (د) متھیا ہے (۲) بس دوست جب تمہاری ہر ایک بات
متھیا ہے تو تمہارا ادویت باد یعنی جیو برہم کے ایک ہونے کا معاملہ کسطرح ستیہ
ہوسکتا ہے کیونکہ متھیا پرمان سے جو گیان ہوا اُسے کوئی عقلمند ستیہ نہیں مان سکتا

(د) اچھا آج تو ہم چلتے ہیں پھر کسی روز آکر تم سے بات چیت
کریں گے (۲) مہاتما میں آپکو دھنیاواد دیتا ہوں کہ آپ نے
اتنی دیر تک شاستر کا وچار تو کیا۔ -

اوم شانتی شانتی

شانتی

آریہ سماج کے اصول

(۱) ست ودیا اور ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سب کا اصل اصول پرمیشور ہے۔

(۲) ایشور سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سروشکتیمان۔ نیایکاری۔ دیالو۔ اجنما۔ اننت۔ نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ سروآدھار۔ سرویشور۔ سروویاپک۔ سروانتریامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے۔ نت پوتر اور سرشٹی کرتا ہے اسی کی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔

(۳) وید ست ودیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے۔

(۴) ست کے گرہن کرنے اور است کے چھوڑنے میں سروا اُدیت رہنا چاہیئے۔

(۵) سب کام دھرمانوسار ارتھات ست اور است کو وچار کر کرنے چاہئیں۔

(۶) سنسار کا اُپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ اُدیش ہے ارتھات شاریرک آتمک اور سماجک اُنتی کرنا۔

(۷) سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھا یوگیہ برتنا چاہیئے۔

(۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی وردھی کرنی چاہیئے۔

(۹) پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہیئے کنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہیئے۔

(۱۰) سب منشیوں کو سماجک سروہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہیئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر رہیں۔

اُوم

ٹریکٹ نمبر ۳۵

متھیا ابھمان اور دھرم کا ناش

مصنفہ پنڈت کمر پال ادھم جگرانوی آنریری اُپدیشک پرتی ندھی سبھا ممالک مغربی و شمالی

جسکو بابو مکت بہاری لال منیجر آریہ پُستکالہ مراد آباد نے چھپوا کر شایع کیا

ویدک دھرم پریس مراد آباد میں چھپا

بار اول ۲۰۰۰ جلد | قیمت فی جلد ۳ پائی

اوم

منتھیا گیان اور دھرم کا ناش

پیارے ناظرین آجکل دھرم کا ایسا منتھیا گیان ہو رہا ہے کہ بعض مورکھوں نے تو اِس ایک پدارتھ کو انیک کلپنا کر لیا ہے اور بعض مورکھوں نے اِس اَنِتیہ پدارتھ کو کشتھنک بادل کیطرح کلپت مان لیا ہے بعض مورکھوں نے دھرم کو اسنا تُچھ سمجھ لیا ہے کہ وہ خود غرضی کو دھرم سے ترجیح دینے لگ گئے ہیں۔ جسطرف دیکھو ٹکا دھرم کی آواز آ رہی ہے جو براہمن لوگ دھرم کے واسطے برہمانڈ کے سُکھوں کو کاک بِشٹا سے ترجیح نہیں دیتے تھے وہ ہی براہمن آج ٹکے ٹکے پر دھرم بیچ رہے ہیں اُنھیں موت کا خوف اور وید آگیتا کا ذرا بھی خیال نہیں رہا دھرم کی

طرف جو کشتری لوگ دھرم کے واسطے پران تک دید یا کرتے تھے آجکل وہ
لوگ بوٹی اور ہڈی کے واسطے آتما کا خون کر رہے ہیں۔

پیارے ناظرین اگر عام ہندو کشتریوں میں یہ بات پائی جاتی تو
کچھ تعجب نہ ہوتا لیکن وہ لوگ جو اپنے آپکو ریفارمر کہتے۔ آریہ ہونے کا
دعوی رکھتے۔ براہمن وغیرہ ورنوں کو گُن کرموں سے مانتے اور جہاں
گُن کرموں کا سلسلہ ٹھیک نہ ہو وہاں صاف لفظوں میں پوپ وغیرہ ناموں کا
استعمال کرتے ہیں۔ لیکن دُنیا کی خود غرضی عجیب قسم کی ہے اور وہ وبا
جو ہندوستان میں بہت دن سے پھیل رہی ہے یعنی ورن کو جنم سے ماننا
خود اُس کا شکار بن رہے ہیں۔ ان میں سے بعض اکثر آدمی تو ایسے از خود رفتہ
اور متھیا ابھمان میں غلطاں ہو رہے ہیں کہ اُنکو ذرا بھی خیال نہیں آتا
کہ ہم کیا بک رہے ہیں۔ ایسے ہی لوگ تھے جنھوں نے اپنی غرض کے لئے
بشواس گھات کرکے کشتری کُل کو کلنک کیا۔ ایسے ہی لوگ تھے جنھوں نے
دھن اور راج کے لالچ سے اپنی بیٹیاں مسلمان بادشاہوں کو دیں۔
ایسے ہی لوگ ہیں جو اب بھی غرض میں پڑکر مانس کھانا اور جیو دنکو نقصان
پہونچانا کشتری دھرم سمجھ رہے ہیں اور جن کی یہ اولاد ہیں وہ اس قسم کے

پر اُدھیکاری تھے کہ سنسار کے جیووں کی حفاظت کرنا کشتری دھرم کا اعلیٰ
اُصول مانتے تھے ہاں اُن جیووں کو جو ہنسک اور دوسرونکو بلا وجہہ نقصان
پہونچاتے ہیں اور ونکی حفاظت کی غرض سے ہنسک جیوونکو مارا کرتے تھے
کیا وہ اہنسک جیووں کو بھی مارتے تھے۔ نہیں نہیں بلکہ وہ تو ہنسک اور ادھارتک
دسیوں منشیوں کو بھی ڈنڈ دیتے اور جان سے مار ڈالتے تھے۔ اُنکا یہ کرم
کسی اپنی غرض سے نہیں ہوتا تھا بلکہ اُپکار کی غرض سے لیکن اب اُنکی اولاد
اپنی بیوقوفی سے اپنی خودغرضی اور بدچلنی کو اُن کشتریونکے گلے منڈھ
لگ گئی ہے۔ اب ہم اُن آریہ کشتریوں سے سوال کرتے ہیں کہ بھلا بتلاؤ تو
سہی کس وید شاستر میں لکھا ہے کہ مانس کھانا کشتریوں کا دھرم ہے بعض ہوتو
اِس شکار کے مسئلہ کو پیش کرکے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پہلے بھی کشتری
مانس کھاتے تھے لیکن جب دشٹ منشیونکو مار ڈالنے کی بھی راجہ کے واسطے
آگیا ہے تو کیا وہ لوگ منشیوں کو بھی کھانے کے واسطے مارا کرتے تھے۔ اگر وہ
آدمیونکو بھی اسی غرض سے مارتے تھے تو وہ بھی خود اپنے آپکو مردم خوروں کی اولاد
بتلاتے ہیں اگر وہ منشیوں کا مانس نہیں کھاتے تھے تو جس غرض سے منشیونکو مارتے
تھے اُسی غرض سے حیوانوں کو مارتے ہونگے اب تمہارا اُنکے شکار مارنے سے

انس خوری کو ثابت کرنا تو تمھاری مورکھتا ہے =

پیارے ناظرین آج کل بہت سے مورکھ اور نادان جو غلطی سے
کشتریا بھمائی ہیں بے تحاشا کہہ اٹھتے ہیں کہ براہمنوں نے بھارت کا ستیاناش
کر دیا۔ اگر ایسا لکھنے والے ناریہ ہوتے تو ہمیں ذرا بھی افسوس نہ ہوتا کیونکہ
یہ لوگ جنم سے ورن کو مانتے ہیں لیکن یہ مورکھ تو اپنے آپ کو آریہ کہکر
اپنی مورکھتا سے اس سریشٹ نام کو کلنکت کرتے ہیں جب کہ آریہ لوگ
گن کرم سے ورن کو مانتے ہیں اور جہاں براہمن کے لکشن لکھے ہیں ان
سے براہمن کو سنسار بھر کا ہت کرنے والا بتلایا ہے جیسا کہ آہنک سوتر آدی میں
لکھا ہے۔

शौचमास्तिकयमभ्यासो वेदेषु गुरुपूजनम्
प्रियातिथित्वमिज्या च ब्रह्मकायस्य लक्षणम्

(ارتھ) جسمیں قدرتی طور پر صفائی۔ آستکتا۔ ویدونکی تعلیم کی عادت۔ اور
گورو کی پوجا۔ سنسار کا ہت کرنا۔ اتتھی کا سنسکار اور نتیہ اگنی ہوتر کی
عادت پائی جاوے وہ براہمن کا شریر کہلاتا ہے۔

शान्तः सन्तः सुशीलाश्च सर्वभूतहिते: रत:
क्रो: धं कर्तुं न जानन्ति च तद्ब्राह्मणलक्षणम्

(ارتھ) جو شانتی رکھتا ہو اور جسکے آچار بیوہار سب شُدھ ہوں اور سب سے
متر بھاو سے ملنے والا اور سب کا ہت یعنی اُپکار کرنیوالا۔ اور جو کرودھ
کرنا یعنی غصہ ہونا جانتا بھی نہ ہو وہ براہمن ہے۔

सन्ध्योपासन शीलश्च सौम्यश्चित्तो दृढ: व्रत:
समा: स्वेषु परेषु च य: तद्ब्राह्मणलक्षणम्

(ارتھ) سندھیا کرنیکا عادی۔ رحم دل اور مستقل مزاج اپنے پرائے کو ایک
سمجھنے والا براہمن کہلاتا ہے۔

پیارے ناظرین اس قسم کے بہت سے شلوک موجود ہیں جنمیں
براہمنوں کے گن کرم اور سبھاؤ معلوم دیتے ہیں۔ اس قسم کے گنوں سے
رہت متھیا براہمن ابھمانیوں نے چھتریوں کو پتر براہمنوں کی سرمنڈھنا
کستری بدابھمانیوں کی مورکھتا اور انار یہ پن کا لکشن ہے۔ ہمارے خیال میں

تو اسوقت براہمن اور کشتری یہ دونوں پد نام ماتر رہ گئے ہیں اور اس قسم
کے آدمی بہت ہی کم نظر آتے ہیں۔ اگرچہ گُن کرم سے جاتی ماننے والوں کا
ایسا کتھن بالکل غلط ہے لیکن اگر کوئی محقق دوسرے طور پر بھی تحقیقات کرے
تو بھی یہ دوش کشتری نام دھاریوں پر براہمن نام دھاریوں سے زیادہ
معلوم دیتا ہے۔ جسطرح وید کی رکشا براہمن کا فرض ہے کہ وہ اسکا پڑھنا
پڑھانا اور سننا سنانا جاری رکھکر کرے۔ اسیطرح کشتری کا فرض دیش کی
رکشا اور پرانی ماتر کی حفاظت ہے۔ آپ غور سے سوچیں کہ براہمنوں نے
کن مصیبتوں سے ویدوں کی رکشا کی۔ جب جین اور بودھ کے زور اور اسلامی
بادشاہوں کے ظلم سے وید کے پستک جلنے لگے اور کسی بھی کشتری راجہ
کی شکتی نہ تھی کہ اُن ظالموں کا مقابلہ کرے بلکہ کشتریوں کی تو یہ حالت
ہوگئی کہ اُنھوں نے حکومت کے لالچ اور جان کے خوف سے یہاں تک دھرم
اور کشتری کُل کی عزت کو ناش کر دیا یہانتک کہ اپنی لڑکیاں ملیچھ بادشاہوں کو
دے دے کر اپنے کشتری نام کو کلنکت کر لیا۔ اُسوقت بھی بیچارے غریب براہمنوں
نے ویدوں کو حفظ یاد کیا اور اُنکے سوروں کی حفاظت کے واسطے
ہاتھ کے اشارے مقرر کرکے جہانتک ہو سکا ویدوں کو موجودہ اولاد تک

پہنچا دیا جسکا بیج قایم رہنے سے اب چھاپہ خانوں کی بدولت ایک سے
کروڑوں ہونے کی اُمید کیجاتی ہے۔

پیارے ناظرین اگرچہ بھارت ورش کے دھرم کے ناش ہونے
میں براہمنوں کا قصور زیادہ معلوم ہوتا ہے لیکن بھارت کی اور باتوں
کی تباہی تو صرف کشتریوں کی خودغرضی سے ہوئی ہے۔ اگر آپ تحقیقات کرینگے
کہ ہندوستان پر مسلمانوں کے راجیہ کا سبب کون ہوا تو آپ کو صاف معلوم
ہو جائیگا کہ پرتھی راج کے وزیر کے بیٹے بیجے سنگھ کے وشواس گھات سے بڑھ کر اسکا دوسرا
سبب معلوم نہیں دیتا۔ اگرچہ بہت سے لوگ جیچند والی قنوج کو بھی
اس الزام کا ملزم قرار دیتے ہیں اور وہ بھی خودغرض کشتری تھا دوسرے
اگر آپ معلوم کریں کہ جب رانا سانگا کے وقت بابر کی لڑائی میں چتوڑ کے مہارانا
کو کسطرح ہار نصیب ہوئی۔ کسطرح ہندو راج کا اقبال بڑھتے بڑھتے
ایکبارگی ناش ہو گیا اسکا سبب بھی سلہدی کے راو کا وشواس گھات
ہی کل تواریخوں اور اتہاسوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر آپ راجپوتانہ
میں اسلام کے پھیلنے کا حال پڑہیں تو بھی آپکو معلوم ہو جائیگا کہ کشتری
راجہ لوگ اپنی غرض کی واسطے ایک دوسرے کشتری راجہ کی عزت اور ملک کو

نقصان پہونچاتے رہے۔ جو مہارانا پرتاپ کے ساتھ راجہ مان سنگھ کے سلوک
سے ظاہر ہے اسیطرح جب سکھ دھرم زور پر ہوا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ
کے مرنیکے بعد انگریزوں اور سکھوں سے لڑائیں ہوئیں اُسوقت بھی خود غرض
لوگوں کی خود غرضی اور وشواش گھات سے خالصہ قوم جیسی زبردست اور
بہادر قوم تباہ ہوگئی جو بنگباسی پریس کی چھپے ہوئے سکھ یدّہ میں لال سنگھ
راجہ گلاب سنگھ۔ دھیان سنگھ۔ تیجا سنگھ۔ رنجورا سنگھ وغیرہ کی کارروائیوں
سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں مہاتماؤں کی خود غرضی نے خالصہ قوم کا
ستارہ اقبال فلک سے اُتار کر تحت الثری میں ڈالدیا۔

پیارے ناظرین متذکرہ بالا حالات کے پڑھنے سے آپ لوگ
سمجھ گئے ہونگے کہ خود غرض لوگوں کے وشواش گھاتنے بھارت ورش کو
تباہ کردیا۔ اس کی ودّیا۔ اس کا بل۔ اس کا دھن۔ اس کی کاریگری
سب ناش ہوگئی اور اب سب تباہ کرکے ایک دوسرے کو الزام لگاتے
اور جھگڑا کرتے ہیں لیکن سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ سب فضول بکواس ہے
نہ تو براہمنوں نے ہی بھارت ورش اور دھرم کو نقصان پہنچایا اور نہ ہی
کشتریوں نے وشواش گھات کیا۔ کیونکہ جب گُن کرم سے ورن مانے

جاتے ہیں تو نہ مورکھ خود غرضوں ہیں اہو عہدوں کے گن گھٹ سکتے ہیں اور
نہ ہی خود غرضی سے لڑکیوں کا لیجھو نکے ہاتھ لالچ وش سونپ دینا یا دشوار
گھات کر کے دیش کو نقصان پہنچانا کشتر یوں کے گن کرم میں آسکتا ہے اور نہ
ہی اپنے لالچ کے بش ہو کر دوسرونکو نقصان دینے والے بنئے ویش کہلا سکتے
ہیں ۔

پیارے ناظرین آجکل سب سے عمدہ ایک اور رام کہانی چھڑ گئی ہے
جس نے بچی بچائی بھارت کی عزت کے تباہ کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے
یعنی ادھر تو مورکھ براہمن سب اچھے گنوں کو تیاگ کر صرف بھیک مانگنے
یا دان لینے کو اپنا دھرم بتلا رہے ہیں ادھر مورکھ کشتریوں نے سب اچھی باتوں کو
تیاگ کر ماس کھانے اور چھوٹے چھوٹے پرندوں کو مارنا ہے کشتری
دہرم سمجھ لیا ادھر آریہ سماج کے ممبروں نے اپنا نام درج رجسٹر ہونا ہی آریہ
دھرم کا پورا معراج سمجھ لیا کچھ لوگوں نے قوم قوم کی پکار کو سب دھرم کرم
سے بڑھکر انسانی زندگی کا منزل مقصود ٹھان لیا غرضیکہ سب لوگ تعلیم یافتہ
و جاہل متھیا ابھیمان کا شکار ہو کر بھارت کو ناش کرنے لگے اور نیکی بدی کی
سچی تمیز کو کنارہ رکھدیا ۔

پیارے ناظرین جب کہ ورنوں کی تقسیم گن کرم سے ہے تو
ہم نہیں سمجھتے کہ کسطرح سرکشتر براہمن یا وہ کاندار اپنے کو براہمن سمجھ رہے ہیں یا
بزدل اور خود غرض کشتری جنھوں نے غلامی پر کمر باندھی ہوئی ہے اور کشتری
دھرم سے لاکھوں کوس دور جا پڑے ہیں ویشیا گمن اور ماننا ہاری
ہونے پر بھی نہ معلوم کسطرح کشتری کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں ویش لوگ
جنکا دھرم ہمیشہ ست بیوہار سے روپیہ کمانا تھا جو پشو پالن اور دوسرونکو
سکھ پہنچانے کا بڑا ذریعہ گنے جاتے تھے آج جھوٹ کی دوکان کھولکر دھرم
سے بالکل کنارہ کرکے سنکاروں سے رہت ہو کر اپنے کو ویش مانتے ہیں
معلوم کیا دلیل رکھتے ہیں۔ اسوقت اگر ہر ایک ورن کی حالت پر
غور کیا جاوے تو قریب قریب سب اپنے کرموں سے خالی ہیں اور
بعض نئے ورن کائستھ وغیرہ باوجود یکہ وہ بہت کمزور اور بزدل ہیں
اپنے کو کشتری ماننے لگ گئے ہیں۔ اسی قسم کے جاتی متھیا ابھمان نے
لوگونکو اچھے کرموں سے بالکل علیحدہ کر دیا ہے کیونکہ وہ اپنی بزرگی
کے واسطے صرف جاتی کو پیش کرتے ہیں۔ گن کرموں کی کوئی
پرواہ نہیں رکھتے۔ جب کہ براہمن صرف براہمن کے گھر جنم لینے

سے اور کشتری کشتری کے بیج سے کایستھ چتر گپت کی اولاد ہونے سے اپنے کو بزرگ مان رہے ہیں تو اُن کو گُن کرم سے کیسے محبت ہو سکتی تھی افسوس تو یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنی جھوٹی بڑائی ثابت کرنے کے واسطے اُن متھیا گرنتھوں کو جن کو یہ کبھی بھی دوسری حالت میں تسلیم نہ کرتے اب اپنی غرض کے واسطے باوجودیکہ وہ بالکل خلاف عقل اور سچائی سے کوسوں دور ہیں سچا ثابت کرنے کی کوشش کی اگر ہمارے تعلیم یافتہ کایستھ دوستوں سے کوئی کہتا کہ پرماتما کی جوڈیشل آفیسر یم راج کی کچہری میں کوئی میر منشی ہیں تو وہ فوراً بول اُٹھتے کہ سرب بیاپک اور قادر مطلق پرماتما کو اپنے انصاف کے واسطے کسی آفیسر کی ضرورت نہیں کیونکہ جہاں پرماتما خود موجود نہ ہوں وہاں ایجنٹ رہ سکتے ہیں اور تحریر بھول کی بیماری کا علاج ہے جس پرماتما کو عالم کُل ورانتریامی کہا جاتا ہے اُسکی دربار میں بھیوں کا ہونا بالکل ناممکن ہے لیکن اب وہ اپنے کُل کو ثابت کرنیکے واسطے ان جھوٹی باتوں کو بھی ستیہ مانتے ہیں۔

پیارے ناظرین اسطرح چاروں ورن اس متھیا اُلجھان کے سبب سے

آپس میں ایک دوسرے کو بُرا کہہ رہے ہیں کشتری براہمنوں پر الزام لگاتے ہیں اور براہمن کشتریوں کو بُرا تبلاتے ہیں کایستھ ویشیوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں ویشیہ اُن کو اچھا نہیں تبلاتے۔

سب سے بڑا افسوس تو یہ ہے کہ آریہ سماج جیسے ویدک دھرم کی ممبر جو گُن کرم سے ورنوں کو ماننے والے ہیں اُنکو بھی تو اس بیماری سے صحت نصیب نہیں ہوئی۔ وہ بھی قومی سبھاؤں میں جو ہندوستان میں دھارمک اُنتی کا سخت مضر فرقہ ہے، کیونکہ اس منتھیا ابھمان کا بڑا بھاری سبب یہ سبھائیں ہیں۔ لیڈنگ پارٹ لے رہے ہیں اور اپنی قوم کو بلا گُن کرم کی بزرگی کے اوروں سے اچھا بتلا رہے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ اس قسم کے سادہ لوح آدمی جب آریہ سماج میں بیٹھتے ہیں تو ورنوں کو گُن کرم سے بنانے پر زور دیتے ہیں اور جب باہر جاتے ہیں تو اُسکے متضاد قومی سبھاؤں میں اسکا کھنڈن کرتے ہیں۔

پیارے ناظرین کہاں تک لکھیں کہ بھارت کے دُربھاگیہ سے اس منتھیا ابھمان کو بھارت باسیوں کے دل پر اسطرح پر مشتمل کر دیا ہے کہ جسکا دور ہونا ہی بہت مشکل ہے اور جب تک یہ دور نہ ہو جاوے تب تک بھارت باشیوں کو

گن کرم شدھ ہی نہیں سکتی اور جب تک گن کرم نہ شدھ جائیں تب تک ہماری
ورش میں زندگی آ ہی نہیں سکتی اور زندگی کے بغیر ترقی محال ہے۔
اسواسطے آریہ سماجوں اور دھارمک پرشوں کو چاہیئے کہ اس متعصبانہ ابھیمان کو
دور کرنے کی کوشش کریں جس سے یہ دیش پھر اپنی اصلی حالت میں
آجاوے اور سنسار بھر میں شانتی پھیلا سکے۔

پیارے ناظرین اگرچہ ہم لاکھوں طرح کی کوشش کرتے ہیں کہ ہندوستان
دھرم کا زور پھیلجاوے لیکن جب تک اس ملک سے متعصبانہ ابھیمان کا ناش
نہیں ہوتا اور لوگ گن کرم کی مطابق عزت کے مستحق نہیں سمجھے جائیں گے
تب تک ہندوستان کا ادبار روز بروز بڑھتا ہی جاوے گا۔ یہی نہیں کہ
لوگ صرف جاتی کے معاملات میں ہی متعصبانہ ابھیمان کو کام میں لاتے ہیں بلکہ
اور حالتوں میں بھی جیسے انگریزی تعلیم یافتہ لوگ اپنے آپکو ملک کا خیر خواہ اور
ان پڑھ لوگوں کو جاہل اور بدخواہ سمجھتے ہیں لیکن غور سے سمجھا جاوے تو
یہ بھی انکی عقل کی کمزوری اور متعصبانہ ابھیمان ہی ہے کیونکہ ملک کا اصلی فایدہ
تو صرف ان پڑھ کسانوں سے ہی ہوتا ہے۔ یہ لوگ تو صرف کسانوں کی
کمائی میں سے ٹھگ کر کھانے والے ہیں۔ جہاں تک غور کیا جاتا ہے۔

دہاں تک ہندوستان میں متھیا ابھمان کا زور معلوم ہوتا ہی اور یہ ہی
ابھمان ۔جاتی ۔ ودیا ۔ اور دھن وغیرہ مختلف ذریعوں سے
کام میں لایا جاتا ہے جس سے یہاں کی ترقی بند ہو چکی
اسواسطے ہمیں لازم ہی کہ ہم ہر قسم کے متھیا ابھمان
کو ناش کرکے ملک کو فایدہ پہونچانے
کی کوشش کریں ۔

اوم شانتی
شانتی
شانتی
ؕ

آریہ سماج کے نیم

(۱) سب ستّ ودیا اور ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے +

(۲) ایشور سچدانند سروپ ۔ نراکار ۔ سرو شکتیمان ۔ نیائے کاری ۔ دیالو ۔ اجنما ۔ اننت ۔ نروکا انادی ۔ انوپم ۔ سرو آدھار ۔ سرویشور ۔ سرو ویاپک ۔ سرو انتریامی ۔ اجر ۔ امر ۔ ابھے نت ۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے اُسی کی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہے +

(۳) وید ست ودیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے +

(۴) ستّ کے گرہن کرنے اور استّ کے تیاگ میں سروَدا اُدیت رہنا چاہئے +

(۵) سب کام دھرمانوسار ارتھات ستّ اور استّ کو وچار کر کرنے چاہئیں +

(۶) سنسار کا اُپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ اُدیش ہے ارتھات شاریرک ۔ آتمک اور ساماجک اُنتی کرنا +

(۷) سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھا یوگیہ برتنا چاہیئے +

(۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی وردھی کرنی چاہیئے +

(۹) پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہئے کنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہئے +

(۱۰) سب منشیوں کو ساماجک سروہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر رہیں +

ٹریکٹ نمبر ۳۶

بھارت ورش کی ترقی کا سچا طریقہ

نمبر اول

مصنفہ

پنڈت کرپا رام شرما اڈیٹر اخبار ویدک دھرم مراد آباد

جس کو

بابو مکت بہاری لال منیجر آریہ پستکالہ مراد آباد نے چھپوا کر شائع کیا

بار اول ۱۰۰۰

ویدک دھرم پریس مراد آباد محلہ دیندارپورہ میں چھپا

قیمت فی جلد ۱۲؍ پائی

بقلم منوہر سروپ

اوُم

بھارت ورش کی ترقی کا سچا طریقہ

پیارے ناظرین ہندوستان کے ہر ایک حصّہ میں اسوقت یہ نعرہ گونج رہا ہے کہ دیش اُنتی کرو۔ دیش اُنتی کرو جس سے معلوم ہوا کہ دیش اُنتی کی حالت میں نہیں ہے۔ جبکہ معلوم ہوگیا کہ دیش کو اُنتی کی بیماری ہے تو کونسا نالایق ہے جسکو اُسکی دوا کر نا منظور نہ ہو لیکن جسوقت اصول حکمت کیطرف دیکھا جاتا ہے تو پہلے علاج کرنے لیے یہ بات معلوم کرنی ہوتی ہے کہ یہ بیماری قابل علاج ہے یا نہیں دوسری کمی بھی دو قسم کی پائی جاتی ہے مثلاً ایک لڑکا ہے وہ بہت کمزور ہے دوسری ایک بیمار آدمی ہے وہ بھی بہت کمزور ہے لیکن جس طریقہ سے یہ کمزور لڑکا اُنتی حاصل کرسکتا ہے کیا اُسی طریقہ سے وہ بیمار بھی اُنتی کرسکتا ہے ہرگز نہیں کیونکہ کمزور لڑکے کیواسطے صرف خوراک کی ضرورت ہے لیکن بیمار کے واسطے دوا کے بعد غذا کی ضرورت ہوگی۔ جو دودھ گھی ایک بالک کی زندگی

کیواسطے ازبس مفید ہے جس سے وہ بہت جلد طاقتور ہوسکتا ہے وہ دودہ اور گھی اس بخار کی بیمار کیواسطے تپ دق کرنیوالا اور مار ڈالنے والا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اُنتی کا طریقہ حالات کے لحاظ سے مختلف ہوسکتا ہے اگر سب کے واسطے ایک ہی طریقہ رکھا جاوے تو بہت مضر ثابت ہوگا دوسرے اگر ایک آدمی پہاڑ کی چوٹی پر سے نیچے گرا ہے دوسرا پہاڑ کی تہ سے اوپر کیطرف جا رہا ہے اب دونوں کے واسطے دو مختلف طریقے پہاڑ پر پہونچنے کے ہیں۔ پہلا آدمی جو اوپر سے گرا جسقدر آگے بڑہے گا اُسی قدر چوٹی سے دور ہوتا چلا جائے گا اور دوسرا آدمی جسقدر آگے بڑھے گا اُسیقدر چوٹی کے نزدیک ہوتا جائے گا لیکن پہلا آدمی جسقدر پیچھے ہٹے گا اسیقدر چوٹی کے نزدیک پہونچ جاے گا اور دوسرا جسقدر پیچھے ہٹے گا دور بڑھتا چلا جاے گا۔

پیارے دوستو اوپر کی مثالوں سے آپکو معلوم ہوگیا کہ بیمار کیحالت کو دیکھ کر علاج کیا جاتا ہے اور جو سب کے واسطے ایک ہی دوا کا استعمال کرنا تبلاتے ہیں وہ بالکل بیوقوف ہیں۔

پیارے دوستو اب سوچنا چاہیے۔ کیا یہ ہندوستان بیمار ہے یا بالک۔ اگر یہ بالک کیطرح کمزور ہے تو اسکا علاج یہ ہے کہ اسکو معقول غذا دیجاوے۔ اگر یہ بیمار کی

طرح بیماری کے سبب کمزور ہو گیا ہے پہلے زبردست تھا تو بیماری اور اسکے سبب کو
معلوم کر کے اسکے دور کرنے کے واسطے دوا تجویز کیا ویسے۔ جب تک دوا سے یہ
بیمار تندرست نہ ہو جائے گا تب تک خواہ کسی قدر عمدہ غذائیں دیجاویں وہ مفید
نہیں ہو سکتیں۔ اس بات کو سوچکر جب تحقیقات کرنیکے واسطے بھارت ورش کی
نبض کو دیکھکر خیال کرتے ہیں کہ اسمیں کیا کیا کمزوریاں ہیں تو سب سے پہلے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ دیش دھرم کرم سے بالکل خالی ہے اس میں نہ تو والدین کی سیوا ہے
نہ خدا کی پرستش نہ بڑوں کا ادب ہے نہ برابر والوں سے محبت نہ چھوٹوں پر دیا
ہے نہ بدمعاشوں سے نفرت۔ پس خیال پیدا ہوتا ہے کہ بھارت ورش میں مذہبی
اور اخلاقی طاقت کا نام و نشان نہیں دوسری طرف جب مستقل مزاجی اور سچائی
کیطرف خیال کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ایک پیسہ کا سودا بیچنے والا بھی بغیر جھوٹ
کے بات نہیں کرتا۔ اگر وہ سچ کہے بھی تو کوئی اسکا یقین نہیں کرتا کیونکہ عوام میں
جھوٹ کا رواج زوروں پہ ہے اگر ہم بلا بحث کئے چیز خریدنا چاہیں تو بالکل ناممکن ہے
ریل پر پوریاں بیچنے والوں سے پوچھتے ہیں پوری گرم ہے۔ جواب ملتا ہے ہاں صاحب فقط
گرم ہے لیکن جب لیکر دیکھو تو دو دن کی باسی نکلتی ہیں اگر گاڑی والوں سے دریافت
کرو کہ کیا کرایہ لوگے تو وہ کہیگا ۱۲ اور اگر ۳ روپیہ رہ پر راضی ہو جائیگا۔ وکیل سے پوچھئے کیا محنتانہ

لو گے جواب ملیگا ۔ لیکن فیصلہ عسہ پر ہی ہو جائیگا ۔ جھوٹے گواہوں کی تو حالت ہی نہ پوچھئیے جس فیس کی درکار ہوں طلب کر لیجئے ۲ر سے لیکر عسہ تک کے معزز لوگ گواہی کے واسطے حاضر ہیں ۔ اخبارونکے اڈیٹرونکے پاس پہونچئے تو معلوم ہوگا کہ سچ مچ جھوٹ کے ٹھیکہ دار ہیں دس بیس روپیہ دیدیجئے جھوٹ اور برائی کے اسقدر پل باندہ دیں کہ پرانے زمانہ کے بھاٹوں کو بھی مات کر دیں ۔ اسیطرح جھوٹی خوشامد یا ہجو کرنا تو عین پیشہ ہو رہا ہے جو زور قلم سچائی میں خرچ کرنے کے لایق تھا وہ جھوٹی اور خود غرضی سے بھری ہوئی تحریروں میں صرف کیا جاتا ہے ۔ سیکڑوں اڈیٹر اپنی بیوقوفی سے جیلخانہ کی ہوا کھاتے ہیں لیکن پبلک کے سچے ہوا خواہ صرف فیصدی ایک دو ہی نظر آتے ہیں ۔ بازار میں چلے جائیے دلالوں سے قطاریں عجیب قسم سی جھوٹ کی بھری دوکانوں پر نظر آئیں گی ۔ ڈاکٹروں کے پاس چلے جائیے وہاں پر راستی کا نام و نشان نہ ملے گا ۔ غرضکہ ملک کے اس سرے سے لیکر اُس سرے تک جھوٹ کا ڈنکہ بج رہا ہے اور سچائی عنقا ہو رہی ہے ۔ کیا غریب ہی جھوٹ بولنے کے عادی ہیں نہیں نہیں بڑے بڑے راجے مہاراجے اور اعلیٰ افسر اور گورنمنٹ تک اس مرض دروغ کے بیمار ہو رہے ہیں =

پیارے دوستو اگر آپ بھارت ورش کے دیش پر نظر ڈالیں گے تو عجیب حالت

نظر آئیگی۔ تقریباً ۷ کروڑ آدمی بھوک کے مارے مر رہے ہیں۔ غیر مُلک کا بیوپار بالکل بند
ہے۔ ہندوستان میں دستکاری ایسی گر گئی ہے کہ جسکا اب نام و نشان مٹتا چلا جاتا
ہے۔ سوئی سے لیکر بڑی بڑی چیز تک غیر مُلکوں سے آتی ہیں جسکا پھل یہ ہو رہا ہے
کہ چاروں طرف قحط پھیل رہا ہے کیونکہ ہندوستان میں سوائے کاشتکاروں کے
اور سب لوگ گرہ کٹی کرتے ہوئے یا ایک دوسرے بھائی کو ٹھگ کر کھاتے ہوئے نظر آتے
ہیں کیونکہ ہندوستان کے تعلیم یافتہ لوگ جن کو ہم مُلک کے لیڈر کہہ سکتے ہیں۔
کمانے کا کوئی بھی ڈھنگ نہیں جانتے اور صرف اسقدر کرتے ہیں کہ جسقدر بیس
دوسرے آدمی اُنکے کئی گروہ ہیں۔ سب سے اوّل اور معزز گروہ وکلا کا ہے جسمیں بڑے
بڑے لایق لوگ شامل ہیں لیکن اُنکی اپنی شان و شوکت کا سارا سامان مُلک کی
تباہی کا سامان ہو رہا ہے کیونکہ اوّل تو یہ لوگ کچھ کماتے نہیں اور انکی جسقدر کمائی
ہے اُس سے سہ چند خرچہ سرکار میں جاتا ہے مثلاً اگر ایک وکیل ۵ سیکڑہ محنتانہ کسی
ہندوستانی سے لیتا ہے تو ۱۲ فیصدی کورٹ فیس دینا ہوتا ہے اور قریباً اسیقدر
طلبانہ و خرچہ وغیرہ اور خرچ ہو جاتا ہے غرضکہ جب ہندوستانی کے ۱۰۰ روپیہ سیکڑہ
خرچ ہو جاویں تو وکیل صاحب کو ۵ فیصدی ملیں۔ اگر وکیل ایکہزار روپیہ ماہوار
کماتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ ملک کو تین ہزار روپیہ ماہوار یا ۳۶ ہزار روپیہ سال کا نقصان

پہونچتا ہے اور جسقدر وقت مقدمہ بازی میں صرف ہوتا ہے اُسکی قیمت علیحدہ
رہی۔ اب سوچ لیجئے کہ جسقدر وکیل بڑہتے جائیں گے اُسیقدر مُلک کی تباہی بڑہتی جائیگی
دوسرا معزز فرقہ ڈاکٹروں کا ہے۔ یہ لوگ بھی جسقدر فیس لیتے ہیں اُس سے وہ چندر روپیہ
دوائیوں کی عوض غیر ملک کو بھیجدیتے ہیں انہیں اپنے ملک میں دوائی تک بنانی
نہیں آتی۔ باقی کچھ اہلکار وغیرہ ہیں کہ جو بہت زیادہ سدہا نقصان تو نہیں کرتے
لیکن ولایتی اشیاء کی خریداری سے ملک کے روپیہ کو بہت کچھ نقصان پہونچتا ہے
دوسری طرف لیجئے ہماری ملک کے تجار یعنی بیوپاری یہ لوگ بھی بجائے مفید ہونے کے
مضر ہو رہے ہیں۔ اگرچہ کھیتی کے بعد یہ پیشہ بہت معزز ہے لیکن موجودہ زمانہ میں ہماری
ملک کیواسطے یہ عمدہ چیز بھی مضر ہو رہی ہے کیونکہ ہندوستان میں دستکاری کا تو نام نہیں رہا
اور یہاں کی بنی ہوئی چیزیں غیر ملکوں کو جاتی تھیں صرف غیر ملک کی تجارت کی
عوض ہیں اشیاء، زراعت بھیجنی پڑتی ہیں جس سے مُلک میں روز بروز قحط بڑھتا
چلا جاتا ہے اور تجارت کا مکھن تو ولایت کے کاریگر کھا جاتے ہیں صرف چھاچھ
ہمارے مُلک کے بیوپاریوں کے پلہ پڑتا ہے اور اُسکے عوض میں ہماری ملک کی کیل مین
کسانوں کا کُل دودھ یعنی پیداوار خرچ ہو جاتا ہے۔ پیاری ناظرین آپ کہیں گے کہ یہ
کیا معاملہ ہے کہ ہندوستان کا ہر ایک پیشہ جسکو لوگ معزز سمجھکر اختیار کر رہے ہیں مُلک

کیواسطے نقصان دہ ہو رہا ہی اسکا جواب یہ ہی کہ جس انسان کی آنکھوں میں خرابی آجاے اور وہ اپنی کمزور آنکھوں کو بدنما سمجھکر الگ کردے اور نئی بلور کی خوشنما آنکھیں لگوالے تو ظاہری طور پر تو بہت خوشنما معلوم ہوگا لیکن نظر بالکل جاتی رہیگی آپ جو اُسے دور سے دیکھکر اور اُسکی آنکھوں کو بہت خوبصورت معلوم کرکے اُسکو کوئی اپنا رہبر بنالے تو اُسکی تباہی کی حد ہی نہیں رہتی - کیونکہ ظاہر میں تو بینا ہی اور باطن میں اندھا ہے اب وہ اگر جس غار میں گرے گا تو دوسرا کمزور نظر والا یہ سمجھکر کہ میری نظر میں دوش ہی اسواسطے مجھے ٹھیک نہیں معلوم ہوتا ورنہ ایسا بینا آدمی کسی غار میں نہیں جاسکتا اور وہ بھی اُسکے پیچھے کودکر اپنے آپکو تباہ کردیتا ہی =

پیارے ناظرین سچ مچ یہی حالت ملک ہندوستان کی ہی کہ جب اسکی اصلی آنکھیں یعنی سنسکرت ودیا اسکی غفلت سے کمزور ہوگئی تو اس نے اُنکو بدنما سمجھکر یورپی زبانوں کی بلوری آنکھیں لگالیں جس سے ظاہرا بہت ہی فایدہ معلوم ہوا لیکن اصل میں بھارت ورش تباہی کے گڑھے میں جاگرا کیونکہ ملک کے رہبر وہی لوگ ہوگئے جن کی آنکھیں بلور کی تھیں یعنی انگریزی تعلیم یافتہ لوگ جو ہندوستان کے اصلی مرض سے بالکل ناواقف تھے اور انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ ہر ایک ملک کی ترقی اُسکی اپنی ودیا اور دھرم پر منحصر ہی اور جب تک دھرم نہو تب تک کوئی ترقی ٹھیک طور پر ہو نہیں سکتی - انھوں نے جب پولیٹیکل

خیالات پھیلانے شروع کردئے جس سے ملک میں اور بھی بدامنی پھیل گئی انھوں نے
کانگریس قایم کی جس سے ملک کو بجای فایدہ کے بہت نقصان ہوا چونکہ اسمیں ہندو زیادہ
تھے اسلئے ہندو جاتی کو بہت بڑا نقصان پہونچا۔ سب سے بڑا نقصان تو یہ پہونچا کہ گورنمنٹ
کے قایم مقام اس دھرم کی خواہشمند ہندو قوم کو جسمیں پولیٹکل خیالات بالکل نہیں ہیں
پولیٹکل سمجھنے لگے ہندو مذہب کا اعتبار گورنمنٹ کی نظر میں کم ہوگیا انکو عہدے کم ملنے
لگے۔ ہندوؤں کی ہر ایک مذہبی سوسائٹی بھی پولیٹکل کے نام سے نامزد کی گئی۔ اس
سے بڑھکر اور کیا نقصان ہو سکتا۔

پیارے ناظرین اگر اہل ہنود کے بل پر غور کی نظر کیجائے تو شاریرک اور آتمک
دونوں قسم کا بل نہیں رہا۔ کیونکہ شاریرک بل کی تو نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ شستر ودیا
کا کام ہندوستان سے بالکل چھین لیا گیا گویا کشتری ورن بھارت میں نہ رہا۔
اور آتمک بل دھارمک تعلیم کے نہ ہونے سے بالکل جاتا رہا ایسی کمزوری چھا گئی
کہ ہندوستانیوں کو اپنی جان کی حفاظت بھی مشکل ہوئی جسکا ثبوت یہ ہے کہ لاکھوں
خون ہو رہے ہیں۔ چور ڈاکو تو ہتھیار رکھتے ہیں اور بھلے مانس رعایا ہتھیاروں
سے خالی ہے۔ کیسا افسوسناک نظارہ ہے کہ حیوانوں کو تو مارنے کی طاقت دیجاوے
اور انسانوں کے بچانیکے اوزار چھین لئے جاویں۔

دوسرے اتفاق جو بل کا سبب ہے، وہ بالکل رہا ہی نہیں کیونکہ پولیٹیکل تعلیم نے
ہر ایک کے دماغ میں ہمچو من دیگرے نیست کا خیال بھر دیا ہے۔

پیاری احباب اسوقت آپ ہندوستان کی جس چیز کو تحقیقات سے معلوم کرنا
چاہیں گے کمزوری پائیں گے لیکن سوچنا اب یہ ہے کہ کیا یہ کمزوری قدرتی ہے کیا
کبھی بھی بھارت ورش میں ان چیزوں کا وجود نہ تھا اگر سچ مچ بھارت ورش ان صفتوں
سے خالی تھا تو ماننا پڑیگا کہ بھارت ورش درحقیقت بچہ ہے اسکی اُنتی کی سادھن ہونی چاہئیں
جو ایک بچہ کا پال پڑھانیکے واسطے ضروری ہیں۔ اگر یہ بات ثابت ہو کہ بھارت ورش میں یہ
صفتیں موجود تھیں اور وہ کسی سبب سے خارج ہو گئیں تو اُسی الٹیں بھارت ورش کو بیمار
کہنا پڑیگا اور اسکا علاج کرنا ہوگا اور اس بیماری کے اسباب کا معلوم کرنا اور جو اجزا بیماری سے
پہلے موجود تھی اور اب نہیں ہیں انکو لانا ہوگا اور جو پہلے نہیں تھے انکو اب بھی نکالنا ہوگا۔

پیاری ناظرین جب اس تحقیقات کیواسطے بھارت ورش کی اتہاس پر نظر ڈالی کہ آیا بھارت
میں ودیا موجود تھی یا نہیں اسوقت ہماری سامنے کھٹ درشن۔ اپنشد ہیں۔ وید اور
ویدونکی چھہ انگ اور چاروں اوپ وید آموجود ہوتے ہیں جنکو دیکھکر اسوقت بھی دنیا
حیران ہے کہ معلوم انکے بنانیوالے کسقدر ودیا پڑھی ہوئی تھی آج ساری دنیا کے مورخ اور
لائق آدمی جیسے پروفیسر میکس مولر اور شوپن ہارو وغیرہ اس بات پر متفق ہیں کہ بھارت ورش

ودیا وُنکی کان تھا اور آجکل بھی بھارت ورش کی آتمک ودیا جو انسانی دُنیا کا سب سے اعلیٰ منزل مقصود ہے کُل دُنیا سے بڑھی ہوئی ہے ان ساری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ودیا کے معاملہ میں بھارت ورش کی یہ حالت نہ تھی جو آج دیکھ رہے ہیں جب یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ آیا بھارت ورش میں دھرم کی یہی حالت تھی جو کہ اب دیکھ رہے ہیں یا اس سے کچھ بڑھکر دھرم بھاو موجود تھا اُسیوقت راجہ ہرشچندر اور یُدہشٹھر کے واقعات سامنے آموجود ہوتے ہیں جن کو دیکھکر عقل حیران ہوتی ہے کہ اُن لوگوں کی طبیعتوں میں کیسا استقلال اور بات کا پاس موجود تھا کہ جسکو جاننے میں عقل حیران ہے جب والدین کے حکم ماننے یا بھائیوں کی محبت کا خیال آتا ہے تو مہاراجہ رام چندر کا جیون صاف طور پر یہ بتلا دیتا ہے کہ بھارت ورشی ایسے لائق ہو چکے ہیں کہ جنھوں نے پتا کی حکم پر فوراً راجیہ تیاگ دیا اور لچھمن جی نے بھائی کی محبت میں گھر بار ماں باپ استری وغیرہ کی سُکھ کو چھوڑ کر جنگل جنگل گھومنا قبول کیا اور مہاراجہ بھرت جی کا حال تو تعجب انگیز ہے کہ باپ راجیہ دے اور وہ یہ سمجھکر کہ میرا حق نہیں رامچندر کا حق ہے راجیہ کو حقیر سمجھکر اور حقدار کے حق کا خیال کر کے بالکل قبول نہ کرے اور رامچندر جی کو جنگل میں لینے جاوے اور جب سیتا جی کے پتی برت دھرم کا خیال آتا ہے تو سچ مچ وشواش آجاتا ہے کہ بھارت ورش میں دھرم موجود تھا اگرچہ آجکل دھرم برائے نام رہگیا ہے۔

پیاری ناظرین جب اسباب کی تحقیقات شروع کرتی ہیں کہ بھارت ورش میں شلپکاری
تھی یا نہیں اُسیوقت راجہ یدہشٹھر کی محل کا خیال آتا ہی جو مئی نامی شلپی نی اندرپرست
یعنی دہلی میں بنایا تھا جہاں اس قسم کی کاریگری کیگئی تھی کہ جہاں پر پانی ہو تو وہ سوکھا
معلوم ہوتا تھا اور جہاں سوکھا تھا وہ پانی سی بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا جب راجہ دریودھن
اُس محل کو دیکھنی کیواسطی گیا اور اُس نی پانی سمجھکر آستین سنبھالیں لیکن وہاں خشکی تھی
اور آگی جاکر جہاں پانی تھا اُسی خشکی سمجھکر گڈھی میں جاگری تب دروپدی نی کہا اری اندہ کی
اندہ۔ اس سی صاف پایا جاتا ہی کہ بھارت کی کاریگری میں بڑی بڑی عقلمندیونکی جو اس خطہ ہوتے
تھی۔ ہماری بہت سی دوست کہینگی کہ ہندوستان میں یہ باتیں تو موجود تھیں لیکن دیش اُنتی کا
خیال ہندوستانیوں میں کبھی نہیں آیا لیکن ہم اُنسے سفارش کرتی ہیں کہ وہ تواریخ کو ذرا غور
کی نظر سے پڑہیں تو اُنکو معلوم ہو جائیگا کہ جسوقت محمود غزنوی نی ہندوستان پر حملہ کیا تھا
اُسوقت ہندوستان کی عورتوں نی اپنی زیور گلا گلا کر راجہ جیپال والی لاہور کو مدد
کیواسطی بھیجا تھا کیا اس سی بڑہکر دیش کی محبت ہو سکتی ہی کہ عورتیں جن کا کُل اثاثہ زیور ہی
ہوتا ہی اُسکو ایک کے نام پر قربان کردیں۔ ہم ایک اور واقعہ پیش کرتے ہیں کہ جسوقت راجہ
داہر والی سندہ پر مسلمانوں نی حملہ کیا اور راجہ داہر لڑائی میں مارگئی تو راجہ داہر کی رانی
نی محمد قاسم سپہ سالار اسلام کے مقابلہ پر کمر باندھی تین روز تک برابر محمد قاسم کو شکست

دی لیکن چونکہ رد و رسد کی بالکل ختم ہو جانیسے راجپوتونکی فوج کٹ گئی۔ جسوقت رانی نے
دیکھا کہ اب ملک اور دھرم کا بچانا بہت مشکل ہوگا تو رانی نے معہ اپنے خاندانکی عورتونکی
چتا میں جلنیکی تیاری کی اور سیکڑوں راجپوتونکی عورتیں اُس چتا میں اپنے دھرم کی رکشا کیواسطے بھسم
ہو گئیں اُسوقت قریباً سوا سو کے راجپوتونکی ایسے لڑکے تھے کہ جن کی عمر دس سے تیرہ برس تک تھی
اور جو اُس زمانہ کے رواج اور کشتری دھرم کے موافق گورو کل میں شستر ودیا یعنی فنون جنگ
سیکھ رہے تھے۔ جب بالوہی کیجاتیں اُن لڑکوں سے کہا گیا کہ تم یہاں سے بھاگ کر اپنی جانیں بچاؤ تو
اُسوقت اُن کشتری سکمار لڑکوں نے زور سے کہا کہ کیا کہیں دھرم شاستر میں لکھا ہے کہ کشتری
بھاگ کر جان بچائے تب جواب دیا گیا کہ ایسا کہیں نہیں لکھا تو اُنھوں نے کہا پھر ہمیں ایسا حکم کیوں دیا
جاتا ہے اِس خیال سے کہ شاید یہ زبردستی مسلمان نہ کئے جائیں اُنسے کہا گیا کہ آؤ ہماری ساتھ
جلتی ہوئی آگ میں بیٹھ کر دھرم کی رکشا کرو۔ تب اُنھوں نے پھر کہا کہ کیا کسی شاستر
میں لکھا ہے کہ کشتری کے لڑکے آتم ہتیا کریں جب کہا کہ کہیں نہیں لکھا تو کہا ہم ایسا کسطرح کر سکتے
ہیں جب اُن سے پوچھا گیا کہ تم کیا کرنا چاہتے ہو اُنھوں نے کہا لڑائی میں لڑکر مرینگے جو کشتریونکا
دھرم ہے۔ پیاری ناظرین اُن لڑکوں کی سچائی کو دیکھکر اُنکی ماتاؤں نے کہا اچھا جاؤ لیکن خبردار
کہیں بھاگ نہ آنا اور نہ دشمن کے سامنے ہتھیار رکھدینا کہ جس سے کشتری کل کو داغ لگے تب اُن
لڑکوں نے کہا ٭ ہے دیبی ہمارے تن ٹکڑے ٹکڑے ہوئیں بھلے ہی پر ارے ٭ ہے دیبی سو رنشن کھینچیں ہمیں جو

نبھ سپرشٹا ری ۔ یدی ایسند ہوا کن بندو ہوی سو کھی گشن ماہیں ۔ تدپی کشتری کے پتر تجیں رن ما ہیں
اسی ماہیں ۔ مطلب یہ کہ اگر تم ہمالیہ کی چوٹیاں ٹیڑھی ہو کر زمین پر آجاویں یا سورج اور چاند جو آسمان
پر ہیں زمین میں دھنس جائیں یا سمندر ایک بوند ہو کر سوکھ جائے یہ ناممکن باتیں اگر ممکن ہو جاویں
لیکن کشتری کے پتر میدان میں ہتھیار نہ چھوڑینگے ۔ گاڑھو دھر اسی ہاتھ کریں ٹھیک ٹھیک ہی ان
کی نانشن ماہیں تنترو کی نانشیں جیون ۔ جون نتر ہم لیو جون ہم یا یو دیکھتا ۔ آج میدہ کر گون
تون ہم کریں پر یکھتا ۔ جو یہ رکتا ہتیو سیتو جیون کا ٹوٹے ۔ تو کچھ چنتا ماہین دھرم کو نتیجہ نہ چھوڑی
بدت سکل سنسار بیر ماتا کی جائی ۔ رہیں دیش کو مان آپنو پران گنوائے ۔ مطلب یہ کہ ہم مضبوط ہاتھ سے
تلوار کو پکڑ کر یہ اقرار کرتی ہیں کہ یا تو دشمن کو فنا کرینگے یا خود فنا ہو جائینگے ۔ ہمنے جو کچھ گرو سے تعلیم حاصل
کی ہے آج میدان میں اسکی آزمائش کرینگے ۔ اگر شہر کی حفاظت کے واسطے زندگی کا پل ٹوٹ
جائے تو کچھ فکر نہیں کیونکہ دھرم کا راستہ نہ چھوڑنا چاہئے ۔ سب سنسار کو معلوم ہے کہ ہم
بیر ماتا سے پیدا ہوئے ہیں اسواسطے اپنی جان دیکر دیش کی عزت قایم رکھینگے ۔

پیاری ناظرین اگر آپ بل یعنی بہادری کے پتہ لگانا چاہیں تو ارجن ۔ بھیم ۔ بھیشم تتھا
رامچندر وغیرہ کے اتہاس سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں بل بھی بہت تھا ۔
ان ساری باتوں کی تحقیقات سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ جن باتوں کی آج بہت ہی کمی ہے یہ باتیں
پُرانے زمانہ میں بہت افراط سے تھیں اور ہندوستان میں ہر قسم کی طاقتیں موجود تھیں

کچھہ ایسی واقعات پیش آئی کہ یہ طاقت رفتہ رفتہ کم ہوگئی جس سی صاف معلوم ہوگیا کہ ہندوستان
بیمار ہی۔ تجہ نہیں پس اسکا دہی علاج ہونا چاہیئی جو کہ ایک بیمار کیواسطی ہوتا ہی کہ پہلی اُسکی بیماری
کی اسباب معلوم کرکی اُنکو دور کیا جاوی اور جب بیماری دور ہو جاوی تب عُمدہ خوراک دیکر اُسی مضبوط
کیا جاوی۔ پیاری ناظرین جو آجکل ہماری بھائی امریکہ اور انگلینڈ کی ترقی کو دیکھکر اُسکی موافق
ہندوستانکی ترقی کا خیال کرتی ہیں وہ سراسر غلطی ہی کیونکہ انگلینڈ اور امریکہ ابھی بچّی تھی اُنکی ترقی
نئی ترقی ہی اسواسطے جس غذا سی وہ طاقت حاصل کر گئی۔ اُس غذا سی ہندوستان جیسی بیمار
ملک کا ترقی کرنا بالکل ناممکن ہی۔ ہم چونکہ ایک پہاڑی چوٹی سے نیچی گری ہیں اسواسطے
ترقی کی پہاڑ کی چوٹی ہماری پیچھے ہے ہمیں ہٹکر پیچھے کیطرف چلنا چاہیئے اور انگلینڈ اور امریکہ
جو ایک پہاڑ کی نیچی چوٹی کیطرف چلے ہیں اُنکی سامنی ہی اُنکو آگے بڑہکر کام کرنا چاہیئی پس جو
لوگ امریکہ اور انگلینڈ کے طریقہ سی ہندوستان کی ترقی کرنا چاہتی ہیں وہ بہت بھاری
غلطی میں ہیں۔ اُنکی غلطی سی جسقدر ہندوستانکا نقصان ہوا ہی اُسکی کوئی حد نہیں اسواسطے خیرخواہان
مُلک کو چاہیئی کہ ذرا دماغ سے تعصب اور نخوت کی بو کو نکالکر سوچیں اور ہندوستان کی
بیماری کے اسباب کو دور کرکے ہندوستان کو ترقی دیں۔

باقی دیکھو دوسرا نمبر

آریہ سماج کے اصول

(۱) سب ست ودیا اور ودیا سے جو پدارتھ جانی جاتی ہیں اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے۔

(۲) ایشور سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سروشکتیمان۔ نیائے کاری۔ دیالو۔ اجنما۔ اننت۔ نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرو آدھار۔ سرویشور۔ سرو ویاپک۔ سرو انتریامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے۔ نت۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے اُسی کی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔

(۳) وید ست ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سُننا سُنانا آریوں کا پرم دھرم ہے۔

(۴) ست کے گرہن کرنے اور است کے تیاگ میں سروا اُدیت رہنا چاہیئے۔

(۵) سب کام دھرمانوسار ارتھات ست اور است کو وچار کر کرنے چاہئیں۔

(۶) سنسار کا اُپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ اُدیش ہے ارتھات شاریرک آتمک اور ساماجک اُنتی کرنا۔

(۷) سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھا یوگیہ ورتنا چاہیئے۔

(۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی وردھی کرنی چاہیئے۔

(۹) ہر ایک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہیئے کنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہیئے۔

(۱۰) سب منشیوں کو ساماجک سروہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہیئے اور ہر ایک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر رہیں۔

آریہ سماج کی متعلق کُل کتابیں ویدک دھرم پریس سے ملیں گی

اُوم

تحقیقات مذہب اسلام

مصنفہ منشی کشن سروپ ولد منشی مصری لال داروغہ تحصیل نگینہ

ضلع بجنور

ویدک دھرم پریس مراد آباد میں پنڈت کرپارام شرما کے اہتمام

سے چھپا

بار اوّل ۱۰۰۰ قیمت مجلد ۱۰/

اوم

تحقیقات مذہب اسلام

بعد از سپاس بیقیاس ـــــ ناظرین پر واضح ہو کہ ہمارا ارادہ ہرگز نہ تھا کہ ہم مذہب اسلام کی تردید میں فی الحال کوئی کتاب لکھیں لیکن ذیل کے دو سبب ایسے پیش آئے کہ خواہ مخواہ ہمیں اپنے انتثال کو بیقاعدہ اور نامناسب طور پر کچھ عرصہ کے لئے چھوڑنا پڑا۔

اسمیں کچھ شک نہیں کہ بیکنٹھ باشی پنڈت لیکھرام کے قتل سے اہل شعور پر اسلام کی مذہبی کمزوری اچھی طرح ثابت ہو گئی لیکن وہ اپنے زعم باطل میں یہ ضرور سمجھ بیٹھے کہ اس شیر مرد کے مرنے پیچھے اب دوسرا کوئی حمیت اسلام پر حرف گیر نہ ہوگا اور اگر ہو بھی تو ہمارے مقالموں کا اندازہ معلوم کر کے خواہ مخواہ

بھی ایسی جرأت نہو سکیگی۔

وجہہ دوم جسنے ہمیں سب سے زیادہ مجبور کیا وہ پیغمبر قادیانی کی کوتہ اندیشی کی اصلاح ہی سو ہم سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی اور بعد ازاں دوسرے گرے پڑے مُلاؤں مولویوں کو (اگر انکی ضعف بصارت کیلئے پنڈت صاحب مقبول کی مصنفہ کتابیں کحل البصر نہ ہوگئی ہوں) زور سے پکار کر کہتے اور اسطرف توجہہ دلاتے ہیں کہ وہ اپنی کور باطنی کا اس رسالہ سے علاج پکڑیں اور ہمارے مد مقابل بنیں۔

التماس

ایہا الناظرین۔ چونکہ ہم بسبب مصروفیت مشاغل علمی بالکل عدیم الفرصت ہیں اسوجہہ سے یہ رسالہ نہایت عجلت میں قلمبند کیا گیا لہذا اس کشاکش میں نہ ہم کچھ زبان پر ہی توجہہ کر سکے نہ ایسی لفاظی ہمسے ہو سکی جسمیں آپکا دل بہلجاتا پس گذارش ہی کہ آپ لفظی بحث سے سروکار نرکھکر صرف مدعا و راقم سے ہی غرض رکھیں۔

باب (۱) قران کلام الٰہی نہیں

وجہہ ظاہر ہی کہ جو کلام باہم ناسخ و منسوخ ہو جو ہمیشہ بدلتا رہی وہ عالم الغیب لاتغیر

خدا سے کسیطرح منسوب نہیں ہو سکتا۔ حمقا کہیں گے کہ جب جب کفر کی مذموم رسوم خلایق میں مروج ہو جاتی ہیں تب تب پیغمبران رہنمایان اصلاح کے لئے اُٹھا کرتے ہیں اور ایک برحق کتاب بھی اسغرض کے لئے اُنکے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ ہم قبول کرتے ہیں اور ایسا ہوتا ہے اور کتاب بھی ضرور اُنکے پاس ہوتی ہے مگر وہی جسکے احکام سے خلاف کیا گیا ہے۔ لیکن اس امر کو ہم اُنکے زیر غور رکھنا چاہتے ہیں کہ ہادیٔ خلق کا ظہور جب محض حافظہ قانون ایزدی لانے کیغرض سے ہوتا ہے تو اس مقصد بے حصول کیلئے نار واظلم اور بیجا ستم کب کب بجا ہے۔ **دیکھو** قرآن کہتا ہے یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ ۔ اے نبی جہاد کر کافروں سے اور منافقوں سے اور سختی کر اوپر اُنکے۔ (اَلتَّحْرِیْم) حالانکہ وہی قرآن لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْن بھی کہتا ہے یعنی تمہارے واسطے تمہارا دین اور میرے واسطے میرا دین (اَلْکٰفِرُوْنَ) احکام الٰہی سے خلاف کرنیکا نام کفر ہے سو وجود کفر سے پیشتر وجود احکام لازمی ہے ورنہ کفر نہیں ہوگا اسلئے جن احکام کے خلاف عملدرآمد ہوتا ہے اُنہیں کی پابندی کیلئے پیغمبران کا ظہور ہونا چاہئیے اگر کسی دوسری کتاب پر عملدرآمد کیا جاوے گا تو صریح سابقہ کتاب کے احکام کے ساتھ کُفر ہوگا پس اگر مابعد کی کتابوں کو کلام الٰہی مانا جاوے

تو آپ خیال کرسکتے ہیں کہ خدا پر اور کُتب ہای سالقہ پہ کیا کیا الزام آتے ہیں۔
قطع نظر اسکے اگر ہمیں قرآن میں کہیں ایسا لکھا ملجاوے جہاں سے شرک نکلتا ہو یعنی
قرآن خود تعلیم شرک دیتا ہو تو کیا اسپر بھی اُسکو کلام الہی مان لینا چاہیئے۔

دیکھو سورہ ص

اِذ قالَ ربک للملائکۃ انی خالق بشرٍ من طین فاذا سویتہ ونفخت فیہ من
روحی فقعولہ سٰجدین فسجد الملائکۃ کلہم اجمعون الا ابلیس استکبر وکان
من الکافرین قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت
ام کنت من العالین قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین قال
فاخرج منہا فانک رجیم وان علیک لعنتی الی یوم الدین۔

جسوقت کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں کے تحقیق میں پیدا کرنیوالا ہوں
انسان کو مٹی سے پس جسوقت درست کروں اُسکو اور پھونکوں بیچ اُسکے
روح اپنے میں سے پس گر پڑو واسطے اُسکے سجدہ کرتے ہوئے پس سجدہ کیا سب
فرشتوں نے مگر ابلیس نے تکبر کیا اور تھا وہ کافروں سے کہا اے ابلیس کس چیز
نے منع کیا تجھکو یہ کہ سجدہ کیوے تو واسطے اُس کے کہ بنایا میں نے دونوں ہاتھوں
سے کیا تکبر کیا تو نے یا تھا تو بلند مرتبہ والوں سے کہا میں بہتر ہوں اُس سے

پیدا کیا تو نے مجکو آگ سے اور پیدا کیا ہے اُسکو مٹّی سے کہا پس نکل یہاں سے
پس تحقیق تو راندہ کیا گیا ہے اور تحقیق اوپر تیرے لعنت ہے میری دن قیامت تک
دیکھو اے محمدیو قران بتلا رہا ہے کہ خدا خیر الماکرین نے فرشتوں سے آدم
کو سجدہ کرا کر رتکاب شرک کرایا اور جب ابلیس نے تقلید شرک سے انکار کیا تو صاف
بیچارے کا نام خارج کر دیا گیا گویا یہ بتلا دیا گیا کہ جو کوئی شرک سے حذر کرے اُسکو
لعنتی اور کافر سمجھو۔
اگرچہ ہماری غرض اس کُل قصّہ کے درج کرنے کی صرف اسیقدر تھی کہ ہم شرک
کا اثبات کر دیں مگر شاید حلقہ بگوشان اسلام حقیقت حال سے گریز کر کے بہ حجتیں
نکالیں اور کہیں کہ ابلیس نے تکبّر کیا تب وہ کافروں سے ہوا اور لعنتی کیا گیا۔
تو اسکا جواب یہ ہے کہ چونکہ حکم ایزدی صرف یہ تھا کہ سب فرشتہ سجدہ کریں لہٰذا اوّل
تو یہ بات کہ کیوں ابلیس نے سجدہ نکیا متعلق معاملہ نہیں لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کسی
کام کے نکرنیکی سبب جائز رکھنے پر بھی اُسکا اُس کام کا نکرنا داخل کفر ہے اگر کہا جاوے کہ ہے تو ہم
سب سے پہلے آپکے خاتم الانبیا صاحب کو ہی متکبّر ٹھہراتے ہیں۔
یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللّٰہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللّٰہ غفور رحیم
اے نبی کیوں حرام کرتا ہے اُس چیز کو کہ حلال کیا ہے خدا نے واسطے تیرے۔ چاہتا ہے

تو رضامندی بیبیوں اپنی کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (۲ التحریم)

شاہ عبد القادر اسکی بابتہ لکھتے ہیں کہ "حضرت نے اپنی ایک حرم موقوف کردی تھی یا ایک بی بی کے یہاں سے شہد پینا حرام کردیا تھا اور بیبیوں کی خاطر سے اسپر اللہ نے یہ فرمایا ہے۔ بھلا جس چیز کو خدائے عزوجل حلال کردی اُسکو حرام سمجھنا نافرمانی کفر۔ تکبر نہیں تو اور کیا ہے۔ ابلیس کے مقدمہ کے بھی بجنسہ یہی حالات ہیں کہ خدا نے شرک حلال کردیا تھا مگر اُس نے حرام کردیا۔ وجہہ تحرم ابلیس یہ ہے کہ وہ کثیف شے کو لطیف ہو کر سجدہ کرنا نامناسب سمجھتا ہے کیونکہ لطیف شے ہر حالت میں پاک ہے مگر کثیف اشیا کثیف اور قطعی ناپاک۔ اور محمد صاحب کے لئے وجہہ یہ ہے کہ اُنھوں نے بی بی صاحبہ کی دلجوئی سے حرام کردیا۔ اب ناظرین خیال کرلیں کہ کون وجہہ معقول ہے اور کون سی نامعقول۔ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کیوں محمد صاحب کے بجای لعنتی اور کفر کا طوق پہنائے جانیکے خواہ نخواہ بلا توبہ و استغفار رحمت بے پایاں مبذول کیگئی اور کس لئے ابلیس کو متکبر ٹھہرایا جاوے۔

ماسوا اِسکے ابو البشر کو کیوں خلیفہ کیا جای جبکہ وہ جنت سے باثبات جرم نکالدیا جاچکا ہے۔ کیا اُسکو ولا تقربا ھذہ الشجرۃ (مت نزدیک جاؤ اُس درخت کے) ساتھ ہی فتکونا من الظلمین (پس ہوجاؤ گے ظالموں سے) نہیں سُنا دیا گیا تھا۔ یعنی نتیجہ سے

بھی اُس کو خبردار کردیا گیا تھا۔ (دیکھو سورہ بقر) کیا یہ تکبر نہیں ہے؟
اور حضرت کو رسالت سے کیوں نہ معزول کیا جائے جبکہ انہ من قتل نفساً بغیر
نفساً او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً (اور جو کوئی مار ڈالی جی کو بغیر بدلے جی
کے یا فساد کرے بیچ زمین کے پس گویا کہ مار ڈالا سب کو"، یعنی بیخطا کسیکو
مار ڈالنا اسقدر جرم ہے کہ گویا تمام خلق اللہ کو ہلاک کر ڈالا) کا حکم ہوتے ہوئے
ایک معصوم طفل کا قاتل بنا کیا یہ تکبر و نافرمانی نہیں ہے۔ (اسکی قرآنی ثبوت سورہ کہف میں ہے)
اور موسیٰ کو کیوں نہ غرق رود نیل کیا جاے جبکہ اُس نے بھی ایک بیگناہ کا
نفس بھی بے خون کیا (دیکھو سورت قصص) کیا یہ تکبر اور نافرمانی نہیں ہے؟
اور سلیمان کو کیوں نہ دوزخ کا ایندھن بنایا جاوے جبکہ اُس نے بیزبان گھوڑوں پر
اپنی غفلت کا الزام رکھ کر خون بہایا۔ (مختصر قصہ یہ ہے کہ سلیمان کی گھوڑیوں نے
دریائی گھوڑوں سے حاملہ ہو کر بچے جنے اُنکی چال ڈھال دیکھنے میں نماز کا وقت
گذر گیا۔ اسپر غضب میں آکر اُنکو مار ڈالا کہا کہ انہیں کی بدولت مجھے غفلت ہوئی اور نماز
کا وقت نکل گیا۔) دیکھو سورت (ص)
اور داؤد کو کس استحقاق سے جنتی کہا جاوے جبکہ اُس نے اپنی شہواتی قوت
کے جوش میں آکر ایک حسینہ عورت کے نوجوان شوہر کو لڑائی کے خوفناک موقع پر بھیجکر

شہید کرا دیا۔ (سورت ص) کیا بیگانی عورت سے عشق لگانا خلاف احکام ایزدی نہیں ہے پھر کیوں اُسکو تکبر نہیں کہا جاتا۔ اے محمدی بھائیو کیا وجہ ہے کہ ان سب واقعوں پر خدا اور ملائکہ کی گواہی ہوتے ہوئے بھی اشخاص مذکورہ کو خُلد نصیب ہو اور فقط ابلیس کو کہا جاوے کہ اُس نے تکبر کیا۔

سب سے زیادہ حیرت کا فقرہ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ہے کیونکہ نہیں معلوم ہوتا کہ اُس وقت کافر کون کون تھا کہاں کہاں تھے جنمیں ابلیس کو شمار کیا گیا۔

اے اسلام کی حمیت پر جان دینے والے مُلّاؤ کہیں یہ فقرہ متشابہات سے تو نہیں ہے جسکے معنی سوائے خدا اور رسول کے دوسرا جان ہی نہیں سکتا لیکن اگر متشابہات سے ہونا بیان کرو تو بخدا آج سے آپکا ایمان قرآن پر سے جاتا رہا کیونکہ قرآن جزوی لفظی معنوی سراپا ایمان ہے پس جب اُسکے بعض فقرہ متشابہات سے ہو گئے تو گویا ایمان ہی آپسے مونہہ چھپا بیٹھا مگر نہیں آپ پشیمان نہوں ہیما ضدیت سے برابر کام لئے جاویں کیونکہ ہمیں ایک سوال اور بھی آپسے کرنا باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ آیات متشابہات قرآن میں کیوں درج کی گئیں جبکہ اُنکے مطالب سمجھنے کی آپکو قابلیت ہی نہیں اور کیوں یہ کہا جاوے کہ آپکے اور نبی اُمی حضرت خیر الماکرین کے درمیان پردہ ہے۔

لیکن اگر وہ متشابہات سے نہیں ہے تو ہم تلاش کرتے ہیں کہ وہ زمرۂ کافران کون اور کہاں تھا۔ قرانی بیان ہے کہ اُسوقت خداوند و ملائکہ کے علاوہ دوسرا کوئی زمین و آسمان میں بھی موجود نہ تھا۔ پس اِسلئے یا تو خود اللہ صاحب ہی کافر ہیں یا ملائکہ لیکن ملائکہ اُسوقت تک کافر نہیں ہو سکتے جب تک خدا خود کافر نہ ہو کیونکہ خدا ر مومن کا اُن سے اسقدر میل جول ہوا کہ تمام امورات خدائی انہیں کی معرفت انجام پائیں ناممکن ہے اور اِس بارہ میں اللہ صاحب کا بیان ہے ہم وجہہ ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتیٰ اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق۔ پس جب ملاقات کرو تم کافروں سے پس مارو گردنیں اُنکی یہانتک کہ جب چور کر دو اُنکو پس محکم کرو قید کرنا (۴ سحمد) لہذا اللہ میاں خود ہی کافر ثابت ہوئے اور یہی وجہ ہے کہ اُس نے ابلیس کے معاملہ میں تعصب سے کام لیا۔

رہی یہ بات کہ ابلیس کو کیوں کافر کہا گیا اُسکا جواب یہ ہے کہ نصاریٰ مسلمانوں کو اور مسلمان یہودیوں کو کافر کہتے ہیں اسیطرح ہر فرقہ اپنی کو بہتر اور ناجی اور دوسرے کو کمتر اور ناری خیال کرتا ہے پس جب خدائے قرآنی کافر ثابت ہوا تو اُس سے محمد صاحب پر قرآن ہادی ایمان کا نزول تبلایا جانا امر غلط فہمی ہے

ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری

نفس ماذا تکسب غدًا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر =

یعنی تحقیق علم قیامت نزدیک خدا کے ہے وہی پانی برساتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ

شکم مادر میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کما ویگا اور نہیں جانتا کوئی کہ

کس زمین میں مرے گا تحقیق اللہ جاننے والا خبر دار ہے (لقمٰن)

جواہر التفاسیر میں ہے کہ وارث بن عمرو صحابی نے سوال کیا کہ ای محمد قیامت

کب آئیگی اور بارش کب ہوگی اور میری عورت پسر جنے گی یا دختر اور کل میں

کیا شغل اختیار کروں گا اور میری قبر کسجگہ ہوگی اُسپر یہ آیت نازل ہوئی۔

اب اے ناظرین آپ غور فرما دیں کہ قرآن میں خدا کہتا ہے = انی

اعلم غیب السمٰوات والارض یعنی تحقیق میں جانتا ہوں چھپی چیزیں آسمان

اور زمین کی اور خود آیت مذکور میں ہے کہ علم غیب خدا کے پاس ہے پس اگر قرآن

کلام الٰہی ہوتا تو عالم الغیب خدا سے ایسا جواب اس سوال کا نہیں مل سکتا تھا

اور قرآن میں سوال و جواب کا پایا جانا صریح ثبوت اس امر کا ہے کہ وہ ایجاد

بندہ ہے کیونکہ اگر ہم یہ بھی فرض کریں کہ قرآن بخلاف اور کتابوں کے ایک ایک

آیت ہو کر نازل ہوا ہے تو بھی ایسے سوالات کا جواب پایا جانا چاہئیے تھا نہ اسطرح جیسے

کہ علم غیب تو خدا کے ہی پاس ہے۔

وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا

اور سوال کرتے ہیں تجھ سے روح کا کہہ کہ روح حکم پروردگار میرے سے ہے اور نہیں دیا گیا تم کو علم مگر تھوڑا (بنی اسرائیل) شاہ عبد القادر اسطرح تفسیر کرتے ہیں کہ حضرت کی آزمائش کو یہود نے پوچھا سو اللہ نے نہ بتایا کہ انکو سمجھنے کا مادہ نہ تھا۔ آگے بھی پیغمبروں نے خلق سے باریک باتیں نہیں کہیں اتنا جاننا بس ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آئی وہ جی اٹھا جب نکل گئی وہ مرگیا اور تفسیر زاد الآخرت منظوم میں بھی یہی لکھا ہے۔ جیسے کہا کرتے ہیں لاگر تم نہیں سمجھتے تو تمھارا سمجھانا فضول ہے۔ اے جناب رسالتمآب یہود کو نہیں علم روح اپنی امت کو تو سکھلایا ہوتا۔ آپ کہتے ہیں کہ علم روح جیسے ادق علم کی خلق کو سمجھنے کی قابلیت نہیں تھی اور ہم آریہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ہماری یہاں کے بچوں سے اس میں سبق پڑھ سکتے ہیں۔

خیر ہم اپنے مدعا پر ہی نظر رکھتے ہیں۔ دیکھو قرآن میں ہے:۔

لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْہَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری طرف تیری اتاری اسکو ساتھ علم اپنے کے۔ (النساء)

یعنی خدا نے قرآن کا اپنے خاص علم سے اُتارا ہی تو اے محمد تو سوچ کہ کیا خدا کی
علم خاص میں علم روح داخل نہیں ہی اور یہ بڑی ہی تعجب کی بات ہی کہ علم روح
خدا کے علم خاص سی بھی زیادہ مشکل ہی۔

قرآنی لفظوں پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روح امر خدا سے ہی

لہذا اے مولوی و حافظ لوگو اس سے ثابت ہوا کہ وہ قرآنی خدا جسپر آپ بھروسہ
رکھتے ہیں یا مصنف قرآن۔ اسقدر بھی نہیں جانتا کہ امر کے ساتھ جیسے امر
لازمی ہی ویسے ہی مادہ بھی۔ کیونکہ امر فعل متعدی ہی۔

اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ خدا میں امر کرنیکی طاقت یعنی حکم کرنے یا بولنے کا
مادہ کب سے ہی۔ اگر وہ قدیم سے ہے تو مامور بھی قدیم ہوا۔ اگر کہو کہ بعد کو یہ قوت
حاصل ہوئی تو بوقت حصول اور اُس سے پیشتر وہ ضرور بولنے سے مجبور تھا
اور محتاج بالغیر پایا گیا لیکن عجز و احتیاج خاصہ بشری ہی لہذا دعوا شما
غلط ثابت ہوا پس نتیجہ یہ ہی کہ امر خدا بصیغہ فاعل جس وقت سے ہی اُسی وقت
سے مامور روح بصیغہ مفعول موجود ہی اور اس لئے ازلی ہی اور چونکہ کوئی
کثیف شے ازلی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ انتہا کثیف اجزائے ترکیبی رکھا کرتی ہی جنکی
ترکیب کو کسی نہ کسی وقت انحلال لازمی ہی پس روح اجسام لطیف سے ہی

یہ علم روح کسے ہے جسکی ذخیرہ ای محمدیہ اور پیغمبر اُمّی کو بسبب عدم تحقیق حیلہ کرنا پڑا۔

سَیَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَۃٌ رَّابِعُھُمْ کَلْبُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ خَمْسَۃٌ سَادِسُھُمْ کَلْبُھُمْ رَجْمًا بِالْغَیْبِ وَیَقُوْلُوْنَ سَبْعَۃٌ وَّثَامِنُھُمْ کَلْبُھُمْ قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِھِمْ مَّا یَعْلَمُھُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ ۔

البتہ کہیں گے وہ (اصحاب کہف) تین ہیں اور چوتھا اُنکا کتا اور کہیں گے پانچ ہیں اور چھٹا اُن کا کتا۔ بات کہتے ہیں بن دیکھے اور کہیں گے سات ہیں اور آٹھواں اُنکا کتا کہہ کہ پروردگار میرا گنتی اُنکی خوب جانتا ہے نہیں جانتے اُنکو مگر تھوڑا

(الکھف)

اگر قرآن کلام خدا ہوتا تو حضرت خیر الماکرین اُنکی تعداد تحقیقی کیوں نہ بتلاتے کیونکہ قرآن اُسکے علم خاص سے اُتارا گیا ہے۔ ای ناظرین کیا یہ نتیجہ نہیں ہے کہ قرآن اور اُسکے مضمون کا خدا کو علم تک بھی نہیں ہے ورنہ لوگوں کا جھٹلانا مگر خود اُنکی شمار نہ بتانا کیا معنی رکھتا ہے۔ وَیَسْئَلُوْنَکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ سوال کرتے ہیں تجھسے قیامت کا کہہ سوائے اسکے نہیں کہ علم اسکا نزدیک اللہ کے ہے (احزاب)

یہ آیت قرآن کے من دون اللہ ہونے کا قطعی ثبوت ہے کیونکہ قرآن میں محمد کی
نسبت ہے کہ انما انت منذر یعنی سوائے اسکے نہیں کہ تو ڈرانیوالا ہے۔ اور
یہاں مقتضے ہے کہ وہ تخویف قیامت کی ہے پس اگر قرآن کلام الہی ہوتا تو قیامت کا
متحقق وقت ضرور بتلایا جاتا کیونکہ محمد کی تبلیغ ہی صرف اسلئے ہے۔

وارسلناہ الی مائۃ الف او یزیدون اور بھیجا ہم نے یونس پیغمبر کو طرف لاکھ
آدمیوں یا اس سے زیادہ کے (الصفت)

یہ آیت بھی قرآن کے من دون اللہ ہونے پر دلالت کرتی ہے ورنہ لازم آتا
کہ خدائے محمدیہ لاکھ سے آگے گنتی بھی نہیں جانتا۔

(۱) یاایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع
علیم۔ ای ایماندار لوگو مت بڑھو آگے خدا اور رسول کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق وہ
سننے والا جاننے والا ہے۔ (الحجرات)

(۲) یاایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ ای ایماندار لوگو مت
بلند کرو آواز اپنی اوپر آواز نبی کی (الحجرات)

(۳) ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون ولو انہم صبروا
حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم۔ تحقیق پکارتے ہیں تجھکو دروازہ پرے

جو لوگ بہت اُنکے نہیں سمجھتے کہ اگر وہ صبر کریں یہاں تک کہ نکلے تو طرف اُنکے البتہ بہتر ہے واسطے اُنکے (الحجرات)

(۴) یاایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ

ای باایمان لوگو اگر آوے تمھارے پاس کوئی فاسق خبر لیکر پس اُس خبر کی تحقیق کرلو ایسا نہو کہ ایذا پہونچاؤ کسی قوم کو نادانی سے۔ (الحجرات)

واذا راوا تجارۃ اولھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر الرازقین اور جسوقت وہ دیکھتے ہیں سوداگری یا تماشا دوڑ جاتے ہیں طرف اُس کی اور چھوڑ جاتی ہیں تجھ کو کھڑا کہ جو کچھ نزدیک اللہ کے ہے بہت بہتر ہے تماشے سے اور سوداگری سے اور اللہ بہتر رزق دینیوالا ہے (الجمعہ)

تفسیر مولانا عبدالقادر، نمبر (۱) مجلس میں کوئی کچھ پوچھے تو حضرت کی راہ دیکھو کہ وہ کیا فرماتے ہیں تم اپنی عقل سے آگے سے ہی جواب نہ بیٹھو۔

نمبر (۲) اس سورے میں حقتعالیٰ نے آداب سکھلائی رسول کے اور آپس کے۔ ایک ادب یہ ہے کہ مجلس میں شور نکرو کہ حضرت کی بات سُنی نہ پڑے۔

نمبر (۳) بنی تمیم آئے ملنے کو حضرت گھر میں تھے باہر سے

لگے پکارنے چاہیئے آدمی کی زبانی خبر کرنا۔

تفسیر شاہ عبد القادر نمبر (۴) ایک شخص کو حضرت نے زکوٰۃ لینے کیواسطے ایک قوم پر بھیجا وہ قوم اسکے استقبال کو نکلی اسلام سے پہلے اُس شخص اور اسلام سے بیر تھا وہ شخص ڈرا کہ شاید میرے مارنیکے لئے آتے ہیں اور فرار ہو کر مدینہ میں پہونچ مشہور کر دیا کہ وہ قوم مرتد ہو گئی حضرت نے اُنپر فوج بھیجی جب اصل کیفیت معلوم ہوئی تب یہ آیت اُتری۔

تفسیر (〃) نمبر (۵) ایکبار جمعہ میں حضرت خطبہ فرما رہے تھے اُسیوقت بنجارہ آیا اُس کے ساتھ نقارہ بجتا ہوا۔ پہلے سے شہر میں اناج کی کمی تھی لوگ دوڑ کر اسکو ٹھہر اویں نماز پھر پڑھیں گے۔ حضرت کے ساتھ کل بارہ آدمی رہگئے اُنھیں کو نماز پڑھی اور بعد ازاں یہ آیت نازل ہوئی۔

اگرچہ ایسی ہی لاتعداد آیتیں ہم قرآن سے پڑھ سکتے ہیں مگر بنظر طوالت صرف مشتے نمونہ از خروارے یہ ہم لوگ عرض کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو کیوں پہلے سے ایسے احکام منضبط فرمادینے کی نہ سوجھی جبکہ اسکو عالم الغیب بھی کہا جاتا ہو۔

اب ہم چند دلائل ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

قرآن نے ... کوئی

سورت ایسی نہیں جسمیں جملاً یا تفصیلاً کوئی قصہ یا ضرب لوگوں کا طرز عمل نہ بیان کیا گیا ہے لہذا ایسی کتاب جسکا وجود اساطیر الاولین سے تیار کیا گیا ہو کلام الٰہی نہیں کہی جا سکتی =

(۲) قران میں شیطان کا کلام کا فروں کا بیان۔ قوم یہود و نصاریٰ کی گفتگو۔ نیز اکثر بندگان خدا کی مناجات بھی درج ہے اور محمدی لوگ اُس صحیفہ کو کلام الٰہی مانتے ہیں لہذا وہ بھی کلام الٰہی سے ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کو خواہ نخواہ خدا سے منسوب کر دیا گیا ہے =

(۳) جن کتابوں کو کلام الٰہی بیان کیا جاتا ہے وہ سب کلیتاً ایک ہی وقت میں نازل ہوئی ہیں جس سے یہ الشیور یہ نیم پایا جاتا ہے کہ وہ دفعتاً احکام نازل کیا کرتا ہے پس کوئی وجہ نہیں کہ قرآن باوقات مختلف تھوڑا تھوڑا کرکے اُتارا جاوے =

یہ اعتراض کفار نے بھی محمد صاحب سے کیا تھا جسکے جواب میں یہ آیت ہے۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْہِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً کَذٰلِکَ لِنُثَبِّتَ بِہٖ فُؤَادَکَ وَرَتَّلْنٰہُ تَرْتِیْلًا۔ کہا کافروں نے کیوں نہ اُتارا گیا اوپر اُسکے قرآن ایکبار اکٹھا اسیطرح اُتارا ہم نے تو کہ ثابت کریں ہم ساتھ اُسکے دل تیرے کو اور تھم تھم کر

پڑھا ہم نے اُسکو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا (الفرقان)
جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگلے پیغمبر ان کے دلوں کو قایم رکھنا خدا
کو منظور نتھا اور نیز یہ کہ محمد کو قرآن پر کماحقہٗ اعتقاد نتھا۔ لیکن کیا قرآن کو سب
پڑھکر محمد کا دل ثابت نہیں رہ سکتا تھا؟ کیا محمد کے نزدیک قرآن کی بعض
آیتیں ایسی ہیں کہ اُن کے پڑھنے سے دل ٹوٹ جاتا ہے؟ شاید محمدی
لوگ کہینگے کہ محمد صاحب محض اُمّی (ان پڑھ جاہل) تھے اسلئے قرآن
کو پارہ پارہ نازل ہونے کا یہی مقصد ہے کہ آنحضرت بھی خود ایکمرتبہ سب کو
وظیفہ کرلیں۔ تو ہم جواباً کہتے ہیں کہ وہ جیسے اُمّی تھے ویسے ہی صحت لفظی اُن
سے ناممکن ہے اور جسطرح کہ بعض ادق الفاظ کو دن اور کوڑہ زبان سے
اچھی طرح نہیں ادا کر سکتے بہت ممکن ہے کہ محمد صاحب سے بھی اکثر جملہ اُسکا نہ ادا
ہو سکا ہو یا اَشدّہ طور پر کہا گیا ہو۔ پس ایسی غلطی کیصورت میں تو کلام الٰہی کا
بھی ستیاناس ہو گیا۔ اللہ صاحب کو کسطرح زیبا نہیں تھا کہ وہ جاہلونکو
پیغمبر گردانیں اور علما و فضلا قریش کو اس اعزاز سے محروم رکھیں اور طرفہ
تعجب یہ کہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی (الاحزاب) آپ اور ملائکہ
ایسے نبی پر درود بھیجیں۔ ہا انہیں باتوں نے تو خدائی کا ناس کر دیا افسوس

خدا صاحب ابتک بھی نہیں سمجھے۔
(۴) زبور۔ توریت۔ انجیل وغیرہ وغیرہ بھی کلام الٰہی ہیں لیکن اُسکی
تلاوت مسلمان لوگ نہیں کرتے اس عمل سے پایا جاتا ہے کہ وہ اُنکے زعم
میں کلام الٰہی نہیں ہیں۔ اگرچہ قرآن میں بھی اُنکو اکثر جگہہ مِن عِندِ اللہ
کہا گیا ہے لیکن یہ ہدایت کہیں نہیں کی گئی کہ قرآن کی مانند اُن سب کو بھی
وظیفہ کیا کرو۔ پس جب وہ ہی کلام الٰہی نہیں تو قرآن جو اکثر اُنکا خوشہ چین ہے
کب کلام الٰہی ہے۔
(۵) کُتب مذکورہ کی تنسیخ کی بابت قرآن میں کوئی حکم نہیں ہے لہذا اُنکے
موجود ہوتے ہوئے قرآن کا بھی خدا سے نازل ہونا بیان کرنا محض نافہمی ہے۔

باب دوم (معجزات)

اوّل ہم معجزہ فصاحت قرآن کو ٹھہرا کر اُسکی تکذیب بحوالہ قرآن کرتے ہیں۔
وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔
اور اگر ہو تم شک میں اُس چیز سے کہ اُتارا ہم نے بندہ اپنے پر پس لے آؤ

ایک سورۃ مانند اسکی اور پکارو تن ہدوں اپنے کو سوائے اللہ کے اگر سچے ہو۔ (انفال)

اس آیت کی بابتہ محمدی لوگ یہ ہی بیان کرتے ہیں کہ فصاحت و بلاغت میں سورۃ مانگی گئی ہے۔ اگرچہ فصحاء و بلغاء عرب کی اس بارہ میں صدھا شہادتیں موجود ہیں کہ قرآن کو دعوی فصاحت بیجا ہے اور صرف قرآن فیضی اور فاروق مسلمہ کو پڑھکر ہی ناظرین قرآنی فصاحت کی بابت رائے زنی کر سکتے ہیں مگر چونکہ ہمارا دعوی ہے کہ قرآن ہی سے اسکا ثبوت دیں اسلئے ہم قرآن متعلق فصاحت ذیل کی اس ایک ہی شہادت پر بوجہ طوالت اکتفا کرینگے۔ فصاحت کی بابت قرآن میں کل پانچ موقعوں پر اذن عام دیا گیا ہے کہ لے آؤ ایک سورۃ اور دو سورۃ اور دس سورتیں۔ لہذا ناظرین ان پانچوں دعوں کا ایک ہی حال سمجھیں۔

واذا تتلی علیھم اٰیتنا قالوا قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل ہذا ان ھذا الا اساطیر الاولین اور جب پڑھی جاتی ہیں اوپر انکے نشانیاں ہماری کہتے ہیں تحقیق سنا ہم نے اگر چاہیں البتہ کہہ لیویں مانند اسکے نہیں یہ مگر کہانیاں پہلوں کی۔ (الانفال) یعنی کافر کہتے ہیں کہ ہم ایسی سورتیں بنانے پر قادر ہیں۔

گویا خدا، قرآنی فصاحت کفار کو تسلیم کرتا ہے لیکن یہ کہتا ہے کہ اگلے لوگوں کا قصہ کہہ سکتے ہو۔

ہمیں خدا، محمد یہ کی اس بات کا کہ وہ اگلے لوگوں کے قصہ کہلاتے ہیں نہایت اچرج ہے وہ خود اپنے گریبان میں منہہ ڈالکر دیکھے کہ کوئی بھی سورۃ قرآن کسی قصہ سے خالی ہے بلکہ قرآن میں بعینہ توریت۔ زبور وغیرہ کے مضامین بہ تبدیل الفاظ درج ہیں اور بہت سی باتیں پارسیوں کی نقل کی ہیں۔ ہاں بعض باتیں جو محمد صاحب کے خانگی امورات اور مسلمانوں کی نفسانی خواہشوں کی تکمیل کی متعلق ہیں البتہ محمد صاحب کے وقت میں اُس مجموعہ قصص میں درج کی گئی ہیں۔

ہم اِن سب باتوں کو نظرانداز کر کے حسب منشا محمدیاں تسلیم کئے لیتے ہیں کہ قرآن کلام الٰہی ہی ہے اور وہ حق کے ساتھ محمد کے ساتھ ہوا ہے۔ مگر تو بھی فصاحت قرآن محمد صاحب کے لئے معجزہ نہیں ٹھہرتی کیونکہ وہ محمد صاحب کا اپنا کلام نہیں ہے۔ اگر ہم کہنے لگیں کہ پیدائش زمین و آسمان اور اختلاف اللیل و نیز تمام مخلوقات ہمارا معجزہ ہے تو یقیناً کوئی بھی نمانیگا اِسلئے اگر محمد صاحب اپنی ہی زبان معجز بیان کی فصاحت پر اُسکے معجزہ ہونے

کا دعویٰ کرنے اور وہ پایۂ ثبوت کو بھی پہونچ جاتا تو البتہ معجزہ محمدیہ کہا جاتا۔
معجزہ کے معنی جس حیثیت سے کہ وہ استعمال کیا جاتا ہے "عاجز کرنا بذریعہ
خرقِ عادات امور کی"، جیسے آگ کا خاصہ جلانے اور روشنی دینے کا ہے
اگر اُسکی عوض بلا کسی بیرونی کے وہ سرد و تاریک ہو جاوے تو اس نمایاں تبدیلی
کا نام معجزہ ہے۔ سب ایسے امورات کا وقوع میں آنا گویا الیشور یہ نیم کا بدلنا سمجھا جاتا ہے
یعنی لاَ انقلابی خدا کی قدرت میں دست اندازی کرنا ہے اس لئے اُس سبب سے یہ
ہی سمجھا جاتا ہے کہ اِس قسم کے بیانات محض افترا پردازی اور داخلِ فریب
ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اِس قسم کا فریب اکثر اعرابیوں اور جاہلوں پر
ہی ہوا کرتا ہے عُقلاء ہمیشہ اُس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے رہے ہیں
اس لئے ہمیں اپنے بھولے محمدی بھائیوں کو بتلانا پڑا کہ یہ سراسر دام تزویری ہے۔
اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ پاس آلگی وہ گھڑی اور ٹکڑے ہو گیا چاند
(الْقَمَرُ) یہ قرآنی معجزہ ہے۔ یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت شق القمر
خدا کی طرف سے بطور شہادت ہے اور کچھ ملّا لوگ خواہ مخواہ بھی اس کو کھینچ تان کر
معجزہ ٹھہرا دیتے ہیں۔ لیکن (شاہ رفیع الدین جو مقتداء مفسرین ہیں)
کے نزدیک آیت ہذا کا ترجمہ اس طرح نہیں ہے جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے وہ یہ ترجمہ

کرتے ہیں «نزدیک آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند» (دیکھو ترجمہ شاہ رفیع الدین مطبوعہ بار پانزدہم مطبع نولکشور صفحہ (۷۴۳)) اور بلحاظ قرآن ظاہر ہو سکتا ہے کہ جس جس موقع پر بھی لفظ ساعت آیا ہے وہاں وہ قیامت ہی کے موزوں معنیوں میں استعمال ہوا ہے۔

دیگر مفسرین اسکی اسطرح پر تفسیر کرتے ہیں (حج کے دنوں میں آدھی رات کو کافر جمع تھے حضرت انکو سمجھاتے تھے اُنھوں نے مانگی کچھ نشانی۔ حضرت نے کہا دیکھو آسمان کیطرف چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک اُن سے مشرق کو اور ایک مغرب کو۔ جب تک خوب طرح دیکھ لیا پھر آپسمیں مل گئے) اور بعض کتب محمدیہ میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت نے آستینوں سے نکالدیا (شاید حضرت کی آستین باب جہنم سے بھی طول اور عرض میں سوا ہونگی)

اسمیں شک نہیں کہ اگر تفاسیر و احادیث معاملات مذہبی میں دخل نہ رکھتیں ہوتیں تو اسلام کبھی کا سلام کر چکا ہوتا۔ ان تفاسیر پر بعینہ مدعی سُست اور گواہ چُست کی مثل صادق آتی ہے۔ قرآن میں جو محمدیوں کا سراپا ایمان ہے معجزہ نمائی کا نام تک بھی ڈھونڈھے نہیں ملتا مگر ان خیالی کتابوں میں پل باندھ دیئے گئے ہیں۔

دیکھو قرآن ہمارے ہم لسان ہے

ولیقول الذین کفروا لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ انما انت منذر ولکل قوم ھاد

اور کہتے ہیں کافر کیوں نہیں اُتری اُسپر (محمد پر) کوئی نشانی رب اُسکے سے
سوای اس کے نہیں کہ تو ڈرانیوالا ہے واسطے ہر قوم کی ہدایت کرنیوالا۔ (الرعد)

وقالوا لولا انزل لنا آیٰت من ربہ قل انما الاٰیٰت عند اللّٰہ ۔ کہا اُنھوں نے کہ کیوں
نہ اُتریں اُسپر نشانیاں کہہ سوا اسکے نہیں کہ نشانیاں نزدیک پروردگار
میرے کے ہیں ۔ (العنکبوت)

وقالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعاً اوتکون لک جنۃ من نخیل
وعنب فتفجر الانھر خلٰلھا تفجیراً وتسقط السماء کما زعمت علینا کسفاً اوتاتی باللّٰہ
والملائکۃ قبیلاً اویکون لک بیت من زخرف اوترقیٰ فی السماء ولن نومن لرقیک
حتی تنزل علینا کتاباً نقرؤہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولاً ۔

اور کہا اُنھوں نے (کافروں نے) ہرگز نہ مانیں گے ہم تیرا کہنا (یعنی تجھپر ایمان
نہ لائیں گے) یہانتک کہ بہاوے تو ہمارے واسطے زمین سے چشمہ یا ہووے
واسطے تیرے باغ کھجور۔ اور انگور کا پس بہا لاوے تو نہریں درمیان
اُس کے سے یا ڈالدے تو آسمان کو جیسا کہا کرتا ہے اوپر ہمارے

ٹکڑے ٹکڑے یا لے آوی تو اللہ کو اور فرشتوں کو مقابل یا ہو واسطے تیرے
ایک گھر سونے کا یا چڑھ جاوے تو آسمان پر اور ہرگز نمانیں گے ہم چڑھ جانے
تیرے کو یہاں تلک کہ اُتار لاوے اوپر ہمارے کتاب اور ہم پڑہیں اُسکو
کہہ اللہ پاک ہے میرا نہیں ہوں میں مگر آدمی پیغمبر۔ (بنی اسرائیل)

اسجگہہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ محمد صاحب کے پاس وحی کا آنا غلط فہمی ہی۔
کیونکہ جب اُسکو تانی باللّٰہ والملئکۃ قبیلاً (لے آ خدا اور فرشتوں کے روبرو) کہا
گیا تھا تو ضرور تھا کہ وہ کم سے کم اُس دحیہ (جبرئیل) کو جو اُسیوقت قُل
سُبحان ربی الخ کا جملہ کان میں پھونک رہا تھا اپنی صداقت کے ثبوت میں
پیش کرتے مگر شاید یہ ہوا ہوگا کہ وہ دم دلاسا دیکر بھاگ گیا ہوگا کیونکہ آخر کا
ہے تو حضرت ابلیس کا ہی شاگرد رشید۔

وقالوا لولا انزل علیہ ملک ولو انزلنا ملکاً لقضی الامر ثم لا ینظرون۔ اور کہتے
ہیں کیوں نہیں اُتارا گیا اوپر اُس کی (محمد کے) کوئی فرشتہ (بطور نشانی)
اور اگر اُتارتے ہم فرشتہ البتہ فیصل کیا جاتا کام پھر نہیں ڈھیل دی جاتی (آل عمران)

یہ آتیں ہم محمد صاحب کی بے معجزگی کے ثبوت میں پیش کر رہی ہیں
مگر بمقتضاء ایک نتیجہ دو کاج یہاں یہ بھی دکھلاتی ہیں کہ کافروں کے

ساتھ خدائے محمدیہ کو پوری پوری ہمدردی ہے ورنہ یہ رعایت کہ اگر ہم کوئی فرشتہ بھیجتے تو پھر ڈھیل نہ دیے جاتے اور کام فیصل ہی کر دیا جاتا یعنی ہم عذاب بھی اتارتے۔ کیا معنی رکھتی ہے۔ اور جبرئیل کا وحی لانا تو قطعی اس آیت سے باطل ہو گیا۔

وقالوا لولا نزل علیہ آیۃ من ربہ قل ان اللہ قادر علیٰ ان ینزل آیۃ ولکن اکثرھم لا یعلمون۔ اور کہا انھوں نے کیوں نہیں اتاری جاتیں اس پر نشانیاں پروردگار اسکے سے کہہ تحقیق اللہ قادر ہے اوپر اس کے کہ اتارے نشانی اور اکثر انکے نہیں جانتے۔ (الانعام)

ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنھار لاٰیٰت لاولی الالباب۔ تحقیق بیچ پیدائش زمین و آسمان اور آنے جانے دن اور رات کے البتہ نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔ (آل عمران)

قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانھم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون۔ تحقیق جانتے ہیں ہم تحقیق وہ البتہ غمگین کرتی ہیں تجھ کو (معجزہ طلب باتیں) جو کچھ کہ وہ کہتے ہیں پس تحقیق وہ نہیں جھٹلاتے تجھ کو لیکن ظالم ساتھ نشانیوں اللہ کے (پیدائش زمین و آسمان) انکار کرتے

ہیں۔ (الانعام)

لوما تاتینا بالملئکۃ ان کنت من الصدقین ما ننزل الملئکۃ الا بالحق
کیوں نہیں لے آتا ہماری پاس فرشتوں کو اگر تو سچا ہے نہیں اتارتے ہم فرشتونکو
مگر ساتھ حق کے۔ (الحجرات)

اور جب محمد صاحب معترض کی معجزہ طلب باتیں سنتے سنتے تنگ آگئے تو آخر
غیظ بڑھا اور ذیل کے فقرہ تراشے۔

والذین سعوا فی ایتنا معجزین اولئک اصحب الجحیم۔ جن لوگوں نے
سعی کی بیچ نشانیوں ہماری کے عاجز کرنے کو یہ لوگ ہیں رہنے والی دوزخ
کے۔ (الحج)

والذین سعو فی آیتنا معجزین اولئک لھم عذاب من رجز الیم۔
جو لوگ ہرج کرتے ہیں بیچ نشانیوں ہماری کے عاجز کرنیوالے ہو کر یہ لوگ
واسطے اُن کے عذاب ہے سخت قسم ہی درد دینے والا۔ (السبا)

اگرچہ اسقدر شہادتوں اور ایسی شہادتوں کے مقابلہ میں جو بحسب اعتقاد محمدیان
خدائے محمدی کیطرف سے ہوں احادیث و تفاسیر جو صفات بشری سی ہوں
کسیطرح قابل اعتبار نہیں ہو سکتی ہیں لیکن ای ناظرین پھر بھی ہمیں اپنے

بعض ناعاقبت اندیش بھائیوں کی کج فہمی سے گمان ہوتا ہے کہ وہ ضرور لکیر کے فقیر بنے رہیں گے لہذا اب ہم خود ہی بعض معجزوں پر بحث کرتے ہیں

امر تنقیح طلب معجزہ شق القمر

جس آیت شق القمر سے انشقاق قمر کا معجزہ کھڑا کیا جاتا ہے اُسکے معجزہ مان لینے کا کیا ثبوت ہے۔ آیا صرف اسقدر ہی کہ بطفیل اعجاز پیغمبر چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور کتب ہائے مذہب اسلام میں اُسکا اندراج بطور واقعہ تاریخی ہوا۔ کافی ہے یا کہ ایسے عظیم الشان معجزہ پر دوسرے قوم و گروہ کے لوگوں کی بھی شہادت ہونی ضرور ہے (۲) آیا جس غرض کے لئے معجزہ شق القمر ظہور میں آیا وہ حاصل ہوئی یا نہیں۔

اب ہر ایک امر تنقیح کا جواب بالتفتیش و تحقیق دیا جاتا ہے۔

(نسبت امر اوّل) یہ بات قابل غور ہے کہ کتب دین اسلام میں کسی ایسے واقعہ کا تاریخی طور پر درج ہونا جیسا کہ معجزہ شق القمر کیا وقعت رکھتا ہے اور اُسکا نفس معاملہ پر کیا اثر ہے چنانچہ کتب ہائے اسلام میں درج ہے کہ محمد صاحب کی زندگی میں تفاسیر و احادیث تو در کنار قرآن تک بھی ضبط تحریر میں نہیں

آیا تھا صرف دو دو وچار چار آیتوں کے علی قدر الحافظہ حافظ تھی لہذا ایسے
وقت میں معجزہ شق القمر کا تاریخی طور پر لکھا جانا بنا، فاسد علی الفاسد ہی۔
علاوہ ازیں جملہ محدثین وفات محمد سے ۱۰۰ برس اور اُس سی بھی زیادہ
عرصہ بعد کو پیدا ہوئے ہیں اور اُن سے بعد کو مفسرین کا نمبر ہی بس
خیال کرنا چاہئیے کہ واقعہ ایک عرصہ تک بلکہ پُشتہا پُشت تک زبانی رہا
اُسکی اصل میں کہاں تک تحریف ہوئی ہوگی۔ اب یہ بات کہ گو وہ واقعہ
ایک عرصہ دراز تک زبانی رہا اور کچھ سے کچھ ہو گیا تاہم امر واقعہ ضرور ہے
ورنہ اُسکی تحریف نہیں ہوسکتی۔ اِسکا جواب یہ ہی کہ مصداق "پیراں نمی پرند
مریداں مے پرانند" اُنھیں محدثین و مفسرین کی افترا پردازی ہی جنھوں نے
فضیلت اسلام جتانے کے لئے لکھ مارا کہ نور احمدی ہی باعث تخلیق عالم ہی
چونکہ محمدی لوگ آنحضرت کو افضل الانبیا کہتے ہیں لہذا ایسے عظیم الشان نبی
سے جس پر ڈگری نبوت ختم ہوتی ہو ایسے ہی عظیم الشان معجزے کا منسوب ہونا
مناسب تھا۔
اِس میں کچھ شک نہیں کہ محمد صاحب کی ہی خلقت نے آگے کے لئے
نبیوں کی راہ ماردی ورنہ محدثین ایسے لوگونکی نبوت کے لئے بڑی بڑی

خواہشیں تھیں۔ آخر الامر اپنی یادگاری اور شہرت کے لئے اُنکو یہ طریقہ اختیار
کرنا پڑا کہ خیالی ڈھکوسلوں کو معجزہ قرار دے کر حضرت سے منسوب کر دیا
اور کوشش کرتے کرتے آخر جھوٹ کو یہ سچ کر دکھایا اور یہانتک طبیعتوں کو مسخر
کیا کہ اب اُنھیں باتوں کو مانتے ہیں جن کے خلاف میں فلسفہ و حکمت طبیعات
کی گواہی ہے محمدی لوگ اپنے لئے سُنت خیال کرتے ہیں۔
شق دوم امر تنقیح طلب بدا محمدیوں کے لئے نہایت مضر ہے کیونکہ الشمس والقمر واحدٌ
فی الدہر چاند اور سورج دُنیا بھر میں ایک ایک ہی ہیں لہذا چاہیئے کہ اکثر
غیر ممالک کے باشندگان بھی اس واقعہ پر مطلع ہوں لیکن چونکہ یہ واقعہ
اسلام ثابت نہیں کر سکتا پس وہ اُس سے کسیطرح معجزہ نہیں ہو سکتا۔
تنقیح دوم کی بابت اثبات میں اسلام کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے
بلکہ وہ خود کہتا ہے کہ ابوجہل سرگروہ کفار حلقۂ اسلام میں مرتے دَم تک
نہ در آیا۔
پس جب نتیجہ ہر دو امور تنقیح اور وجہ ثبوت کو یکجا کر کے ملاحظہ کیا جاتا
ہے تو معاً معجزہ شق القمر غیر واقعہ اور ناقابل یقین ٹھہر جاتا ہے۔
معجزہ ثانی یہ ہے کہ جب شدت جنگ ہوئی تب آنحضرت نے ایک

مشت کنکر یا مٹی مخالف کے لشکر میں پھینکیں اللہ کی قدرت سے ہر کسی کی آنکھ
میں پہونچیں اور شکست پائی ۔

یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جسقدر معجزات محمد صاحب کے متعلق ہیں وہ سب
بروئے قرآن بے اصل ہیں چنانچہ اسکی نسبت بھی قرآن میں ذیل کے
الفاظ ہیں ۔

فلم تقتلوهم ولكن الله قتلهم وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى
پس نہیں مارا تو نے انکو و لیکن اللہ نے مارا اور نہیں پھینکا تو نے مگر یہ
کہ پھینکا تو نے و لیکن اللہ نے پھینکا ۔ (انفال)

سو اگر اس معجزہ کو ہمارے محمدی بھائی قرآن کی بنیاد پر کھڑا کرنا چاہیں
تو پہلے یہ تسلیم کرلیں کہ اللہ صاحب جن اور جبرئیل کیطرح سے اسوقت محمد صاحب
کے سر پر سوار تھے ۔

مگر اسمعاملہ میں قرآن کنکر یا مٹی کے قصہ میں بالکل ساکت ہے گویا کستر بیانی
کا الزام اسپر ہوتا ہے ۔ غالباً اسکی یہ وجہ ہوگی کہ خدائے محمدیہ کو وحی کرتے
وقت گھبراہٹ میں کنکر و مٹی کے لئے کوئی الفاظ نہیں سوجھے ۔ یا معلم الملکوت
کے مرید جبرئیل کیطرف سے تصرف ہوا ہوگا ۔

مفسّرین نے جو کچھ اس آیت کی تفسیر کی ہے وہ بروی حالات معاذ اللہ غلط معلوم ہوتی ہیں۔ اصل میں (اگر کچھ اصل رکھتا ہی) یہ معاملہ ہوگا کہ محمد صاحب یا اللہ صاحب خود یا جبرئیل نے کوئی نیزہ سرداران کفّار کے پھینک کر مارا ہوگا جو نشانہ راست آتے ہی کفّار کے قدم اکھڑ گئے اور شکست پائی کیونکہ سردار کے مرتے ہی فوج اور تخچھ ہو جایا کرتی ہی لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ایک مٹھی کنکریاں یا مٹّی ہزار دو ہزار فوج کو اندھا کر سکتی ہی اور کیا ادھر سے ادھر تک وہ برابر ہوا میں اُڑ کر آنکھ میں پہونچ سکتا ہی۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ایام گرما میں جب آندھیاں زور شور سے چلا کرتی ہیں تب منوں مقدار مٹّی ہوا میں اُڑا کرتی ہے اور آنکھ میں بھی بہت حصّہ پہونچتا ہی مگر کوئی کبھی اندھا یا ایسا معذور نہیں ہو جاتا کہ ایک قلیل عرصہ سے زیادہ اپنے کام سے غافل ہو جاوے۔ ہم کنکر چھوڑ کر مسلمانوں کی خاطر سے مٹّی لیتے ہیں اور اُن کو باری جتلانے کے لئے ایک مٹھی مٹّی کی مقدار وزن ۴ چھٹانک اور قوم کفّار شمار میں چار ہزار فرض کئے لیتے ہیں اور یہ بھی تسلیم کئے لیتے ہیں کہ وہ ہر کسی کی آنکھ میں پہونچی اور بالکل اسی مقدار میں پہونچی کوئی حصّہ اُسکا ہوا سے رائگاں نہیں گیا تو اوسط مقدار مٹّی اُس چار ہزار میں سے کسی طرح

زیادہ نہیں ہوتی جس سے کوئی ایسا اور اتنا بڑا نقصان واقع نہیں ہوتا کہ شکست نصیب ہو چہ جائیکہ دلاوران جنگ ایسے ناچیز صدمہ کو خیال میں لائیں جبکہ وہ اپنا دہنا ہاتھ کٹا ہونے پر بھی دشمن کے مقابلہ سے ہٹنا نامردی خیال کرتے ہوں ۔

معجزۂ ثالث یہ ہے کہ آنحضرت کے گرد درخت اکٹھے ہو کر اپنے جھنڈ میں انکو چھپا لیتے تھے جبکہ وہ رفع حاجت کے لئے جایا کرتے تھے ۔

اور یہ معجزہ رابع ہی کہ آنحضرت کا پاخانہ زمین نگلجایا کرتی تھی دریافت کرنے پر فرمایا کہ نبیوں کی نجاست زمین ہی نگلجایا کرتی ہے (گویا حضرت کے بول و براز تک میں معجزہ ہیں)

اگرچہ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ خرق عادت کا نام معجزہ ہے اور ایسے خرق عادت امور کا ظہور ہونا گویا قدرت ایزدی میں دست اندازی کرنا ہی لیکن محمدی لوگوں کو دلائل عقلی معاملات مذہبی میں قبول نہیں ہیں لہذا ہم سادہ طور پر اسکی تکذیب کرتے ہیں ۔

درختوں کا آنحضرت کے گرد جمع ہو کر انکو اوٹ میں لے لینا اس غرض سی ہے کہ بے پردگی نہ ہو۔ مگر اس سی وہ صرف انسانی نگاہوں سے ہی

محفوظ رہ سکتے ہیں۔ فرشتگان اور خدا کی نظروں سے کسیطرح نہیں بچ سکتے اور عالم جنات تو اچھی طرح ہتیلیاں پیٹتا ہوگا کیونکہ وہ ناری اور لطیف ہے اس لئے وجود خاکی محمد کو کسیطرح نظر نہیں آسکتا تھا لہذا اُن سے پردہ اور اوٹ کرنے کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی معجزہ بیان ہونا چاہیے تھا جیسا کہ ذوالقرنین نے دیوار روئیں یاجوج ماجوج فرشتوں اجسام لطیف کے لئے رکھنے کے لئے تیار کی تھی معجزہ ہذا سے تو کچھ کام بھی نہیں چلا ۔ وہ بھی بے پردگی ملاء رسد رساں کیطرح موجود ہے

دوسری یہ بات کہ پیغمبروں کی نجاست زمین ہی کھا جاتا ہے زیادہ تعجب لاتی ہے کہ محمد صاحب یہ خیال رکھکر بھی کیوں خلق زمین میں جاتے اُسی خلق میں جسکی نجس اشیاء بھی لقمہ ہیں۔

معجزہ خامس ایک ستون کی بابت ہے کہ وہ حضرت کی جدائی کے رنج سے رونے لگا اور جب آنحضرت نے اُسکو پیار سے گلے لگایا تو وہ بچوں کیطرح روتا تھا۔ وجہ دریافت کرنے پر فرمایا کہ یہ ستون ذکر خدا مجھسے سُنا کرتا تھا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ معجزاتی مذاہب کے مقلدان علم و عقل کی قطعی دشمن ہوتے

ہیں آج تک کوئی اپنی ذاتی تجربہ سے یہ نہ بتلائیگا کہ ستون (مٹی کے کھمبے)
اور عمارات بھی ذی روح ہیں اور انکو قدرت مدرکہ ہوتی ہے =

اے محمدیو! بھلا یہ تو بتلاؤ کہ بعد وفات حضرت محمد صاحب اُس ستون کا
کیا حال ہوا اور کبھی کسی خلیفہ یا امام الدین سے بھی باہم گفتگو ہوئی یعنی محمد صاحب
کے مرے پیچھے وہ کس سے ذکر خدا سنا کرتا رہا =

افسوس پیاری بھائیو آپ میں غور و فکر کا مادہ نہیں ہے اور نہ اس روشنی
کے زمانہ میں آپ لوگ اس گہری تاریکی سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں
خدا جانے یہ بیجا ضدیت آپکو کہاں تک خراب کریگی =

دیکھو اور آنکھ کھولکر دیکھو جس قرآن پر آپکا ایمان ہے اُسکا یہ بیان ہے =
ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم وہ ہے جسنے اُٹھایا ان پڑھوں کے
درمیان پیغمبر انھیں میں سے (الجمعہ ۴) مطلب یہ ہے کہ ان پڑھ صاحب پیغمبر ان پڑھوں
ہی کے لئے ہے۔ پھر بڑا افسوس ہے کہ آپ فضیلت کی ڈگری لیکر بھی اُسکی تبعیت
کریں یہ سراسر احکام ایزدی کے خلاف ہے اور کفر ہے۔ اور آپ قرآنی اختلافات
پر نظر کر کے خود خیال کر سکتے ہیں کہ کسیطرح وہ ہوشیار و ہوشمندوں کے
ایمان لانیکے قابل نہیں ہے۔ سو آپ لوگ مہربانی کر کے اُسکو جہلا کے لئے ہی اُٹھا رکھیں

تو بہتر ہے تاکہ کفر سے بھی بچو اور تعصب کے مرض سے نجات پا کر ست پُستکوں
کے مطالعہ سے شانتی پاتے اور بھرانتی دور کرتے ہوئے سچتانند پرماتما
میں ایسے وصل ہو جاؤ کہ پھر ہمیشہ کے لئے دُکھ رہت ہو کر آنند میں جا رہو۔
وہ قرآنی بہشت جسمیں لذات فرج و شکم کے سوا کچھ نہیں آبکر رہنے کے قابل نہیں
ہے دیکھو اُس بہشت کو مومن اور مومنہ کا گھر بنایا جاتا ہے اور دُنیا کی وہ تمام
عیش و نشاط جو عیاشوں اور زناکاروں کے خیال میں آسکتے ہیں وُہ سبھی اُسمیں
موجود ہیں ہر مومن کے لئے تین تین اور چار چار رنڈیاں اور خوبصورت لونڈے
بغرض ارتکاب موارات خلاف وضع فطری دئے جائیں گے مگر عورتوں کی
خواہشات نفسانی کے لئے کوئی بھی اُس خدائے قرآنی نے انتظام نکیا نہیں
معلوم کہ وہ کسکو اپنا شوہر بناویں گے اور وہ تعداد میں ہر ایک عورت کے لئے
کے ہونگے کیونکہ یہ سراسر ظلم ہے کہ مرد کے لئے دس دس عورتیں ہوں اور
عورت کو صرف ایک ہی شوہر سے سابقہ رہے سو اُن لوگوں کا جو مومنات
کے شوہر بنائے جاویں گے وجود ڈھونڈے سے نہیں ملتا۔ پھر اگر یہ مان لیا
جاوے کہ روز جزا کے بعد یا کسیوقت پیدا ہونگے تو یہ بڑی بیحیائی کی بات ہوگی
کہ انکو خاوندوں کے جیتے جی بدون طلاق دئے اور قطع تعلق کئے ہوئے

احکام شرع کو بالائے طاق رکھکر وہ کھلم کھلا بالمشافحہ زنا کریں۔
اس لئے اے دوستو قرآنی نجات کی خواہش کرنا شہوت پرست ہونا ہی۔
اب ہم بعض مختلف آیات قرآنی لکھکر اس رسالہ کو ختم کرتے ہیں۔
وآن ربک لذو مغفرۃ للناس علیٰ ظلمہم اور تحقیق پروردگار تیرا اللہ صاحب بخشش
ہی واسطے لوگوں کے اوپر ظلم انکے کے۔ (الرعد)
دُنیا میں فتنہ و فساد کرنے کے لئے اجازت دی گئی کہ جسقدر ظلم کروگے بہتر
ہی اس میں تمہاری مغفرت ہی۔
قال ابشرتمونی علیٰ ان مسنی الکبر فبم تبشرون قالوا بشرناک بالحق
فلا تکن من القانطین قال ومن یقنط من رحمۃ ربہ الا الضالون
کہا (ابراہیم نے) کیا بشارت دی تم نے مجھکو اوپر اس بات کے (تولد
فرزند کی) کہ لگا ہے مجھکو بڑھاپا پس ساتھ کس چیز کے بشارت دیتے ہو۔ کہا انھوں
نے بشارت دی ہم نے تجھ کو ساتھ حق کی پس مت ہو نا امیدوں سے کہا
(فرشتوں نے) اور کون نا امید ہوتا ہی رحمت پروردگار اپنے کے سے مگر
گمراہ۔ (الحجر)
شاید ابراہیم کی بی بی بھی روح القدس سی مثل مریم کے حاملہ ہوئی۔

افسوس پیغمبر صاحب کو شرم نہ آئی جب اُن کے مقابلہ میں فرشتے انکو تولد فرزند کی بشارت دے رہے تھے اور فرشتوں کی مکاری بھی ملاحظہ طلب کہ وہ اپنی فعل کو رحمت خدا اور قدرت خدا سے بتلا گئے۔

واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرناها تدميرا ۔ اور جب تک ارادہ کرتے ہیں ہم یہ کہ ہلاک کریں کسی کی بستی کو حکم کرتے ہیں ہم دولتمندوں اُسکے کو پس نافرمانی کرتے ہیں بیچ اسکے پس ثابت ہوئی اوپر اُس کے بات عذاب کی پس ہلاک کرتے ہیں ہم انکو ہلاک کرنا۔ (بنی اسرائیل)

دولتمندوں کے قصور پر غریب اور مسکینوں کو بھی ہلاک کرنا یہ قرآنی خدا کی صفت عدالت ہے اور اس پر دعوی ہے الرحمن الرحیم (بخشش کرنیوالا مہربان) ہونے کا

حتى اذا بلغ مطلع الشمس وجدها تطلع على قوم لم نجعل لهم من دونها سترا ۔ یہاں تک کہ جب (ذوالقرنین) پہونچا جگہہ نکلنے سورج کی پایا اسکو کہ نکلتا ہے اوپر ایک قوم کے کہ نہیں کیا ہم نے واسطے انکے ورے اس سے پردہ

حتى اذا بلغ مغرب الشمس وجدها تغرب في عين حمئة یہاں تک کہ جب پہونچا جگہہ ڈوبنے سورج کی پایا اسکو ڈوبتا ہوا کیچڑ کے چشمہ میں ۔ (الکہف)

یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہاں تک ذوالقرنین کی رسائی کسطرح ہوگئی۔ آفتاب کا فاصلہ زمین سے اگرچہ موسم گرما میں بھی کئی ہزار میل رہتا ہی تو بھی خصوصاً دوپہر کو مکان میں سے نکلکر باہر نہیں کھڑا ہوا جاتا تجربہ بتاتا ہی لیکن ذوالقرنین خاص مشرق و مغرب تک میں پہونچکر بھی خاک سیاہ نہ ہو سکا اور یہ اور بھی تعجب کی بات ہی کہ آفتاب ڈوبتا ہی کے چشمہ میں گوشہ جنوب و مغرب میں اور نکل آتا ہے گوشۂ شرق سے۔ کیا اے ناظرین یہ الہامی بیان صحیح ہو سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ شروع ساتھ نام اللہ کے سب تعریف واسطے اسی کے بخشایندہ بخشانیشگر مالک جزا کے دن کا تجھی کو عبادت کرتی ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم ہدایت کر سیدی راہ کی۔ راہ اُن لوگون کی جن پر تو نے نعمت کی ہی سوا اسکے کہ غضب کیا گیا اوپر اُنکے اور نہ گمراہونکی راہ۔

اِس سورہ کی بابت خدائے محمدیہ فخر اگہتا ہی کہ ولقد آتیناک سبعا من المثانی

والقرآن العظیم اور البتہ تحقیق دیں ہم نے تجھکو سات آیتیں کہ دہرائی جاتی ہیں اور وہ بڑا قرآن ہے۔ (الحجر)

پھر اگر امّی لوگ بھی اُسکی فضیلت کا دعویٰ کر بیٹھیں تو کیا عجب ہے کیونکہ معاملات مذہبی میں وہ عقل سے کام لینا جانتے نہیں اس لئے ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ اس کی تشریح کر دیں۔

دیکھو اے محمد یو خدائے قرآنی اپنے کو مالک یوم الدین بتلاتا ہے لیکن آپ پر واضح ہو کہ قوم لوط پر جو پتھر برسائے وہ حضرت شیطان المعظم کا کام نہ تھا۔ معزز ناظرین قوم لوط پر اس لئے عذاب نازل ہوا تھا کہ وہ اغلام کرتی تھی پس حضرت خیر الماکرین نے چند فرشتوں کو بنظر عقوبت غلمان بہشتی کی شکل میں روانہ کیا تاکہ وہ پیغمبر صاحب کے استغاثہ کی تحقیقات کرکے تدارک کریں پس قوم لوط نے اُن سے اقدام اغلام کیا۔ ہر چند کہ لوط نے منت کی کہ میری دوشیزہ بیٹیاں لیلو مگر ان پریچہرہ لڑکوں سے کچھ مت کہو لیکن وہ نہ مانے اور جب فرشتگان خدا یہ حالت معلوم کر چکے تو لوط معہ اپنے تابعان وخاندان کے حسب الحکم فرشتگان اُس قریہ سے باہر جا رہا بعد ازاں فاخذتھم الصیحۃ مشرقین پس پکڑا قوم لوط کو آواز تند نے صبح ہوتے ہوئے۔ (الحجر)

وامطرنا علیہا حجارہ اور برسائے ہم نے اوپر انکے پتھر (الھود)
جو کیفیت ہوئی وہ آپکو آیات مندرجہ سے معلوم کرلینی چاہیئے =
اور نیز جو حضرت صالح پیغمبر کا بھائی تھا خدا نے عذاب کیا۔ واخذ الذین
ظلموا الصیحۃ فاصبحوا فی دیارھم جثمین اور پکڑا اُن لوگوں کو کہ ظالم تھے آواز تند نے
پس صبح کو اُٹھے گھرات اپنے میں زانو پر گرے ہوئے (الھود) اسیطرح
حضرت نوح کے وقت میں جو عالمگیر طوفان آیا وہ بھی خدائے محمدیہ کیطرف
سے تھا وغیرہ وغیرہ =
پس اسقدر شہادتوں سے ثابت ہے کہ وہ مالک یوم الحال والماضی والاستقبال
ہے لیکن خدائے قرآنی اپنے کو مالک یوم الدین کہتا ہے۔ یہ نقص اجتماع ضدین
قابل توجہ محمدیان ہے۔ اس دلیل سے ہم یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ قرآن کلام الہی
نہیں ہے ورنہ محمدیوں کا یہ عقیدہ کہ او تعالی منزہ من الخطا ہے سراسر باطل
ہوگا۔
لفظ نستعین تشریح طلب ہے معلوم نہیں ہوتا کہ کس قسم کی اعانت درکار
ہے بڑے کاموں میں بھی اُنکے راست آنے کی دعا، مدد مانگی جاتی ہے
اور صراط الذین انعمت علیہم کا فقرہ نعمت دنیا وعقبی دونوں کو شامل ہے،

نعمت دُنیا بروئے قرآں گوشت خوری قتل الکافرین تعدد ازدواج ہے اور یہ ایسی حرکات ذمیمہ ہیں کہ خود ضد اور اہل شعور ایسی باتوں کو کبھی بھی خیال میں لانا نہیں چاہتے اور یہ براہین قاطع و ساطع بتلاتے ہیں کہ ایسی اجازت نہ خدائے رب الحاکمین کیطرف سے ہو سکتی ہے نہ وہ خود فلاح عقبیٰ کا باعث ہو سکتی ہیں =

نعمت عقبیٰ بہشت کی نعمتیں ہیں سو اسپر بھی خود محمدی لوگ بھی مضحکہ اُڑاتے ہیں کہ اچھی عدالت ہے جو ریاکاری اور فسق و فجور میں بعوض خوش اطواری دھر لئے جاتے ہیں اس لئے ایسی نعمتوں کا خواہش کرنا کسیطرح ٹھیک نہیں =

غیر المغضوب علیہم کے فقرہ سے خدا پر یہ الزام آتا ہے کہ وہ غضب کرتا ہے حالانکہ رحمان الرحیم اُسکا قرآنی خطاب ہے = مگر اے قرآنی حافظو و مُلاؤ ہم آپکو رب الملئکہ اور محمد صاحب کی قسم دلاتے ہیں کہ آپ اُس موقع کو قرآن میں ضرور تلاش کریں جہاں بلا کسی سبب کے کسی پر غضب نازل ہوا ہو کیونکہ قہار اور جبار جب ہی اُسکا نام ہو سکتا ہے جب کوئی بلا وجہ ضد غصا بھی ہو ہم اپنی معلومات پر بھروسہ پر زور دیکر بھروسے کے ساتھ کہتے ہیں کہ قرآن میں کوئی بھی موقع ایسا نہیں ہے جہاں غضب کے لفظ کے مقابل کیفر کردار و کا

نام خواہ اُن کا عمل نہ لکھدیا ہو جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ انصافانہ عمل بلا انتظار قیامت ہر وقت سب کے ساتھ کرتا رہتا ہے لیکن اس فقرہ پر نظر کرنے سے قرآن کو کلام الٰہی ماننے میں اضداد و مانع ہوتے ہیں اس لئے یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا تو خدائے محمدیہ کے مزاج میں سہو و ستم ہے و یا قرآن کلام الٰہی نہیں ۔

علاوہ ازیں ہر دو آیات مذکورہ سے تناسخ لازم آتا ہے کیونکہ جب اوتعالے کو مالک یوم الدین کہا جاتا ہے تو فی الحال کسی پر غضب و کسی کو نعمت بخشنا سراسر مہمل بات ہے ۔

آخر کا فقرہ ہے ولا الضالین اور پھر دوسرے موقعوں پر کہا ہے من یشاء اللّٰہ یضللہ - یضل من یشاء وغیرہ جسکے معنی ہیں جسکو چاہے اللہ گمراہ کرے - یعنی گمراہ کنندہ عالم بھی اُسکا نام ہے ۔

اب ان محمدیوں سے پوچھنا چاہئیے کہ ظالم سے شفقت اور مفلس سے زر کی کیا اُمید ہو سکتی ہے ۔

حق بات یہ ہے کہ یہ لوگ ما اوتیتم من العلم کے مصداق ہیں جہالت اور بے علمی ان کو جسقدر گمراہ کرے وہ تھوڑا ہے ورنہ ایسی کتاب پر جو اگلے لوگوں کے

قصص سے از سرتاپا بھری ہو اور جسمیں سوائے زمین و آسمان کے قلابے
ملانے اور دور از علم و عقل باتوں کے مندرج رہنے و شہوت ۔ ظلم ۔ خونریزی
سکھلانے کے اور کچھ نہیں ہے اعتقاد رکھنا عقل سلیم سے بعید ہے ۔
اب ای ناظرینو اسقدر بیان کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم اور
رب العلمین کے جملوں کو بھی بچار لیجئے کہ وہ کہاں تک حضرت خیر الماکرین کے
لئے موزوں ہو سکتے ہیں ۔ تعجب ہے کہ جو قرآنی خدا اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ
جب میں مالک یوم الدین ہوں اور آدم کے وقت سے آجتک جسقدر فناشدہ
مخلوقات کی روحیں ہیں وہ بلا وجہ میری قید میں ہیں تو مجھے الرحمن الرحیم
بننے کا دعوی کس موہنہ سے کرنا چاہیئے اور کسطرح اس صفت کا اطلاق
مجھپر ہو سکتا ہے ۔
کیا اے محمد لو وہ قتل الکافرین اور جاھد الکفار کے کلمہ کہکر بھی پھر
رحمان الرحیم اور رب العلمین ہو گیا ۔
پیارے بھائیو کچھ یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں ہے بلکہ آپکی صداقت
شعاریوں نے بھی اسکو اسیطرح تسلیم کرلیا ہے چنانچہ آپ لوگ عین الذبح
کلمہ تکبیر میں بسم اللہ کے ساتھ رحمان الرحیم کو چھوڑکر اللہ اکبر کہتے

ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدائے قرآنی میں رحمانیت کا مادہ نہیں ہے
اسمیں شک نہیں کہ آپ لوگوں نے کلام الٰہی پر معقول طور سے اعتراض
کیا اور ایسا اعتراض کیا جسکا قرآن کو جواب نہیں بن آیا مگر یہ آپ لوگوں کی
سراسر ہٹ ہے کہ قرآن کی تکذیب کر کے بھی آپ اُس پر ایمان رکھے جاتی
ہیں =

شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں کہ " یہ سورۃ اللہ صاحب نے بندوں کی زبان
سے فرمائی کہ اسطرح کہا کریں " مگر اسیقدر لکھکر خاموش رہ گئے یہ نہ بتلا سکے
کہ بندوں کے پاس یہ کسطرح پہونچی۔ آیا اُسی جبرئیل کی معرفت جو دبیر فلک کے
اُستاد الاُستاد حضرت معلم الملکوت کا شاگرد رشید ہے یا کہ بطور خود اُن کے
دلوں میں ڈالدی ۔

پہلی صورت کے تسلیم کرنے سے لازم آتا ہے کہ مثل محمد صاحب ہر بندہ نبی
ہوا صرف اسقدر فرق ہے کہ محمد صاحب پر کُل قرآن نازل ہوا وہ بڑے نبی
اور باقی لوگ چھوٹے نبی رہے۔

دوسری شق کو ماننے میں پایا جاتا ہے کہ محمد صاحب کے پاس بھی جبرئیل
کا وحی پہونچانا ایک خیالی اور ذہنی بات ہے۔

اِنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَیهِم ءَاَنذَرتَهُم اَم لَم تُنذِرهُم لَا یُؤمِنُونَ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوبِهِم وَعَلٰی سَمعِهِم وَعَلٰی اَبصَارِهِم غِشَاوَةٌ وَلَهُم عَذَابٌ اَلِیمٌ

تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے برابر ہے اوپر اُنکی کیا ڈرایا تو نے کیا نڈرایا تو نے اُنکو وہ نہیں ایمان لاوینگے۔ مُہر کی اللہ نے اوپر دلوں اُنکے کے اور کانوں اور آنکھوں پر پردہ ہے اور واسطے اُنکے عذاب ہی درد دینیوالا۔ (بقر)

واضح ہو کہ پہلا جو ایمان لایا اور جسکو بانی اسلام کہنا چاہیئے محمدؐ ہی جو قبل ازیں خود عصبت الکفّار سے تھا اور تمام عرب کافر تھا کیونکہ اُسوقت قرآن ہادی ایمان کا دُنیا میں کہیں بھی پتہ نہ تھا مگر شاید عرش پر مسودہ تیار ہو رہا تھا۔ یہ جسقدر آج قرانی مومن نظر آتے ہیں اور اس سے بیشتر گذر چکے سب کا سلسلہ رشتہ آبائی کُفار سے ملتا ہے اسلئے نہیں معلوم ہوتا کہ اِن مومنوں یا اِنکے آباد اجداد نے خدا کی لگائی ہوئی مُہر کو کسطرح توڑ کر ایمان حاصل کیا اور شاید محمد صاحب کے دل پر مُہر لگانا فراموش ہو گئی تھی جس کے سبب سے وہ سر آمد مومنان بن بیٹھے۔

ہم قرآن کے اِس مہمل بیان سے کیا اور کیونکر سمجھیں کہ کس علّت میں قلوب کفار پر مُہر لگائی گئی مگر صرف اسیقدر مفہوم ہوتا ہی کہ اللہ صاحب اُسونے

خلافت ابلیس پر مامور تھی جو خواہ مخواہ کے لئے کافروں کے دلونکو مہر لگا کر گمراہ کیا ۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً اُنکے دلونمیں مرض ہے پس بڑھا دیا اللہ نے بیماری کو ولھم عذاب الیم اور واسطے اُن کے عذاب ہے درد دینیوالا (اور یہ سب کسلئے ہے) بما کانوا یکذبون بہ سبب اس کے کہ جھونٹ بولتے تھے ۔ (البقر)

ہمارے خیال میں یہ جسقدر حرکتیں منافقین کے ساتھ کی گئیں اُن سب سے بڑے حماقت آتی ہے ۔ اب اگر وہ بالکل ہی اسلام سے مرتد ہو جائیں تو ہمارا ذمہ - ہم نے اس بارہ میں شیطان کے معاملہ سے تجربہ حاصل کیا ہے اُس نے خدا، قرآنی سے یہی کہا تھا کہ تو نے مجکو گمراہ اور لعنتی کیا ہے اسکا مضائقہ نہیں مگر میں تیری خاص خاص بندوں کو گمراہ نکردوں تو آج سے میرا نام ابلیس نرکھنا ۔

اللہ صاحب نے تو منافقین کے ساتھ جھوٹ بولنے کی علت یہ سلوک کیا مگر اب وہ اپنے لئے بھی سزا تجویز کریں ہم اپر دروغ بیانی کا الزام لگا کر قرآن سے ہی ثابت کرتے ہیں ۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ = اور جب کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں کے تحقیق میں پیدا کرنیوالا ہوں بیچ زمین کے نائب اپنا کہا انھوں نے بتاتا ہے تو اُسکو کہ فساد کرے بیچ زمین کے اور ڈالیگا خون اور ہم تیری تسبیح یعنی پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف کے کہا تحقیق میں جانتا ہوں جو کچھ کہ تم نہیں جانتے وعلم آدم الاسماء کلھا اور سکھلائے آدم کو نام سارے ۔ پس جب فرشتے نام بتلانے میں قاصر ہے تو کہا = قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْبِئْھُمْ بِاَسْمَآئِھِمْ اے آدم بتا دے اُنکو نام انکو = اور جب وہ رٹائے ہوئے نام بتلا دئے تو فرمایا ۔ الم اقل لکم انی اعلم الغیب السمٰوٰت والارض واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون کیا نہ کہا تہامیں نے تم کو تحقیق میں جانتا ہوں چھپی چیزیں آسمان اور زمین کی اور جانتا ہوں جو ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو ۔ (البقر)

یعنی جب خدا نے ابو البشر بنانا چاہا اور فرشتوں سے اُسکے لئے مشورہ طلب کیا تو انھوں نے اُسکے خلاف رائے دی ۔ کہا کہ ایسے شخص کو نہ پیدا کر

جوفسا دو خون کرنے (مرحبا اِس آپکی عیب دانی پر کیوں نہو آخر عالم الجہل کے شاگرد رشید ہو) خدائے محمدیہ نے اُسوقت بہ لطایف الحیل ٹالا اور آدم کو چُپکے چُپکے فرشتگان کے نام سکھلا کر اپنے جھوٹ کو سچ کر دکھانیکی غرض سے فرشتوں کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا اور جب فرشتہ اپنے آقا سے مقابلہ میں بحث کرنیکو نامناسب اور خلاف ادب سمجھکر خاموش ہو رہے تو خیر لاکر کی بن آئی۔ اُس یا لتوطوطے سے ارشاد ہوا کہ اچھا وہ نام بول جاؤ۔

پیارے ناظرین آپ نے خدائے قرآنی کی بطالت سمجھی اور دیکھی وہ کہتا ہے انی اعلم الغیب السموٰت والارض یعنی زمین و آسمان کی خفیہ چیزیں جانتا ہوں لیکن قاعدہ ہے کہ جھوٹوں کی زبان قابو میں نہیں ہوا کرتی آخر کار علم آدم الاسماء کا کلمہ موہنہ سے نکل ہی گیا۔ خدانے فرشتونکو یہ الفاظ کہے کہ فقال انبئونی باسماء ھٰؤلاء ان کنتم صدقین۔ پس کہا بتاؤ مجھکو نام اُنکے اگر تم سچے ہو فرشتوں نے کہا لا علم لنا الا ما علمتنا۔ نہیں جانتے ہم مگر جو سکھایا تو نے ہم کو۔ جسپر خدائے محمدیہ نے آدم سے نام مجمع میں بیان کرائے اور کہا کہ میں جاننے والا غیب کا ہوں۔ اِس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدانے فرشتوں سے چھپا کر آدم کو

نام سکھلائے اور اپنی غیب دانی ظاہر کرنے کے لئے یہ حیلہ کیا۔

فرشتوں نے کہا تھا کہ کیا تو ایسے شخص کو زمین میں پیدا کرتا ہے جو فساد و خون کرے گا اُس کے جواب میں بھی خدا نے یہ ہی کہا کہ میں غیب داں ہوں ۔ مگر اسی سورہ بقر میں الا انھم ھم المفسدون بھی ہے یعنی خبردار ہو تحقیق وہ ہیں فساد کرنیوالے ۔ جس سے اور بھی خدا کی دروغگوئی صاف ہو جاتی ہے۔

وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھر کلما رزقوا منھا من ثمرۃ رزقاً قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھاً ولھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خلدون اور خوشخبری دی اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور کام کئے اچھے یہ کہ واسطے اُنکے بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے اُسکے سے نہریں جب دئے جاوینگے اُسمیں سے میوے سے رزق کہیں گے یہ وہ چیز ہے جو دی گئی تھی ہم کو پہلے اس سے اور لائے جاویں گے ایک دوسرے کے متشابہ اور واسطے اُن کے بیچ اُنکے بیبیاں ہیں پاک کی ہوئی بیچ اُسکے ہمیشہ رہنے والی۔ (بقر)

افسوس ری غیر المناکرین اس بشارت کا اثر آج کل کے تہذیب یافتہ مسلمانوں

کے دل سے جاتا رہا۔ ہاں بقول قرآن قالت الاعراب امنا کہتے ہیں
گنوار ہم ایمان لائے (الحجرات) کودن۔ بیوقوف اور جاہل ریاکار
ہی اسکو سُنت سمجھکر آپکے دام فریب میں آجائیں تو کچھ تعجب نہیں لیکن ہم
آپکو اسقدر اور صلاح دیتے ہیں کہ آپ اُن درختان گندم کو وہاں سے
ضرور اُکھڑوا دیں جن کی وجہ سے حضرت آدم راندہ درگاہ ہوئے کیونکہ
ہمیں آپکے حریف اور جانی دشمن ابلیس سے خدشہ ہے کہ کہیں آپکے تمام
منصوبوں کو تہ و بالا نہ کردے ہمارے تجربہ اور معلومات شاہد ہیں کہ آپکی
اُسکے روبرو کوئی پیش نہیں جاسکتی۔

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم
الیہ ترجعون کیونکر کفر کرتے ہو ساتھ اللہ کے اور تھے تم مُردے پس جِلایا
تم کو پھر مُردہ کرے گا تم کو پھر جلاوے گا تم کو پھر طرف اُسکی پھر جاؤ گے (البقر)
اے قرآنی حمیت پر جان دینے والو بتلاؤ کہ اس حیات و ممات کے
اُلٹ پھیر سے کیونکر اُسکی طرف رجعت ہوسکتی ہے کیا خدا خیر الماکرین کو لا
اکراہ فی الدین کا کلمہ فراموش ہوگیا جو اس کشمکش کی تخویف میں ڈال کر
کافرین کا مومنین ہوجانا بیان کیا ہے اور کیا خدائے قرآنی کو یہ بھی

نہ سوجھا کہ اس سلسلہ سے تناسخ ثابت ہو گیا۔

سیقول السفہاء من الناس ما ولّٰھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا قل

للہ المشرق والمغرب یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

کہیں گے بیوقوف کہ کس چیز نے پھیر دیا اُنکو قبلہ اُنکے سے جس میں وہ

تھے کہہ واسطے اللہ کے ہے مشرق اور مغرب راہ دکھاتا ہے جسکو چاہتا ہے

طرف راہ سیدھی کے۔

قصہ یوں ہے کہ محمد صاحب نے مکہ سے مدینہ میں آکر سوا برس تک بیت المقدس

کیطرف مونہہ کر کے نماز پڑھی جب منکرین اعتراض کرنے لگے کہ آپ نے

اپنے قبلہ کو کیوں چھوڑ دیا تو خدا نے جواب دیا کہ ہمارے ہی واسطے مشرق

اور مغرب ہے۔ افسوس قرآنی خدا کیسی نامعقول بات کہتا ہے وہ یہ نہیں

سمجھتا کہ جب میں مشرق سے مغرب تک ہوں تو میرے واسطے کسی خاص

سمت کو سجدہ کرنا گو یا مجھ کو ایک خاص سمت میں محدود کرنا ہے علاوہ ازیں

جبکہ اُسکے واسطے ہی مشرق و مغرب ہیں تو پیغمبر کعبہ کیطرف مونہہ کر کے

کیوں سجدہ کرایا اور پھر کچھ عرصہ بیت المقدس کیطرف سجدہ کرا کر کیسلئے

کعبہ ہی کو قبلہ ٹھہرالیا اس تبدیلی سے تو واضح ہوتا ہے کہ ہر چہار طرف سے

کھینچکر کعبہ میں ہی آن بسے ہیں لیکن چونکہ پہلے کعبہ کو بھی چھوڑ دیا تھا اس لیئے اب آپ
تحت الثریٰ میں ہیں عرش و فرش پر کہیں نہیں ۔

وللّٰہ ما فی الارض والسمٰوات و الی اللّٰہ ترجع الامور اور واسطے اللّٰہ کے ہی جو کچھ بیچ
آسمانوں اور زمین کے ہے اور طرف اللّٰہ کی پھیرے جاتے ہیں سب کام ۔

اسی قسم کی محمد صاحب نے امّت کو تعلیم دی کہ دُنیا میں سب چیزیں خدا کے واسطے
ہیں پس جہاد کر نہیں تا مل ہو پر اس کو نت کرو کیونکہ وہی سب کچھ کراتا ہے ہم مجبور ہو
ذی اختیار نہیں جو ہم پر کوئی جُرم و گناہ ہو ۔

ہم ایک ذرا سی یہ بات کہتے ہیں کہ جہاد کافروں کے ساتھ ہوا کرتا ہے اسلئے
حلقہ بگوشان اسلام کی جان و مال خدا کے قبضہ و اختیار سے اس آیت کی
منشا کے بموجب نکلگئی اگر کہو کہ ہم بھی آخر کار اُسی کے لئے تو ایسے ہی منکرین
کو بھی سمجھو ۔ پھر اگر کہو کہ وہ کُفر کرتے ہیں تو اسکا جواب قرآن سے ہی لیجئے وہ
کہتا ہے لکم دینکم ولی دین یعنی تمہارے واسطے تمہارا دین مبارک
ہو اور ہمارے واسطے ہمارا دین گویا خدای قرآنی کو مذہبی بزخاش کچھ نہیں ہے
اس لئے یہ صرف آپکی ہی خوش فہمی ہے ۔

علاوہ ازیں اگر آپ خود اپنی طرف دیکھیں تو کُفر کا پلہ اُدھر ہی جھکتا ہوا پایا جائیگا

کیا صنعاد مُردہ پرستی کُفر نہیں ہے محراب کعبہ پرستی کُفر نہیں ہے۔ تابوت
پرستی کُفر نہیں ہے حجرالاسود پرستی کُفر نہیں ہے۔ قبور پرستی کُفر نہیں ہے بنہوت
پرستی اور جنت پرستی کُفر نہیں ہے۔ ہزارہا طرح کے ترک تو آپ لوگ کرتے ہیں
مگر مشکل یہ ہے کہ تعصب و جہالت نے آپکی نگاہوں پر پردہ ڈال رکھا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم
ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکفرین یجاہدون فی سبیل اللہ۔ اے
ایماندار لوگو جو کوئی پھر جاویگا تم میں سے دین اپنے سے پس البتہ لائیگا اللہ ایک
قوم کو کہ پیار کرتا ہے اُنکو اور پیار کرتے ہیں وہ اُسکو نرمی کرنیوالی ہیں اوپر مسلمانوں
کے اور سختی کرنیوالے ہیں اوپر کافروں کے اور جہاد کرنیوالی ہیں بیچ راہ
اللہ کے۔ (المائدہ)

اسکی بابتہ شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں کہ حضرت کی وفات پر عرب دین سے
پھرے تو حضرت صدیق نے یمن سے مسلمان بلائے اُنسے جہاد کرایا
کہ تمام عرب مسلمان ہوئے۔

فسوف یاتی اللہ البتہ لاویگا اللہ صیغہ مستقبل ہے۔ عام لوگ گمان کرینگے
کہ یہ آیندہ کی بابت ہے اس لئے ہم بتلائے دیتے ہیں کہ قرآن میں ماضی و مستقبل

کا کچھ لحاظ نہیں کیا گیا۔ بہت سی آیندہ آنیوالی باتوں کو مثل صور پھونکے
جانے اور قیامت کے بصیغہ ماضی اسطرح بیان کیا ہے کہ یہ باتیں وقوع
میں آچکیں حالانکہ ۱۳۱۵ برس ہم کو بھی دیکھتے دیکھتے گذر چکے اور آج
تک بھی سنتے رہے کہ قیامت آنیوالی آنہیں چکی اسلئے لفظ یا تو صیغہ
مستقبل کے درج رہنے سے ناظرین یہ کسطرح گمان کریں کہ وہ آیندہ کے
واسطے کہا گیا تھا۔ ہم اسکو اگر بصیغہ مستقبل کسیطرح مان بھی لیں تو بھی
اسکی صداقت کے لئے یہ بھی چاہیئے کہ اب بھی اُن مسلمان لوگوں کو جو حقیقت
اسلام سے واقف ہوکر ست دھرم وید پر ایمان لائے ہیں اور لا رہے ہیں
قرآن پر ایمان لانے کے لئے خدا صاحب کسی جگہ سے لشکر بھجواتے اور
جہاد کراتے لیکن آریہ دھرم کی نئی زندگی سے آج تک ایسا نہیں ہوا
لہذا یہ بات سراسر غلط ہی معلوم ہوتی ہے۔

اور جب یہ غلط جان چکے تو دو باتیں پائی گئیں (۱) بقول مفسر مذکور
حضرت صدیق پر بعد وفات محمد وحی آئی اور اُس نے اُسکو قرآن
میں درج کیا (۲) اگر وحی نہیں آئی تو صدیق ہی خدائے محمدیان ہے
کیونکہ وہی یمن سے مسلمانوں کو بلا کر لایا ہے۔ جیسے قرآن میں ہے کہ ہم

بُھلائیں گے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق کو مثل حضرت علی کے

خدائی کا دعویٰ تھا جیسے اُس نے کہا ہے کہ میں رحمان

ہوں اور رحیم ہوں وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح حضرت صدیق نے یہ
آیت ضرور قرآن میں لکھی

ہے

فقط

آریہ سماج کے نیم

آریہ سماج کے نیم

(۱) سب ستیہ ودیا اور جو پدارتھ ودیا سے جانے جاتے ہیں اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے۔

(۲) ایشور سچدانند سروپ۔ نراکار، سروشکتیمان۔ نیائے کاری۔ دیالو۔ اجنما۔ اننت۔ نروکار انادی۔ انوپم۔ سرو آدھار۔ سرویشور۔ سرو ویاپک۔ سروانتریامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے۔ نتیہ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے اُسی کی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔

(۳) وید ستیہ ودیاؤں کا پُستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سُننا سُنانا آریوں کا پرم دھرم ہے۔

(۴) ستیہ کے گرہن کرنے اور استیہ کے چھوڑنے میں سروا اُدیت رہنا چاہیئے۔

(۵) سب کام دھرمانوسار ارتھات ستیہ اور استیہ کو وچار کر کرنے چاہئیں۔

(۶) سنسار کا اُپکار کرنا آریہ سماج کا مُکھیہ اُدیشیہ ہے ارتھات شاریرک، آتمک اور ساماجک اُنتی کرنا۔

(۷) سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھا یوگیہ برتنا چاہیئے۔

(۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی ورِدھی کرنی چاہیئے۔

(۹) پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہیئے کنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہیئے۔

(۱۰) سب منشیوں کو ساماجک سرو ہِتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہیئے اور پرتیک ہِتکاری نیم میں سب سوتنتر رہیں۔

اوم

بدھوا بواہ بوستھا

یعنی

بدہوا بواہ کے جایز ہونے کا شاستری ثبوت

جسکو

پنڈت مگھرا رام صاحب طالبعلم گورنمنٹ کالج لاہور۔ بی اے کلاس نے

مرتب کیا

اور کرپا رام شرما جگراونوی آنریری اپدیشک آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب نے

ماہ مارچ ۱۸۹۷ء

امپیریل بک ڈیپو پریس دہلی کٹرہ مشروع میں
باہتمام لالہ رگھبر دیال صاحب مینیجر چھپا

ایڈیشن اول ۱۰۰۰ قیمت ۱ /

آتم سمت

دیکھا دیکھی اور بھیڑ چال بنے عقل کو پاگل بنا رکھا ہے مذہبی اصولوں اور دنیاوی برتاؤ کو ایک کر دیا ہے۔ رسم نے دلیل کو مجرم قرار دیا ہے۔ دلیل کرنے والا پاگل۔ ناستک اور کافر کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ رسم کی مُہر خدا کی مُہر تصوّر ہوتی ہے۔ رسم کی حکومت نے یہاں تک غلام بنایا کہ ہم بے عذر مطابقت ناجائز بھی کرنے کو تیار ہیں۔ یہ زور وشور اور غلبہ رسم کا ہماری سُستی نادانی۔ بے وقوفی۔ غفلت۔ ناقابلیت۔ کا نتیجہ ہے ہم خود اپنے پر ظلم کر رہے ہیں۔ ہم خود اپنی خوشی کو زایل کر رہے ہیں اپنی اولاد کے گلے کو میٹھی چھری سے کاٹ رہے ہیں۔ اگر ہم اپنی برادری میں اتفاق کریں سب خراب رسومات ملک سے کوچ کر جائیں۔ اگر ہم اپنے ہی ظلم سے نہیں بچ سکتے تو بس خاتمہ ہے۔ ہم درد درد پکارتے ہیں۔ لیکن بچوں کی طرح علاج کرانے سے ڈرتے ہیں۔ ہماری نالیاقت۔ اور ناقابلیت کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ خرابی کو خرابی جانکر بھی نہیں چھوڑتے ظلم ظلم پکارتے ہیں لیکن اوسکے دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے

اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے شیر کو اصلی شیر تصور کرکے مارے خوف کے اوس سے بھاگ رہے ہیں۔ بیوہ کی مصیبت کسکو معلوم نہیں ہے۔ کون اس ظلم کی شہادت نہیں دیسکتا۔ اُنکی غمناک حالت دیکھکر کون سنگدل ہے جو رحم کرنا نہیں چاہتا۔ کس نے اونکی حالت زار پر آنسو نہیں بہائے۔ جس گھر میں بیوہ ہے وہ گھر مصیبت کدہ ہے اُس گھر کی مصیبت نے بہت گھروں کو رولایا ہے۔ سب اہل محلہ اور دور و نزدیک کے تمام رشتہ دار بیوہ کے رنڈاپے کو دیکھکر آہ سرد بھرتے ہیں۔ بیگمات اود کی مصیبت اور اونکے خیر خواہ محافظوں کی تکلیف ہندو بیواؤں کی حالت زار کے آگے شرمندہ ہے۔ دیوالی اور بیساکھی کے تیوہار اونکے واسطے رونے پیٹنے کے دن ہیں۔ ہائے اس رسم بد نے اُن کی خوشی کے درخت کی جڑ کاٹ دی اور ظلم کے درخت کو سرسبز کر رکھا ہے۔ اس مصیبت کے قایم رکھنے والے اور اس ظلم کے مددگار کیوں تباہ نہیں ہوتے اور قہر خدا کیوں اُنپر نازل نہیں ہوتا۔

جائے غور ہے کہ رسم ہمیشہ بدلتی آئی ہے اور بدلتی رہیگی۔ جو کل تہا وہ آج نہیں ہے اور آج ہے وہ کل نہوگا۔ جو برتاؤ سکھوں کے عہد میں تھے وہ اب معدوم ہو گئے۔ جو رسم خراب ہے وہ دور کرنے کے لایق ہے۔ بچھو کا پالنا نیک نہیں ہے۔ یہ رسم بچھو ہے۔ بچھو کو مار کر صفحۂ ہستی سے اٹھا دو۔ اور یاد رہے

کہ رسم کا قدیمی ہونا اُس کے قایم رکھنے کے لئے کافی دلیل نہیں ہے۔ کیوں کہ بوڑہے کو بوڑہا ہونے سے ہی کوئی سجدہ نہیں کرتا اور نہ نقصان دہ چیز کی کوئی قدر کرتا ہی بلکہ اُس کے دور کرنے کی لئے کوشش کی جاتی ہے۔ اب اِس خراب رسم کو جو نری خراب ہی نہیں بلکہ شاستروں کے بھی برخلاف ہے دور کریں۔ اسکی پیروی کرنا گویا مہاپاپ کی فوج میں شامل ہونا ہے پس رکت بیج کے ساتھ آپ شامل نہوں۔ آپ کا مذہبی قانون بھی آپ کی مدد پر ہے۔ پھر بھی آپ اِس دلدل سے پار نہوں تو بزدلی اور نادانی ہے۔ بڑے بڑے زور اور اون کی مدد اور پھر غرق ہونا کم حوصلگی اور بدنصیبی کی نشانی ہے۔

پراشر جی جو ویدبیاس جی کے باپ تھے اُنہوں نے اپنے دہرم شاستر میں صاف صاف لکھدیا ہے کہ عورت شادی شدہ کی شادی پانچ صورتوں میں دوبارہ ہوسکتی ہے اور اون پانچ صورتوں میں سے ایک صورت خاوند کے مرجانے کی بھی ہے چنانچہ اشلوک ہاے مندرجہ ذیل سے یہ بات ثابت ہے۔

नष्टे मृते प्रव्रजिते क्लीवे च पतिते पतौ॥
पञ्चस्वापत्सु नारीणां पतिरन्यो विधीयते

मृतेभर्त्तरियानारीब्रह्मचर्येव्यवस्थिता
साम्हृतालभते सवर्गंयथातेब्रह्मचारिणः

ارتھ ۔ خاوند کے گم ہونے ۔ مرجانے ۔ سنیاسی اور فاعر ہو جانے یا دہرم بہشٹ ہو جانے پر عورت کی دوسری شادی جائز ہے ۔ لیکن خاوند کے مرنے پر جو عورت برہم چارنی یعنے پرہیزگار رہتی ہے ۔ وہ برہم چاریوں کی مانند بہشت میں داخل ہوتی ہے ۔

ان شلوکوں سے ظاہر ہے کہ دوسری شادی شاستر کے رو سے جائز ہے ۔ پانچ حالت میں جن شادی کا ہونا لکھا ہے ۔ اُن میں سے ایک حالت میں یعنے خاوند کے مرنے پر عموماً شادی کی اجازت ہے ۔ مگر جو عورت پرہیزگار رہنا چاہئے اُسکو وہی ثواب حاصل ہوتا ہے جو برہم چاری مردوں کو یعنے اُن مردوں کو جو شادی نہ کر کے تحصیل علم اور کار دہرم میں لگے رہیں ۔ اول شلوک عام قاعدہ کو بیان کرتا ہے ۔ اور آخری شلوک خاص صورت کو جس میں اعلےٰ مرتبہ کی فضیلت کا حاصل ہونا بیان کیا گیا ہے ۔ یعنے برہم چارنی رہنے کے صورت میں ظاہر ہے کہ برہم چرج کی شرائط کو پورا کرنا نہایت دشوار ہے ۔

برہم چارنی کے نزدیک تعریف اور توہین یکساں ہونی چاہیئے - جو بیوہ گان صرف
تعریف کی خاطر اس حالت کو اختیار کریں لیکن دل میں اونکے حرص بھری ہو وہ
گندم نما جو فروش ہیں - جو دنیا یا برادری کے خوف سے اپنے آپ کو پارسا ظاہر
کریں وہ مکار - بدنام - برباد کنندۂ قوم - حرام کار اور ریاکار ہیں - جس شخص کے دل
میں گناہ کا خیال ہو ثابت قدمی سے گر کر برہم چاری کے بجائے حرام کار رہوا - اگر
ہم بیواؤں کے برہم چرج کا خیال کریں تو معلوم ہوگا کہ وہ لاچار ہیں اپنی مرضی سے
برہم چارنی نہیں ہیں بلکہ رشتہ داروں کے زور اور دباؤ نے انہیں مجبور کر رکھا ہے
وہ غلام بلکہ غلام کی حالت سے بدتر ہیں - نفسانی حرص سر سے لیکر پاؤں تک
بھری ہے اور عیش کے خیالات کی محفل ہر لمحہ دل میں جمی ہے بلکہ اوروں کو عیش
میں دیکھ کر اونکا دل جل رہا ہے - اور سخت مجبوری کے سبب غصہ اور غضب ہر وقت
دل میں سما رہا ہے - پس جو لوگ انکو بیوہ چارنی کے بجائے برہم چارنی کہتے ہیں انکی سمجھ پر
پتھر انکی عقل پر حیف - انکی دانائی پر خاک - چاروں طرف سے یہہ دردناک آوازیں
کان میں پڑتی ہیں کہ فلانی کی بیوہ لڑکی - فلانے کی بیوہ بہو - فلانے کی بیوہ بہن -
فلانے کی بیوہ بھرجائی فرار ہوگئی - پکڑی گئی - ماری گئی - پر اس خرابی کے دور
کرنے میں کوئی نہیں کوشش کرتا - چند روز کی جھوٹی بدنامی سے تمام عمر کی جایز

خوشی کو زایل کر رہی ہے - آؤ ہوش سمبھالو - ذرا اپنے گریبان میں مونھہ
ڈالکر سوچو کہ باہر کیا ہو رہا ہے - ہزاروں بلکہ لاکھوں بیچاری بیوہ تمہاری
جان کو رو رہے ہیں پس حکم کے آگے گردن جھکاؤ - قانون کو مانو - اپنی
قوم کی بہتری کا خیال کر کے بیوہ کی شادی پر مستعد ہو جاؤ - کوئی نہ تمہیں کہا ئیگا
نہ قتل کرے گا - عارضی بدنامی کے عوض وایسی نیک نامی ملتی ہے - اسکو
حاصل کرنا ہمت کا کام ہے - جو بڑہے گا سو پائے گا - کوئی وقت تھا کہ اِس ملک
میں غیروں کی بہتری کے لئے جان تک بھی دریغ نہوتا تہا - اب یہہ وقت ہے کہ
ذراسی بدنامی کے خوف سے اپنی عزیز بیوہ بہو بیٹیوں کو تمام عمر کی سختی اور زلت
سے رہا نہیں کرتے - کوئی وقت تہا کہ نیک نیت اور نیک اشخاص
کو پیروی کی جاتی تھی - اب یہ وقت ہے کہ جو اشخاص محض نیک نیتی اور
پروپکار کے خیال سے بیوگان کی شادی کو پھر رواج دینا چاہتے ہیں - انکی
ہنسی اُڑائی جاتی ہے - کوئی وقت تہا کہ برہمن لوگ راجوں کو ظلم و تعدی
سے روکتے تھے اب وہی دیوتہ لوگوں کو ظلم اور تعدی پر مستعد کرتے ہیں
کبھی وہ وقت تھا کہ برہمنوں کی خدمت میں لوگ دست بستہ حاضر تھے
اب یہی لوگ اُنکو خدمتگاری میں بھی قبول نہیں کرتے - کردنی خویش آمدنی پیش

اب گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد میں امن اور آزادی ہے - اگر اب بھی اس خرابی

کو دور نہ کیا جائے گا تو پھر کب موقع ہاتھ آئے گا - یہ مذہبی آزادی اور یہ حکومت اور

پھر ظلم اور خراب ریت اور رسم - پراشر جی کی رائے میں تو ازدواج ثانی جایز

ہے - اب اس کے جاری کرنے میں کیا تامل ہے - بعضے یہ کہتے ہیں کہ ایسا

کرنا اچھا نہیں کیونکہ جو پہلے کرتے آئے ہیں وہی کرنا مناسب ہے اور اس کے

برخلاف کرنا نادانی اور بیوقوفی میں داخل ہے - یہ کہنا انکا عقل اور شاستر کے برخلاف

ہے - اس بارہ میں بہت کچھ پیشتر لکھا گیا ہے - اور اب یہی کہنا کافی ہے کہ

جس بات کا پرمان شاستر میں ہو وہی اچھا کام ہے - چنانچہ گریتھبہ سوتروں

میں لکھا ہے -

लोके प्रेत्पवा विद्दि तो धम्मः।
तद्दला भेशि ष्टा चारः प्रमाणं।

ارتھ - کیا دنیا کیا آخرت دونوں کے بارہ میں شاستر کا قول فضیلت رکھتا

ہے - اگر شاستر نہو تو رواج پر عمل کرنا واجب ہے -

وسشٹ سمرتی میں شادی شدہ عورات کا دوبارہ بواہ ہونا جایز لکھا ہے - چنانچہ

شلوک ہاے مندرجہ ذیل سے واضح ہوگا -

सन्तुयदन्यजातीयः पतितः क्लीव एव वा
विकर्म्मस्थः सगोत्रो वा दासो दीर्घामयो
पि वा ऊढापि देया सान्यस्मै सहाभरणभूषणा॥

ارتھ - جب خاوند غیر ورن میں وخل ہو جائے یا درنوں سے باہر ہو جائے یا دہرم بھرشٹ ہو جائے یا نامرد ہو جائے - یا بواہ کی پرنگیانوں سے دُور وہ چلے یا ہم گوتر ہو یا غلام ہو یا دایم مریض ہو - تو شادی شدہ عورت پھر شادی کی رسم کے مطابق اور شخص کے حوالہ کیجا سکتی ہے -

سب سے اول اور پرامنک وید ہیں اُن میں ہی بدہوا واہ کی ہدایت ہے مثلاً رسم قدیم کے موافق اپنے خاوند کی لاش کے پاس بیٹھی ہوئی استری کو مندرجہ ذیل منتر سنا کر لاش کے پاس سے اُٹھایا جاتا ہے -

उदीर्ष्व नार्यभिजीवलोकमितासमे
तमुपशेष एहि। हस्तग्राभस्य दिधि
षोस्तवमेतस त्पर्जनिन्दमभिसम्ब
भूव॥

ارتھ - اے عورت تو اُس خاوند کے پاس بیٹھی ہوئی ہے جسکی روح پرواز کر گئی ہے - اُٹھ زندوں میں شامل ہو - اب اُس پرش کی زوجہ بن جو بیوہ

سے شادی کرنا چاہتا ہے۔

اب ذیل میں وہ منتر لکھا جاتا ہے جو بدہوا استری کے پنربواہ کے وقت پڑہتے ہیں اور یہ منتر رگوید کے منڈل اول کے سوکت ۱۸ کا آٹھواں منتر ہے۔

उयं नारि पतिलो कं ब्राणा नानिप ध्यन उप त्वा मर्त्य मेतं । विश्वं पुराणम नुपाल यन्ती तस्यै प्रजां द्रविणान्वे हयेहि ॥

ارتھ۔ اے ایسر یہ استری پتی کے گرہن کرنے کی اچھیا کرنے والی جیتے پرش کو پراپت ہوتی ہے اور تمام ویدوکت کرموں کے پالن کرنے کی اچھیا رکھتی ہے اسکو مال اور اولاد عطا کر۔

ان منتروں سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بیوہ کی دوسری شادی کی اجازت وید میں بھی ہے۔

بعضے بیوہ کی شادی کے برخلاف یہ منتر پیش کرتے ہیں۔

यदेक स्मिन यूपे द्वे रशने परिव्य यति तस्मा देको द्वे जाये विन्दन्न । यन्नैकां रशनां द्वयोर्यूपयोः परिव्य यति तस्मा नैका द्वौ पति विन्देत

ارتھ - جیسے ایک میخ میں دو رسّی لپٹی جا سکتی ہیں - ویسے ہی ایک مرد دو عورت سے شادی کر سکتا ہے - جیسے ایک رسّی دو میخوں میں نہیں لپٹی جا سکتی ویسے ہی ایک عورت دو خاوند سے بیاہی نہیں جا سکتی -

اگر انصاف کو کام میں لایا جائے تو اس سے صرف ایک وقت میں دو خاوند کرنے کی ممانعت ہے - نہ مختلف وقتوں میں - چنانچہ پنڈت نیل کنڈھ صاحب بھی اِس منتر کا ارتھ یہی کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک وقت میں ایک سے زیادہ خاوند نہیں کر سکتی -

قطع نظر اس کے منتر محولہ بالا وید کا منتر نہیں ہے اسکی سنسکرت اور وید کی سنسکرت میں بڑا فرق ہے -

بعضے کہتے ہیں کہ پراشر جی کا قول مندرجہ صفحہ ۴۵ سگائی کی ہوئی لڑکیوں کے بارہ میں ہے - نہ بیاہی ہوئی عورتوں کے بابت - یہ اعتراض محض ناواقفی کا نتیجہ ہے کیونکہ مادھواچارج جی نے کتاب مذکور کی جو شرح لکھی ہے اوسمیں بیاہی ہوئی عورت سے ہی متعلق اوسکو لکھا ہے - اور تصدیق اس امر کی نارد سمرتی کے بارہویں ادھیا کے چند شلوک مندرجہ ذیل سے ہوتی ہے -

नष्टे मृते प्रव्रजिते क्लीवे च पतिते पतौ

पञ्चस्वापत्सु नारीणां पतिरन्यो विधीयते
अष्टौ वर्षाण्युदीक्षेत ब्राह्मणी प्रोषितं पतिं
अप्रसूता तु चत्वारि परतोऽन्यं समाश्रयेत्
क्षत्रिया षट् समास्तिष्ठेदप्रसूता समात्रयं
वैश्या प्रसूता चत्वारि द्वे वर्षे त्वितरा व
सेत न शूद्रायाः स्मृतः काल एव प्रोषित यो
षितां जीवति श्रूयमाणे तु स्यादेष द्विगुणो विधिः

ارتھ۔ اگر خاوند گھر سے نکل جائے یا مر جائے یا نامرد ہو جائے یا سنیاسی ہو
جائے یا دہرم بھرشٹ ہو جائے تو ان پانچ صورتوں میں استری دوسرا خاوند
کرنے کی مجاز ہے۔ خاوند گھر سے نکل جائے تو برہمنی آٹھ برس تک انتظار کرے
اور اگر اوسکے اولاد نہ ہو تو صرف چار برس انتظار کر کے دوسری شادی کر سکتی
ہے۔ اسیطرح اگر عورت چھتری ذات کی ہو تو چھ برس انتظار کرے اور اگر
اولاد نہو تو صرف تین برس۔ ویش ذات کی عورت صاحب اولاد ہو تو چار
برس ورنہ دو برس انتظار کرے۔ اور سودر ذات کی عورت ہو تو اوسکی
لئے وقت کی کچھ قید نہیں ہے۔ اگر سنا جائے کہ خاوند پردیس میں زندہ ہے

تو وقت مذکور سے دو چند انتظار کرنا واجب ہے۔

اِن شلوکوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پراشر جی کے قول محولہ بالا میں دو خاوند کرنے کی اجازت ہے وہ بیاہی ہوئی عورت کے واسطے ہے نہ سگائی ہوئی عورت کے واسطے۔ کیوں کہ سگائی کی ہوئی عورت سے اگر مراد ہوتی تو اوس کا کچھ ذکر نکیا جاتا۔

بعض صاحب فرماتے ہیں کہ پرانوں میں کلجگ کیواسطے کہیں کہیں بیوہ کی شادی کی ممانعت لکھی ہے۔ اوّل تو پرانوں میں اس قسم کی ممانعت کا کوئی شلوک درج نہیں ہے۔ اور بھلا درج بھی ہو تو پرانوں کا قول سمرتی یعنے دہرم شاستر پر فضیلت نہیں رکھتا۔ چنانچہ بیاس جی نے لکھا ہے۔

श्रुतिस्मृतिपुराणानां विरोधो यत्र दृश्यते। तत्र श्रौतं प्रमाणन्तु तयोर्द्वैधे स्मृतिर्वरा

ارتھ۔ وید اور سمرتی اور پران ان تینوں میں جب اختلاف ہو تو وید کو فضیلت ہے۔ پران اور سمرتی میں اختلاف ہو تو سمرتی کو عزّ پس جب پران اور سمرتی کا جھگڑا ہے تو سمرتی ہی مانی جائیگی۔ پران

گہولا بھی نہ جائیگا۔

بعضے کہتے ہیں کہ منوسمرتی سب زمانوں کا دہرم شاستر ہے اور پراشر جی کی
سمرتی صرف کلجگ کے واسطے اِس لئے وہ منوسمرتی سے کمتر درجہ پر ہے پس
اُسکا ماننا مناسب نہیں ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ بقول اُنکے پراشر جی
سمرتی خاص کل جگ کے واسطے ہے اسلئے کل جگ کا مفصل دہرم شاستر پراشر
سمرتی میں درج ہے نہ منوشاستر میں۔ سو اگر کسی امر کا مفصل ذکر پراشر سمرتی میں پایا جائے
اور منوشاستر میں موجود نہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پراشر سمرتی کا قول
ماننے لایق نہیں ہے۔ ہاں اگر پراشر جی کے قول کے برخلاف کوئی حکم منوشاستر
میں ہو تو اعتراض درست ہوسکتا ہے۔ مگر ایسا نہیں ہے بلکہ ایک طرح سے
پراشر جی کے قول کی تصدیق منوشاستر سے ہوتی ہے چنانچہ منوشاستر میں لکھا ہے

पाय त्पावा परित्यक्ता विधवा वां स्वयेच्छया
उत्पादये त्पुनर्भू त्वा स पौनर्भव उच्यते ॥१७५

ارتھ - جس عورت کو خاوند نے چھوڑ دیا ہو یا جو بیوہ ہو گئی ہو اور وہ اپنی مرضی
سے دوبارہ شادی کرکے لڑکا جنے تو وہ لڑکا پونربہو کہلاتا ہے۔ یعنے دوبارہ
شادی شدہ عورت کا لڑکا۔

اسپر یہ حجت ہوسکتی ہے کہ منوجی نے اس طریقہ سے پیدا شدہ لڑکے کا صرف

نام لکھا ہے اُسکو جایز نہیں کیا - یہ حجت بے بنیاد اور خیالی ہے -
کیونکہ منوجی نے اُسکو بارہ قسم کے بیٹوں میں شمار کیا ہے - اور شرادہ وغیرہ
کرنے کا مستحق بھی ٹھہرایا ہے - جاگ ولک اور وشنو اور وسشٹ جی نے
اپنے اپنے شاستروں میں اوسکو ادتم لکھا ہے - پس اب بتاؤ
کہ کیا عذر باقی ہے -

بعضے صاحب یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جاگ ولک جی نے اپنے ایک
قول میں یہ بھی فرمایا ہے अनन्यपूर्विका یعنے ایسی استری سے
شادی کرنی چاہیے جسکا پہلے کوئی خاوند نہو - پس بیوہ کی شادی کیونکر
جایز ہو سکتی ہے - جواب اِس کا یہ ہے کہ یہودہاین منی جی نے یہ لکھا
ہے کہ عورت کو ایسے مرد سے شادی کرنی چاہیے جسکا کسی استری سے سنگ
نہوا ہو - پس اس صورت میں مردوں کو بھی جنکی پہلی عورتیں مرگئی ہوں
دوبارہ شادی نہ کرنی چاہیے - حقیقت میں جاگ ولک منی کے
قول کی مراد یہ ہے کہ جس عورت کی پہلے شادی نہوئی ہو یا ہوئی ہو
تو استری سنگ سے پہلے خاوند مرچکا ہو - ایسی عورت سے شادی
کرنی چاہیے - اصل مطلب اس کا یہ ہے کہ جو شخص سب سے عمدہ

عورت چاہیے وہ ایسی عورت سے شادی کرے جو باکرہ ہو مگر اسکے یہ معنے نہیں ہیں کہ اگر ایسی عورت میسر نہ آسکے یا کسی مرد کو ایسی عورت کی ضرورت ہی نہو - مثلاً ایسے آدمی کو جو خود بڑی عمر کا رنڈوا ہو اور چھوٹی عمر کی کنواری لڑکی سے شادی کرنی نہ چاہتا ہو وہ بھی بیوہ سے شادی نکرے کیونکہ اگر چاگ ولک منی کی یہ مراد ہوتی کہ بدھوا سے قطعی شادی نہ کیجائے تو وہ یہ نہ کہتے کہ

अक्षता च क्षता चैव पुनर्भूः संस्कृता पुनः

ارتھ - خواہ عورت نے مرد سے سنگ کیا ہو یا نکیا ہو اُسکی دوبارہ شادی ہونے سی وہ پنر بھو یعنے دوبارہ شادی شدہ کہلاتی ہے -

اس سے ظاہر ہے کہ اگر عورت کی مکرر شادی جایز نہوتی تو جاگ ولک جی دوبارہ شادی شدہ عورت کا اسطرح نام نہ دہرتے -

بعض صاحب شاید یہ کہینگے کہ تم نے شادی بیوگان کے جایز ہونے کے باب میں تو شاستروں کے پرمان دئے ہیں - مگر ایسی کوئی مثال بیان نہیں کی جس سے پایا جائے کہ پچھلے زمانہ میں بیوہ کی شادی ہوا کرتی تہی اسلئے چند شلوک ذیل میں اس قسم کے بھی لکھے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوگا

ہوگا کہ پہلے جگو نمیں خاندانی اور اعلیٰ برن کے لوگ بدہوا سے بواہ کیا کرتے تھے

अर्जुनस्यात्मजः श्रीमानिरावान्नाम वीर्य
वान्सतायां नागराजस्य जातः पार्थेन धीमता।
ऐरावतेन सा दत्ता ह्यनपत्या महात्मना।
पत्यौ हते सपर्णेन कृपणा दीन चेतना।
भार्यार्थं तां च जग्राह पार्थः कामवशानुगां।
आजानन्नर्जुनश्चापि निहतं पुत्रमौरसम्
जवान स मरेष्व सत्र राज्ञास्तान्भीष्मरक्षि
ता:॥ (भीष्म पर्व ६७ अध्याय)

یہ شلوک مہابھارت کے بھیشم پرب کے ۹۱ باب کے ہیں اور انکا ارتھ یہ ہے

ارتھم ۔ ناگراج کی لڑکی سے ارجن کا بڑا براور لڑکا جسکا نام شری مان اراون
تھا پیدا ہوا ۔ اُس لڑکی کے اول خاوند کو سوپرن نے مار ڈالا تھا ۔ اور چونکہ
وہ لڑکی اداس رہتی تھی اور اُسکے کوئی لڑکا بالا پیدا نہیں ہوا تھا اسلئے
ناگراج نے وہ لڑکی ارجن کو دان کی ۔ اور چونکہ وہ لڑکی شادی کرنی چاہتی
تھی اسلئے ارجن نے اُس سے شادی کر لی ۔

ان شلوکوں سے صاف ظاہر ہے کہ ناگراج کی لڑکی جو بدہوا ہوگئی تھی اُس سے ارجن
نے شادی کی۔ پس جبکہ ہمارے ایسے نامی گرامی بزرگ نے بدہوا سے شادی
کی تو اس سے زیادہ نظیر کی کیا ضرورت ہے۔ پس اے بھائیو کمر ہمت باندھو
اِس قومی مرض کا علاج دل و جان سے کرو ورنہ اپنی قومی بے وقوفی کا ثمرہ کچھ
حاصل کر رہے ہو۔ اور کچھ اور کروگے۔ یعنے نالایق سے بھی نالایق
ہو جاؤ گے۔ یہاں تک کہ کوئی تم کو غلامی میں بھی قبول نہ کریگا۔ شاستر کو اگر مانتے
ہو تو شاستر کے زور سے مستعد ہو جاؤ۔ اگر رسم سے خوف آتا ہے تو
اوسے فوراً ڈالو۔ خوف خود ہی دور ہو جاویگا۔ جب شیر مارا گیا تو
پھر خوف کسکا رہا۔

مناسب ہے کہ اِس معاملہ میں غور فرمائی جائے اور بعد غور کامل کے اپنے خاندان
میں یہ خیال پھیلایا جاوے اور برادری میں ذکر اذکار اس کا کیا جاوے
ہمیں چاہیے کہ اپنے بھائیوں کے پاس ہر وقت یہ رونا روئیں۔ اس خیال
رسم کے نتیجے ظاہر کریں۔ جب کسی شادی میں شامل ہوویں تو بجائے عیش
و عشرت اور گپ شپ کے اسیکی کہانی کہیں۔ اسی پر بحث کریں۔ اور د
رائیں پوچھیں۔ اور اپنا خیال نرمی اور حلیمی سے ... بیان کریں تاکہ

تاکہ کسیطرح انکے دل پر اثر ہو جاوے - پھر جب کسی غمی کے موقع پر
برادری میں بیٹھیں تو وہاں بھی بیوگان ہی کی مصیبت کا رونا رویں -
گورو نانک جی کے وقت کا خیال کرو اور اون کی کامیابی کو دیکھو - اوس وقت
نہ ریل تھی نہ اخبار نہ ڈاکخانہ نہ چھاپہ خانہ - لوگوں کا اکٹھا ہونا بسبب سختی
حکومت کے دشوار تھا - اپنا خیال اور ونیز ظاہر کرنا ایک امر محال تھا -
اسوقت دل کی دل ہی میں رہتی تھی - ایسے نازک وقت میں جس نے قوم
کو اندھیرے سے نکالا وہ بیشک ایک جوانمرد تھا کہ اُسکی یادداشت ہر وقت
دلمیں رکھنی بجا ہے - اور اُسکی تصویر گھر میں رکھنی مناسب ہے اگر تم اس زمانہ
میں کہ سب طرح کی سہولتیں حاصل ہیں کچھ بھی ہمت کرو تو یہ خرابی نام کو بھی نہ رہے
بابا نانک جی کی طرف دیکھکر مردانگی کرو - تم جو لکچروں میں جوش ظاہر کرتے
ہو جب تک وہ جوش اپنے خویشوں اور ہمسایوں میں دکھلایا نہیں جاوے گا
محض لا حاصل ہے جب کوئی اس رسم کو اس ملک میں دور کرنے کا ارادہ ظاہر
کرے تو تم ریل کا کرایہ دینے کو تیار ہو جاؤ جب کوئی بیوہ کو شادی میں دینے
کا اشتہار ظاہر کرے تم اُسکو حوصلہ دو - اُسکی برادری میں جسطرح ہو سکے جوش
پیدا کرو اور اُنکو اُس نیک مرد کی مدد پر آمادہ کرو - دیکھو سوامی شنکر اچاریہ جی

نے ویدمت کو ناستکوں کے ہاتھ سے کسطرح بچایا تھا اور اب زمانہ حال میں
سوامی دیانند سرسوتی جی نے ویددہرم کو پہر کسطرح سرسبز کیا - ہر وقت جد وجہد
کا یہ نتیجہ تہا - پس اگر تم بھی اس بلا کے دور کرنے میں ہمہ تن مصروف ہوجاؤ نے
تو ضرور کامیاب ہوگے - چنانچہ لکھا ہے -

उधोगिनं पुरुषं सिंह मुपेतिलक्ष्मी
दैवेनदेय मितिकापुरुषा बदन्ति
दैवं निहित्यकरू पौरुष मात्मशक्त्या
यत्ने कृते यदि न सिद्धति कोऽत्र दोष:

ارتھ - ہمتی اور بہادر کو کامیابی خود ہی ملتی ہے - جو سست اور کاہل
ہیں وہ اپنی قسمت کا دیا ہوا خیال کرتے ہیں - قسمت کا خیال دل سے
دور کر کے اپنی قابلیت کے موافق کوشش کرو - اگر بعد کوشش مناسب کے
کامیابی حاصل نہو تو تیرا قصور نہیں ہے -

اگر اس اصول پر عمل کیا جائے تو مشکل آسان ہو - ملک میں سرسبزی اور قوم
میں نئی جان پیدا ہو -

تمام شد

مضمون مندرجہ ذیل اخبار کوہ نور مطبوعہ ۷ فروری ۱۸۸۵ء
سے نقل کیا گیا

بیوگان قوم ہنود خوشی مناویں

اور بزرگان قوم توجہ فرماویں

یاد رہے کہ وہ عورات جو صاحب اولاد ہوں یا خاص وجہ سے خود شادی سے منحرف ہوں وہ اس بحث سے مستثنیٰ ہیں اور صرف نوجوان عورات کی شادی سے یہ مضمون متعلق ہے۔ اخبار کوہ نور مطبوعہ ۲۹ جنوری ۱۸۸۵ء میں ممبران آریہ سماج امرتسر کی مردانہ ہمت و قومی ہمدردی کا حال پڑھ کر دل کو نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ گو یہ ایک خاص خاندان کا ذکر ہے لیکن۔

۵۔ راقم مضمون اس شادی کا ذکر کرتا ہے جو امرتسر میں بتاریخ ۲۱ جنوری ۱۸۸۵ء ایک ہندو بیوہ قوم کھتری کی ایک شریف نوجوان کھتری کے ساتھ بہ سعی ممبران آریہ سماج امرتسر ویدریتی سے بڑی دھوم دھام کے ساتھ ہوئی۔ اس شادی کی جلسہ میں صدہا مرد و عورات اچھے اچھے خاندانوں کے مع چند پنڈتان شہر شریک تھی۔

یاد رہے کہ چند خاندانوں سے ایک نسل اور نسلوں سے قوم اور
قوموں سے ملک بنتا ہے - اگر تمام اجزا علیحدہ علیحدہ کر دئے جاویں تو ملک
اور قوم کسکو کہا جائے - پس یہ مژدہ محض چند آدمیوں کے واسطے نہیں بلکہ
تمام ہندوستان کے واسطے ہے -

ہندو مذہب کی مقدس کتابیں اس رسم بد یعنے شادی بیوگان کی بندش کی
مخالف ہیں اور انمیں شادی بیوگان کے جواز کا بڑے زور سے حکم پایا
جاتا ہے - ویدوں اور منوسمرتی میں اِس کی صاف اجازت ہے - یہ بھی
معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں اہل ہنود میں شادی بیوگان کا رواج تھا
چنانچہ نلدمن کے بواہ ثانی کا قصہ مہابھارت میں مذکور ہے - اس زمانہ
میں یہ بھی دستور تھا کہ راجہ کے فوت ہونے کے بعد جب اُسکا بھائی تخت
نشین ہوتا تو اپنی بیوہ بھاوج کے ساتھ شادی کر لیتا تھا چنانچہ جب
بالی جنگ میں قتل ہوا تو سگریو اُسکی زوجہ تارہ نامی سے بواہ کر کے تخت
نشین ہوا - یہ بھی وہاں ہی مذکور ہے - لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ دوسرے
خاوند کو دیور کہتے ہیں - پس ہمارے ہندو بھائیو نکو واجب ہے کہ
اپنی کتب مقدس کی پیروی کر کے اس بد رسم کو جو تاریکی کے زمانہ

یں ہند میں تشریف لائی - موہنہ کالا کرکے ہندوستان سے رخصت کراویں - اور اس کالی بلا کے موہنہ میں سے اپنی نوجوان بہو بیٹیونکو نکالکر اُن کے دسلکے سیاہ داغوں کو خوشی کے نور سے منور بنائیں - کیونکہ یہ رسم ازدواج ثانی بیوگان کی ہماری کتب مقدسہ کے عین مطابق ہے اور قانون قدرت ہمیں پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے جیسے مردونکو درصورت وفات زوجہ کے بواہ ثانی کا اختیار دیا ہے ویسی ہے عورتونکو بھی بصورت وفات خاوند کے پس نوجوان بیوہ کو شادی سے روکنا قانون قدرت کے خلاف ورزی کرنا ہے - گویا قابل زراعت اراضی کو بلا وجہ کاشتکاری سے خالی چھوڑنا ہے - یہاں اجناس اعلےٰ اور گل و ثمر سے محروم رہنا ہوتا ہے اور وہاں ترقی نسل میں بھاری نقصان اٹھانا پڑتا ہے - جبکہ مردم شماری کی رو سے مردوں اور عورتوں کی تعداد تقریبًا برابر ہے تو عورتونکے ایک جم غفیر کو شادی سے باز رکھنا خود اپنی قوم کی قلت اور کمی تعداد کا باعث ہوتا ہے جو دانشمندی سے کوسوں دور ہے - جو انسان نوجوان ہو اور دو وقت غذا کھاتا ہو تندرست ہو - جس کے جسم میں خون ہو - جو اور دونکے عیش و سرور کو

دیکھتا سنتا ہو - خواہ مرد ہو خواہ عورت - اُسے شہوت رانی کی
خواہش کا ہونا ایک لازمی امر ہے - پس اس صورت میں جب
بیوہ کو جایز شادی ثانی سے روکا جاوے گا تو ناجایز فسق وفجور میں
اسے خواہ نخواہ مبتلا ہونا پڑیگا - جس سے دین و دنیا دونوں بگڑینگے
ایک فلاسفر کا قول ہے کہ جب دریا کی امواج کو اپنے اصلی بہاؤ سے روکا جائے
تو اس عبث کام کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دریا بجائے بند ہونیکے اصلی گذرگاہ چھوڑ
کسی اور کنارہ کو توڑ کر ایک نہ ایک طرف بہ نکلیگا - اور اپنی زبردست
طغیانی سے بیش قیمت قطعات اراضی کو بگاڑ اور صدہا بستیوں کو اجاڑ کر
بھاری نقصان پہونچائیگا - اسیطرح جب نوجوان بیوہ جایز شادی سے
روکا جائیگا تو غالباً ناجایز طور پر اپنے دلکے پھپھولے پھوڑیگی اور خاندان
کی تمام عزت وحرمت کو برباد کریگی بلکہ دیگر بیوگان کے واسطے بھی وہ
نمونہ نصب العین ہوگا جس سے اندیشہ خرابی عام متصور ہے ایک
شاعر نے سچ کہا ہے ؎ زن زیبا درون خانہ بے شوہر نمے ماند +
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند - مشاہدہ سے دیکھا گیا ہے کہ
بیوہ عورتوں کا چال چلن بگڑنے سے برادری میں رسوائی - بدنامی خاص و

عام میں شہرت ورو سیاہی وبے ناموسی - والیان بیوہ کے سر پر آتی ہے اور کئی
جگہ اسقاط حمل سے بچہ کشی بلکہ خود کشی تک نوبت پہونچتی ہے جس سے علاوہ بد
نامی کے پولس کے پنجہ اور شکنجہ کا عذاب بھی اٹھانا پڑتا ہے - قید و
جرمانہ نصیب ہوتا ہے اور خفیہ رکھنے سے اخفا واردات کی دفعہ
جمائی جاتی ہے - اب غور کا مقام ہے کہ ایک ناجایز رسم کی پابندی
توڑنے سے ڈرنا اور اسقدر لاعلاج قباحتوں کا بوجھ اپنے سر پر اُٹھانا اور
اُس کا کچھ فکر نہ کرنا - جہالت نہیں تو اور کیا ہے - یہاں پر وہی مثل
راست آتی ہے جو عربی زبان میں مشہور ہے - فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَوَقَعَ تَحْتَ
الْمِیزَابِ - یعنے بارش سے ڈر کر بھاگا اور پرنالہ کے نیچے جا ٹھہرا - ایک
اور صاحب فرماتے ہیں کہ اگر بیوہ خود نیک نیت ہو تو بھی بعض عیاش
بدمعاش مردوں کی تانک جھانک اُسے بگاڑ دیتی ہے خاوند جیسے
حقیقی سرپرست کے سر پر نہ ہونے اور بعض بدنیت عورتوں کے درپے
رہنے سے بیوہ کی چال چلن کا بگڑنا ایک سہل امر ہے اگرچہ ذاتی نیکی یا علمی
مشغلہ کی وجہ سے بعض بیوگان زمانہ سابق مثلاً لیلاوتی وغیرہ کی صفت اور
پارسائی ضرب المثل ہے اور زمانہ حال بھی پارسا بیواؤں کے وجود سے بالکل

خالی نہیں ہے الاشاذ و نادر وَالنَّادِرُ کالمعدُومُ - پس بیواہ ثانی کا رواج
نہایت ضروری ہے۔ غالباً ستی کا رواج بھی ہندوستان میں بیوہ کی شادی
کی ممانعت کی وجہ سے نکلا ہوگا کہ رانڈ ونکو بیشمار مصیبتون کا پہاڑ سر پر
گرنے کی حالت میں زیست کی نسبت موت پسند ہوئی ہوگی۔ فی الحقیقت
بیوہ کی حالت زار قابل رحم و توجہ کے ہے عیش و عشرت سے ہمیشہ
کے لئے قطعی مایوسی اور اپنے مونس غمخوار۔ محرم راز۔ رنج و راحت کے
شریک دوست دلنواز اور سرپرست کا نہونا۔ اولاد سے محروم رہنا
شب در در محرومی اور تنہائی کی تلخی سے زندگی بسر کرنا۔ ہمسایہ عورتونکی
عیش اور عمدہ خوراک و پوشاک کو دیکھکر دل ہی دل میں جلنا۔ کنبہ اور
برادری کی بدظنی اور بے اعتباری اور طعن و تشنیع اور تحقیر کی مصیبت
برداشت کرنا۔ اور نظر بند قیدیوں کی طرح رہنا۔ نہایت شاق اور ناگوار
گذرتا ہی۔ طرفہ یہ کہ بیوگان حالت بیوگی میں جن لوگوں کے ماتحت
رہتے ہیں انکو عموماً بیوہ کے ساتھہ کچھ الفت نہیں ہوتی۔ دل سے
وہ چاہتے ہیں کہ خدا کرے کسی طرح بیوہ مرجاوے۔ کسی شاعر نے
سچ کہا ہے ؎ یہ کہکر مرگئی بلبل قفس میں + نہو بندہ کسی بندہ کے بس میں +

اگر کسی جگہ والیان بیوہ بامروت بھی ہوں تو بھی وہ خاوند کی نسبت بیگانہ
ہیں۔ ؎ پائے در زنجیر پیش دوستان + بہ کہ با بیگانگان در بوستان +
بصورت مفلسی و ناداری کے محنت و مشقت اُٹھانا چکی پیسنا یا سوت کاتنا
یا اپنے کنبہ کے لوگوں کی مزدوری کرنا اور اونکے احسان و مروت کا بار
سر پر اُٹھانا موت کے برابر ہے۔ بقول شاعر ؎ حقاکہ با عقوبت
دوزخ برابر است + رفتن بپائے مردی ہمسایہ در بہشت + ہر کام میں حوصلہ
ہارا ہوا۔ تعلیمی مشغلہ حاصل نہیں۔ حرفہ و تجارت کی لیاقت نہیں اولاد
نہیں جو خبرگیری کرے۔ ڈانواں ڈول حیران و پریشان رسم کی بندھی ہوئی
پڑی ہیں۔ سچ ہے۔ لذت انگور بیوہ داند نہ صاحب میوہ ہندی زبان کر
صدہا گیت سنے گئے ہیں۔ جنمیں عورتوں کیطرف سے خاوند کے فراق
میں ایک عجیب قسم کے خیالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ کہیں اُسے
سفر میں جانے سے منع کیا ہے۔ کہیں اپنے شوق اور دلی اُمنگ
کی تصویر کھینچی ہے۔ کہیں اُسکی جدائی کی مصیبتوں کا ذکر ہے۔ کہیں حالت
برآری کا فکر ہے۔ چنانچہ پنجابی زبان میں یہ گیت مشہور ہے۔ ؎
کتّاں کی تماں کی گھر بیٹھیا کھائیں + وتاں دیالو ہیا دے پردیس نہ جائیں

مطلب یہ ہے کہ عورت خاوند کو لکھتی ہی کہ پردیس کو کبھی نہ جانا میں سوت
کاتونگی مزدوری کرونگی اور تم کو کھلاؤنگی - یہاں سے اُس مصیبت کا وزن
ہوسکتا ہے جو ایسے محب کی دائمی جدائی سے ہوتی ہے - انگریزی
عہد سے پیشتر کا ذکر ہے کہ ایک کم سن عورت بیوہ ہوگئی تھی اُسنے باوصف موجود گے
سامان ضروری کے اپنے عزیز خاوند کی جدائی میں تمام عمر نہایت رنج و
قلق میں بسر کی آخر اُسنے نزع کے وقت اپنی کنبہ کے تمام مستورات کو جمع کرکے
یہ وصیت کی کہ قولہ - میں تم کو ایک ضروری بات بتلاتی ہوں جو دل کے نگینہ
پر نقش کرنیکے قابل ہی بلکہ حق تو یہ ہے کہ بزرگان قوم کی توجہ کے لائق ہے اور
وہ یہ ہے کہ نوجوان بیوہ کے بواہ کردینے کو ایک اعلی درجہ کا فرض سمجھنا چاہئیے
میں نے جسطرح عمر کاٹی ہے میں ہی جانتی ہوں - بارہا میرا ارادہ پارسائی سے
اکھڑ اکھڑ جاتا تھا - اور خاوند کی جدائی کیحالت میں نیکی کا خیال ڈوبا جاتا تھا
کئی دفعہ میرے دل میں آیا کہ غلزئی اور مرہٹہ قوم کے مرد جو لوٹ مار کرتے
پھرتے ہیں - کاش اُن ہی میں سے کوئی آپہونچے اور اس بیوہ بیکس
کو ہمراہ لے جاوے تاکہ کنبہ کے طعن سے بچے - اور مراد دلی بھی
برآئے - اور کئی دفعہ رات کو جب گھر کے لوگ سو جاتے تھے

تو دوڑ دوڑ کر دروازہ پر آیا کرتی کہ چوکیدار سے ہی بات چیت کر لوں آخر
حیا مانع ہوتا اور بصد مشکل مثل قہر درویش بر جان درویش صبر کرتی
اور میں سچ کہتی ہوں کہ بیواؤں کا اعتقاد درست نہیں رہتا۔ مگر افسوس
کہ ہمارے ملک کے لوگ کسی بات کے سراسر ناقص ہونیسے بھی واقف
ہو کر یہی کہتے ہیں کہ ہماری قوم میں سے پہلے کوئی اور آدمی اس کام کو کرے پھر
ہم بھی کرینگے ؛؛ انتہیٰ۔
فی الحقیقت ابتدا میں کسی رسم کا دور کرنا خواہ وہ کیسی ہی بد ہو۔ بڑی جوانمردی
کا کام ہے۔ پس اے قوم کے بزرگو۔ بیکس بیواؤں کے والیو۔
منصفو۔ قوم کے سردارو۔ بیوہ عورتوں کے عزیزو والدین اور بھائیو
اپنی بہن بیٹیوں کے سچے خیر خواہو۔ آؤ امرتسر والوں نے تمہارے
واسطے بہشتی دروازہ کھولدیا۔ تمہاری بندش کو دور کر دیا۔ سچے
خیر خواہوں کا کام کر دکھایا۔ اور انکو اس کار خیر میں ذرا بھی خوف نہ آیا۔
اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ بیوگان کی شادی دھڑا دھڑ کر ڈالو
آخر میں ہم آریہ سماج کی ممبران کی اس ہمت پر آفرین کہتے ہیں اور ہزار ہزار شکریہ ادا کرتے
ہیں اور خاصکر اس عورت کی مردانہ ہمت کو لائق تعریف سمجھتے ہیں جسنے مردوں سے

بھی بڑھکر کام کیا بقول شاعر کے ؎ نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد + خدا
پنج انگشت یکساں نکرد +
پس اب میں اس مضمونکو اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ خدا ہماری قوم کو اس کار
خیر کی توفیق دے۔

تمام شد

آریہ

سمت ۱۹۶۰۸۵۲۹۸۴

واضح ہو کہ حکماے ہند نے دنیا کی عمر کو چودھ منونتر پر تقسیم کیا ہے انمیں سے چھ منونتر گذر چکے ہیں اور ساتواں اب گذر رہا ہے۔ یہاں منونتر سے مراد اس زمانہ کی ہے جس میں اکہتر چترىگی ست جاتی ہیں یعنے چاروں یگ اکہتر دفعہ گذرتے ہیں۔ ہر ایک یگ کی عمر حاشیہ میں درج ہے

۱۔ ست یگ	۱۷۲۸۰۰۰
۲۔ ترنیا یگ	۱۲۹۶۰۰۰
۳۔ دواپر یگ	۸۶۴۰۰۰
۴۔ کل یگ	۴۳۲۰۰۰
میزان چہار یگ	۴۳۲۰۰۰۰

اس سے ظاہر ہے کہ چترىگی عمر تر تالیس لاکھ اور بیس ہزار سال کی ہوتی ہے اور اگر اسکو اکہتر گنا کیا جاے تو ایک منونتر ہو جاتا ہے جسکے تینس ۳۰ کروڑ سٹھ لاکھ بیس ہزار سال ہوئے۔ اس قسم کے چودہ منونتر گذر یں تو دنیا کی عمر پوری ہووے مگر اب تک چودہ منونتریں سے صرف چھ منونتر اور ستائیں چترىگی بیتی ہیں اور اٹھائیسویں چترىگی اب بیت رہی ہے جسمیں سے تینوں یگ یعنی ست یگ ترتا یگ۔ دواپر بیت چکے ہیں اور چوتھا کل یگ اب بیت رہا ہے

چنانچہ ۱۹ دسمبر ۱۸۸۴ء تک کل یگ میں (۴۹۸۴) سال گذر چکے ہیں اور
(۴۲۷۰۱۶) سال گذرنے ابھی باقی ہیں۔
اب دیکھنا چاہیئے کہ ۱۹ دسمبر ۱۸۸۴ء تک پیدائش دنیا کو کتنے سال ہوئے
اسکا حساب تفصیل ذیل سے واضح ہوگا۔

ایک چترنگی	۴۳۲۰۰۰۰ × ۷۱	اٹھائیسویں چترنگی جو اب گذر رہی ہے اسکے پہلے تین یگ جو گذر چکے ہیں	۳۸۸۸۰۰۰
ایک منونتر	۳۰۶۷۲۰۰۰ × ۶		
چھہ منونتر	۱۸۴۰۳۲۰۰۰		
ساتویں منونتر میں سے ستائیس چترنگی جو گذر چکی ہیں۔	۱۱۶۶۴۰۰۰	کلیگ میں سے جو سال گذر چکے ہیں	۴۹۸۴
		میزان کل	۱۹۶۰۸۵۲۹۸۴

یعنے پیدائش دنیا سے ۱۹ دسمبر ۱۸۸۴ء تک ایک ارب چھیانویں کروڑ
آٹھہ لاکھ باونوں ہزار نو سو چوراسی سال ہوئے ہیں اور اتنے باقی ہیں یعنے
(۲۳۳۳۲۲۷۰۱۶) دو ارب تیتیس کروڑ بتیس لاکھ ستائیس ہزار سولہ برس
اور دنیا قایم رہیگی اور یہ بھی واضح رہے کہ ابتدا ۲۰ دسمبر ۱۸۸۴ء سے
نیا آریہ سمت شروع ہوا سمت ۱۹۶۰۸۵۲۹۸۵

آریہ سماج کی نیپیر کی کتابیں آریہ پستکالے چوک مرادآباد سے مل سکتی ہیں

ओ३म्

ٹریکٹ نمبر ۲۵

سوامی دیانند کا اُپدیش

نمبر ۔۲۔

جسکو کرپا رام شرما جیسلمیر والوی نے رچ کر شائع کیا

آریہ بھاسکر پریس مرادآباد محلہ چوکھمبہ میں چھپا

باراول … بقلم منوھر سروپ ورما قیمت فی جلد ۳ پائی

ओ३म्

سوامی دیانند کا اُپدیش

نمبر (۴)

پیارے ناظرین آجکل جتنے مذہب آپ دنیا بھر میں دیکھتے ہیں وہ سب تقریباً ویدمت سے نکلے ہوئے ہیں اور جو بڑے بڑے مذہب آج نظر آتے ہیں یہ تو صرف شنکر اور بدھ کے دو ٹکروں سے پیدا ہوئے ہیں۔ عیسائی مذہب تو بدھ مذہب سے نکلا ہوا ہے اور اسلام شنکر کا پھیلا ہے آپ لوگ سوال کریں گے کہ کیا وجہ ہے کہ عیسائی مذہب بدھ مذہب سے نکلا ہے۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ عیسائی مذہب کی تعلیم میں بہت حصّہ بدھ مذہب کا معلوم ہوتا ہے جسطرح باپ اور بیٹے کی شکل شباہت کو دیکھ اور باپ کو بیٹے سے پہلے معلوم کرکے ہر شخص

خیال کر لیتا ہے کہ یہ اس کا بیٹا ہے اسیطرح عیسائی مذہب اور بدھ
مذہب کے اصولوں کا مقابلہ اور بدھ کا مذہب عیسائی مذہب سے پہلے اُن
ملکوں میں پائے جانے سے صاف معلوم دیتا ہے اور آجکل تو بہت سے عالم
اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ عیسائی مذہب کی تعلیم بدھ مذہب سے لی گئی
کتبے جو کندہ کئے ملے ہیں اُن سے پایا جاتا ہے کہ بدھ مذہب کے شہنشاہ
اشوک نے اپنے اپدیشکوں کو سیریا میں بھیجا تھا اور یونانی بادشاہوں سے
رشتہ موافقت پیدا کیا تھا۔ دوسرے پروفیسر مہاجی وغیرہ تسلیم کرتے
ہیں کہ بدھ مذہب عیسائی مذہب کا پیش خیمہ یا کارن تھا۔ اور پروفیسر
بنسن سیول۔ للی تو صاف عیسائی مذہب کو بدھ سے نکلا ہوا
تسلیم کرتے ہیں۔ بدھ مذہب میں تثلیث ہے اور عیسائی مذہب بھی تثلیث
کا قائل ہے۔ غرض اور بہت سے ثبوت ملتے ہیں۔

دوسرا اسلام تو شنکر کے مت سے نکلا ہوا معلوم دیتا ہے جس سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے زمانہ میں ہندیا اور مغربی ملکوں میں
بدھ مذہب کی تعلیم پھیل چکی تھی لیکن شنکر کی تعلیم مسیح سے بہت زمانہ بعد ان
ملکوں میں گئی لیکن محمد صاحب سے پہلے شنکر کے خیالات مغربی ملکوں

میں جا چکے تھے۔ مذہب اسلام کا کلمہ صاف بتلاتا ہے کہ یہ شنکر آچارج کی تعلیم سے لیا گیا یعنی لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ پہلا حصہ تو صاف اس شرتی کا ترجمہ ہے۔ एकमेवाद्वितीयं नेह नानास्ति किंचन

یعنی ایک ہی ایشور ہے دوسرا کوئی نہیں اور دوسرا فقرہ البتہ ضرورت کے سبب ملا لیا ہے اگر ادر گہری نظر سے سوچیں تو معلوم ہو جائیگا کہ جو لوگ ایک خدا سے دنیا کا پیدا ہونا مانتے ہیں وہ سب شنکر کے چیلے ہیں۔

پیارے ناظرین جب اسطرح سے ایک ویدک دھرم کے دو ٹکڑے ہو گئے تو اُن ٹکڑوں کی بھی ہزاروں شاکھائیں نکل پڑیں۔ جسطرح ایک سنگترہ کو دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ ایک ہے لیکن جسوقت اُس کا چھلکا اُتارتے ہیں تو اُس کی بہت سی پھانکیں الگ الگ ہو جاتی ہیں۔ جب اُن پھانکوں کو الگ کیا جاوے تو تریں علیحدہ علیحدہ نظر آنے لگتی ہیں۔ غرض اسی طور پر ایک ویدک دھرم کے ٹکڑے ہوتے چلے گئے اور جسقدر آچاریہ پیدا ہوئے سب نے کوشش کی کہ کسیطرح تمام دُنیا سچے دھرم پر آجاوے لیکن سب نے روشنی چراغوں کی دکھلائی ہے کہیں لیمپ اور بجلی کی روشنی کا بھی انتظام ہوا اور کوئی چاند تک پہونچ گیا لیکن ان مصنوعی روشنیوں سے تسکین جاتی

میں دویش ٹرھتا چلا گیا بجائے اس کے کہ منش ماتر پھر ایک ہو جاتے زیادہ
تر الگ ہوتے چلے گئے۔

پیارے ناظرین یہ تو آپکو معلوم ہے کہ جسوقت دُنیا میں سورج کی
روشنی ہوتی ہے اُسوقت ہر ایک انسان کو اپنے گھر میں روشنی نظر آتی ہے
اور وہ باہر بھی چاروں طرف روشنی ہی روشنی دیکھتا ہے صرف اُسے یہ
خیال ہوتا ہے کہ جس کی آنکھیں خراب ہو گئی ہیں یا جس نے اپنی آنکھوں پر
پردہ ڈال لیا ہے اُسکے واسطے روشنی نہیں ورنہ ساری دُنیا کے واسطے
روشنی ہے لیکن جسوقت سورج کی روشنی کی بجای ہزاروں چراغ اور لیمپ روشن
ہو جاتے ہیں اُسوقت جو جس چراغ کی روشنی میں اپنے گھر میں بیٹھتا ہے
یا جس چراغ کو اپنے نزدیک پاتا ہے اُسکو تو روشن جانتا ہے اور باقی ساری
دُنیا کو اندھیرے میں سمجھتا ہے۔ یہی حالت انسانی مذہب کی ہے کہ وہ اپنے
مت کو سچا اور دوسرے کے مت کو خراب سمجھتے ہیں لیکن ایشور کے بنائے
ہوئے مذہب میں یہ بات نہیں وہ ہر ایک کو اچھا سمجھتے ہیں صرف جن کے
کرم خراب ہوں اُنکو بُرا سمجھتے ہیں جن کی بدھی پر اگیان کا پردہ پڑ گیا ہو اُسے
بُرا تصور کرتے ہیں۔

پیارے ناظرین جب سورج چھپ جاتا ہے تب دنیا کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ ایک طرف تو شیر اپنے بھٹوں سے نکل کر اہل دنیا کو نقصان پہونچاتی ہیں دوسری طرف اور بھی خونخوار جانور گھومنا شروع کرتے ہیں ادھر چور اور ڈاکو بھی اپنی پوری سکتی سے کام کرنا شروع کر دیتے ہیں جس طرف دیکھو اسی طرف اہل دنیا کو تکلیف دینے والی طاقتیں آ جمع ہوتی ہیں۔ چراغوں کی روشنی باوجود ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد کے اُن برائیوں کو دور نہیں کر سکتی ہے یہی حالت روحانی دنیا کی ہے۔ جس وقت ایشوری وِدیا کی تعلیم بند ہو جاتی ہے تو پہلے تو ہر ایک میں خود غرضی خود نمائی۔ شہرت پسندی وغیرہ برائیں آ جاتی ہیں پھر جھوٹ۔ دغابازی۔ قتل عام مقدمہ بازی۔ بے ایمانی۔ وشواس۔ گھات جیسے ظالم اور خونخوار دشمن دنیا میں آ موجود ہوتے ہیں اور اہل دنیا کو اُنکے منزل مقصود کے راستے سے ہٹا کر مختلف قسم کی تکلیفوں میں ڈال دیتے ہیں۔

پیارے ناظرین جس وقت سوامی دیانند سرسوتی پیدا ہوئے تھے اُس وقت سچ مچ یہی حال ہو رہا تھا ویدک دھرم کے سورج چھپ جانے سے ایک طرف تو قرانیوں کے لیمپ جل رہے تھے وہ اپنے دھرم کو ہی ساری دنیا سے افضل تبلا رہے تھے دوسری طرف عیسائی دھرم کی بجلی کی روشنی میں خوب دھوم

دھام سے سنسار بھر سے افضل ہونیکا دعوی کر رہی تھی۔ تیسری طرف
بدھ مذہب کا چراغ بھی پوری کامیابی کیحالت میں اپنے آپکو سب سے بڑا
ثابت کر رہا تھا۔ چوتھی طرف بھارت درشن کے سمپردایک دھرم شیو۔ شاکتک
بشنو۔ گانپتیہ۔ سوریہ وغیرہ اپنے ہی ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کو دنیا میں سب
سے بڑھکر پرکاش سمجھ رہے تھے۔ پانچویں طرف ہزاروں قسم کے بھیکھ دھاری
گوسائیں۔ بیراگی۔ دادوپنتھی۔ نرملے۔ رام سنیہی کبیر پنتھی وغیرہ اپنے دھرم کو
سب سے افضل بتلا رہے تھے۔

پیارے ناظرین یہ پیارے مت دن رات ایک دوسرے کی تردید
پر کمر باندھے ہوئے اپنے مت کو اچھا اور دوسروں کو برا بتلا رہے تھے۔ جب
مسلمان اپنے دھرم کو اچھا کہتے تھے تو دوسری طرف سے دکھلایا جاتا تھا کہ تمہارے
دھرم میں سوائے ظلم کے اور کوئی خوبی بھی نظر نہیں آتی۔ یہی حال عیسائیوں
کی تثلیث کے اعتراضوں کا ہو رہا تھا۔ ہندو بیچارے بہت گری ہوئی حالت
میں تھے۔ انکو اپنے دھرم کرم سے بالکل ناواقفیت تھی۔ چھوٹے چھوٹے
پادری اور مولوی بڑے بڑے ہندو پنڈتوں سے جب مباحثوں کے واسطے
تیار ہوتے تھے تب منڈ پنڈت بیچارے گھبرائے ہوئے پھرتے تھے اور

اون کو ملیچھ کے نام سے پکارتے اور عقلی مباحثہ سے گھبراتے تھے اگرچہ
ہندو دھرم سب سے زیادہ معقول تھا اس کی فلاسفی سب سے زیادہ مکمل
تھی لیکن سمیر و ایک کھوٹ کی ملاوٹ نے ہندوں کو اپنے اصلی دھرم سے بہت
دور گرادیا تھا اور ہندو دھرم کا سونا سمیر ایک کھوٹ کی ملاوٹ کے سبب عقل
کی کسوٹی پر کھرا ثابت ہو سکنے قابل نہ تھا اس وقت ضرورت تھی کہ ایک
فاضل اجل آئے اور عوام کو سچے دھرم کا پتا بتلادے۔

پیارے ناظرین ایسی مہلک بیماری کیواسطے جبکہ عضا بدن علیحدہ
علیحدہ ہو جاویں اور بہت سے امراض جمع ہو کر وجود کو ناش کرنا چاہیں
اسوقت کسقدر علمیت اور محنت کی ضرورت ہے۔ اسکو تو آپ لوگ بخوبی سمجھتے
ہونگے کہ سوامی دیانند کے آنے سے پہلے یہی حالت ویدک دھرم کی
ہو رہی تھی کہ سوامی دیانند سرسوتی نے سنسار میں آتے ہی اسکے مرض کی
تشخیص کی واسطے نبض کو دیکھا کہ اندھکار نے اسے سخت تنگ کر رکھا ہے اور
جہاں کہیں چراغوں کی روشنی ہے اس نے اور بھی اعضا کی کیحالت پیدا کر رکھی ہے
اس کامل ویدنے اسکی بیماری کا سبب معلوم کر کے ایک نسخہ تیار کیا اور سوچا کہ
جب تک اس کو پورے طور پر روشنی ملیگی تب تک ان بیماریوں کا علاج ناممکن

ہے اور جب تک یہ الگ الگ چراغ بجھ کر ایک ہی روشنی پر سب کام نہ کرنے
لگیں گے تب تک ٹھیک علاج نہیں ہو سکتا اور چراغوں میں کوئی بھی
اس لایق نہیں کہ جو ساری سنسار کو روشنی دے سکے ۔ دوسرے چراغ کی روشنی
کبھی ہوا سے بیخطر نہیں ہو سکتی اسواسطے اس روشنی کے سہارے لوگ بیٹھ تو
سکتے ہیں لیکن منزل مقصود تک نہیں پہونچ سکتے اسواسطے ان چراغوں
میں تو کوئی اس لایق نہیں کہ جس سے کام نکل سکے ۔ اب اُس نے سوچنا شروع
کیا کہ ان چراغوں سے پہلے کونسی روشنی تھی جسکی کرنوں سے یہ چراغ جلے
ہیں ۔ اُس نے سوچا کہ نانک صاحب ۔ دادو جی ۔ اور کبیر داس کے چراغ
تو چار سو برس سے پہلے نہ تھے اور بلبہ وغیرہ کو بھی قریباً اتنا ہی عرصہ گذرا ۔
رامانج ۔ نیمادک اور چیتن وغیرہ بھی ۸ سو برس سے پہلے نہیں تھے ۔ محمد صاحب کا
مذہب اسلام اور قرآن بھی ۱۳ سو برس سے پہلے دنیا میں موجود نہ تھا ۔
مسیح اور شنکر آچارج ۔ بودھ ۔ جین وغیرہ بھی اڑھائی ہزار برس سے پہلے ثابت
نہیں ہوتے چارورک وغیرہ بھی ۳ ہزار برس تک پہونچتے ہیں یہودیوں
کے زبور اور توریت بھی ۳۴۰۰ برس سے پہلے موجود نہ تھے ۔ پارسیوں
کی کتاب ژند اوستا بھی ۲۵۰۰ برس تک کا ثبوت دیتی ہے ۔ بام مارگیوں

سے کسی مت کا پتہ ۰۰۴۴ برس تک ملتا ہے اب سے آگے کسی مت کے
پرمان کا پتہ نہیں چلتا۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم کیا کہ دُنیا کا ہر ایک فرقہ
عُمر سے کم ۷ ہزار سال سے دُنیا کی پیدائش مانتا ہے اور انکی الہامی کتابیں
یا ایشوری قانون ۰۰۵۳۲ سو برس سے آگے نہیں جاتا تو کیا ایشور نے
۰۰۵۳۲ برس تک لوگوں کو اپنے احکام سے بیخبر رکھکر دُکھ دیا ہوگا ہمکو
ایسا معلوم ہوتا کہ سرب شکتیمان اور عالم کل ایشور اسطرح سنسار کے راجہ
کیطرح پہلے جاہل رکھے پھر ناکمل قانون بنادے اور ہمیشہ اُسکا قانون
بدلے کیونکہ ایشور کی بنائی ہوئی دُنیا سے اُسکے علم کا مکمل ہونا ثابت ہوتا
ہے پرمیشور نے انسان کی آنکھوں کے واسطے سورج بنایا ہے اُسکو آج
تک بدلنے کی ضرورت نہیں ہوئی اور نہ دنیا کے اخیر تک بدلنے کی ضرورت
ہوا اور کانوں کی امداد کیواسطے ہوا پیدا کیا ہے اُسکو بھی بدلنے کی
ضرورت نہیں اسیطرح جن اندریوں کی امداد کیواسطے جو چیزیں پرمیشور
نے بنائی ہیں ان میں سے کسی کو بھی بدلنے کی ضرورت نہیں ہوتی
پھر کسطرح ممکن ہوسکتا ہے کہ انسان کے سب سے عمدہ جوہر اور اندرونی
اندریا یعنی چیزوں کے جاننے لائق اوزار یعنی عقل کی امداد کیواسطے

جو اُس نے اپنی ودیا کا سورج دیا ہوا اُسکو بار بار بدلنے کی ضرورت پڑے
پس معلوم کر لیا کہ یہ جو دُنیا کے اندر روشنی پیدا ہوئی ہے یہ سب انسانی
بناوٹ ہے اور رشیوں کے آدی میں پیدا ہوا ہے۔ جسکی پیدائش کا زمانہ
عقل انسانی سے باہر ہے وہ ایشوری روشنی ہے

پیارے ناظرین اسکے ساتھ ہی جب اُس مہاتما نے یہ وچار کیا
کہ اِن میں سے کون ایسی روشنی ہے جسکو ہوا سے خوف نہیں۔ جہاں تک
اُس نے معلوم کیا تو پتہ لگا کہ سارے چراغ تو ہوا سے گھبراتے ہیں یعنی
ترک سے اپنے آپ کو ثابت نہیں کر سکتے ہر ایک مذہب جو انسانی ہے
یہ کہتا ہوا نظر آیا کہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں۔ اِسکے بعد اُس نے ترک شاستر
کی تحقیقات شروع کی جہاں پر ویشیشک شاستر کے بنانے میں رشی یہ کہتے ہوئے
نظر آئے बुद्धिपूर्वा वाक्य कृतिर्वेदे ॥ یعنی وید میں جو
کچھ لکھا ہوا ہے وہ بدھی پوربک ہے یعنی وید کی کسی بات کو دلیل سے خوف
نہیں کیونکہ وہ عقل کُل سے پیدا ہوئے ہیں۔

پیارے ناظرین جب مہرشی نے وید کی تعریف ترک شاستر میں بھی
اور ویدوں میں بھی گایتری منتر کے ارتھوں کو وچارا تو صاف معلوم

ہوا کہ بدھی کے بڑھانے کا مادّہ صرف وید ہی میں ہے۔ اب خیال
آیا کہ دوسرے لوگ تو عقل کو مذہب میں دخل دینے سے روکتے
ہیں اور ویدک مذہب میں عقل کو بڑھا کر کام لینے کی آگیا دیتا ہے تو
وید ضرور مکمل گیان ہے۔ ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ اسوقت
جو وید کے ماننے والے اس اگیان اور جہالت میں پڑے ہوئے
ہیں اس کا کیا سبب ہے۔ جب دیکھا کہ لوگ جن کاموں کو وید
انوکول مان کر اس کے کرنے میں جن منتروں کو کام میں لاتے
ہیں وہ بالکل وید منتروں کے ارتھ سے ناواقف ہیں اور
خواہ مخواہ بلا جانے پہچانے اپنے توہمات کے واسطے من مانے
وید منتر اچارن کرتے ہیں جیسے سنیچر کی پوجا शन्नोदेवि اس منتر
سے کیجاتی تھی اس سے خیال ہو گیا کہ لوگ ویدارتھ سے بالکل ناواقف
ہیں۔ بواہ پدھتی وغیرہ سب بلا ارتھ سمجھے ہی بطور رسومات کے
ادا کیجاتی تھیں۔ سندھیا وغیرہ نت کرموں کے ارتھوں سے تو بالکل
لوگ ناواقف تھے غرض ہر طرح سے اودیّا کا سبب ویدارتھ کا اگیان
ہے معلوم ہوا پھر خیال آیا کہ کیا اسقدر نہیں ہیں کیا یہ بھی ویدارتھ

کے جاننے والے نہیں۔ جب پنڈتوں سے ملکر معلوم کیا تو
اور بھی حیرت ہوئی کہ لوگ ویدوں کے اصلی مطلب سے
بہت دور جا پڑے ہیں اور اپنی غلطیوں سے نوین گرنتھوں
کو وید سمجھنے لگ گئے ہیں۔ بہت لوگ تو اُن تنتروں ستھروں
کو جو بام مارگ کے زمانہ میں پیدا ہوئے وید بتلا رہے تھے
یہ نہیں دیکھتے تھے کہ اِن سوتروں پر جگہ جگہ پر تیتری شاکھا
کے حوالے ہیں اور تیتری شاکھا یاگولک کے بعد پیدا ہوئی ہے
اور یاگولک بیاس جی کے بعد پیدا ہوئے ہیں گویا تیتری شاکھا
اسی کلجگ کی بنی ہوئی ہے اور تیتری براہمن تیتری آرنیک
تیتری پراتی شاکھیہ وغیرہ اُس سے بہت پیچھے بنے ہیں اور
سوتر جن میں اِن گرنتھوں کے حوالے ہیں وہ اُن سے بھی بہت
دیر پیچھے پیدا ہوئے گویا یہ شروت سوتر وغیرہ تین ہزار برس
سے پہلے کے نہیں معلوم ہوتے۔ بعض لوگ اُپنشدوں کو
وید کہتے ہیں لیکن یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ اُپنشدوں یاگولک میتری
اودالک سویت کیتو۔ نچ کیتا۔ یم وغیرہ رشیوں کے نام آتے ہیں

ہے جن سے پایا جاتا ہے کہ یہ مباحثے ان مہاتماؤں کے بعد لکھے
گئے اور وید سرشٹی کے آغاز میں اگنی، وایو، انگرا، آدتیہ چار رشیوں پر نازل
ہوئے تھے اسواسطے یہ نشچے ہے کہ جو سرشٹی کے درمیان میں
پیدا ہوئی وید نہیں کہلا سکتی۔

بعض لوگ براہمن گرنتھوں کو وید کہتے ہیں لیکن براہمن گرنتھوں
میں بھی اتہاس موجود ہے دوسرے وہ ویدوں کے منتروں کی پرتیک
کو لیکر ویاکھیان کرتے ہیں اسواسطے وہ وید نہیں بلکہ ویدوں کا
ویاکھیان ہیں۔

پیارے ناظرین جب سوامی دیانند نے دیکھا کہ آجکل بہت
سے پستک وید کے نام سے بنا لئے گئے ہیں جب انہوں نے
بہت کوشش سے تحقیقات کی تو آخر یہ معلوم ہوا کہ چار وید سنگہتا
انادی ہیں۔ اب ایک اور بات معلوم ہوئی کہ بہت سے لوگ یہ کہتے
ہیں کہ آدی وید ایک تھا لیکن ویاس جی نے ان کو چار حصوں پر
تقسیم کیا پھر اس بات کی تلاش ہوئی کہ اسکا کارن کیا ہے کیونکہ اول
تو خود وید میں چاروں ویدوں کا الگ الگ ہونا موجود ہے دوسرے

براہمن گرنتھوں میں بھی چار دل وید الگ رشیوں پر اُترے تسلیم کئے
گئے اور سنو وغیرہ بھی چار ویدوں کا ہونا تسلیم کرتے ہیں یہ ایک وید
کا ہونا کہاں سے لیا گیا۔ جب تلاش کی گئی تو اسکا سبب بھی مہیدھر
بناستیہ کی بھومیکا میں سے ایک روایت معلوم ہو گیا یعنی ویاس جی
نے لوگوں کی بدھی کو کمزور دیکھکر چاروں وید تقسیم کرکے ویشم پاین
وغیرہ اپنے چار شِشوں کو پڑھائے۔ جب اُسکا اور بھی کھوج کیا تو معلوم ہوا کہ
آجکل جو رگ وید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھروید ہیں۔ یہ انہوں
کی تقسیم سے ہے۔ مہیدھر کی مُراد ویدوں کی تقسیم سے
ہی ہے۔

باقی دیکھو نمبر ۳

آریہ سماج کے نیم

(۱) ست ودیا اور ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں انکا آدی مول پرمیشور ہے۔

(۲) ایشور سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سرو شکتیمان۔ نیایکاری۔ دیالو۔ اجنما۔ اننت
نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرواداہار۔ سرویشور۔ سرو ویاپک۔ سروانتریامی۔
اجر۔ امر۔ ابھے۔ نت۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے اسیکی اپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔

(۳) وید ست ودیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے۔

(۴) ست کے گرہن کرنے اور است کے چھوڑنے میں سروا اُدیت رہنا چاہیئے۔

(۵) سب کام دھرمانوسار ارتھات ست و است کو وچار کر کرنی چاہئیں۔

(۶) سنسار کا اپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ ادیش ہے ارتھات شاریرک آتمک اور سماجک اُنتی کرنا

(۷) سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھایوگیہ ورتنا چاہیے۔

(۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی وردھی کرنی چاہیے۔

(۹) پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہیئے کنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہیے۔

(۱۰) سب منشیوں کو سماجک سروہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہیئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر رہیں۔

بقلم۔ م۔ س

دودھ کا دودھ پانی کا پانی

مصنفہ

چودھری نول سنگھ پردھان آریہ سماج مظفرآباد ضلع سہارنپور

جسکو

بابو مکٹ بہاری لال منیجر آریہ پتیکالی

نے

چھپوایا

ویدک دھرم پریس مرادآباد میں چھپا

بار دویم ۵۰۰ جلد قیمت ۹ پائی

اوم

ہے پرمیشر سرب شکتیمان سرب انتریامی سرب بیا پک سب کے پتا سب کے سوامی شدہ بدہ مکت سبھاو سرب منگل مئے انادی انوپم بگیان سروپ تو ہم کو بھی ودیا گیان دے جس سے بدھی پاکر تیری بھگتی کرین اور تیرے گنون کو گرہن کر کے سنسار مین ہمیشہ ست بیوہار سے اور ست کرم سے اور ست بچن سے سب کے اوپکار مین تتپر رہین پرمیشر کی پرارتھنا استتی کے بعد مضمون مندرجہ ذیل واسطے فائدے اپنے اردو خوان بھائیون کے لکھا گیا امید کہ پکش پات کو چھوڑ کر ست کا گرہن اور اسست کا تیاگ کرینگے جیسے ہنس پانی اور دودہ ملے ہوئے سے دودہ پی لیتا ہے اور پانی کا تیاگ کرتا ہے اسی طرح ست کا گرہن اور اسست کا تیاگ کرین

آریہ سماج کے نیم یعنے اصول

سنئے نیم آریہ سبھا کے دل لگانا چاہئے
چھوڑ کر ہٹ غور سے سنئے سنانا چاہئے

پہلا نیم سب ستیہ ودیا اور ودیا سے جو کچھ جانا چاہئے
ان سبھوں کا آدی مول ایشر کو جانا چاہئے

دوسرا نیم ہے ایشر ست چد انند سروپ
نت پوتر اور اجر خالق کو جانا چاہئے

ہے نراکار و انوپم اور نیاکاری ابھے
سرب شکتیمان سرب ادھار جانا چاہئے

خالق کل نربکار سرب ایشور اور اننت
سرب بیاپک انترجامی اسکو مانا چاہئے

ہے اناد اور اجنما اور رحیم پرماتما
اسکو ہے سب کا اپاسیہ اور پوجیہ کہنا چاہئے

وید سب ودیاؤں کا پستک ہے تیسرا نیم ہے
پڑھنا سننا سبکو اسکا اور پڑھانا چاہئے

نیم چوتھا ہے کہ چھوڑو جھوٹ لیوو سچ کو
سچ کے لینے مین ہر آن اودت رہنا چاہئے

پانچویں سب کام میں صدق و کذب کا رکھ خیال
سوچ سمجھ اور دھرم کے انوسار کرنا چاہئے

ہے چھٹا اکیا نیم عمدہ غور سے سنئے ذرا
جگت کا اپکار من تن دھن سے کرنا چاہئے

نیم ہفتم میں یہ ہے کر دھرم سے سب سے سلوک
جیسے کو ویسی محبت ساتھ ملنا چاہئے

آٹھواں ودیا کو اسکے جان جا بجا پرچار کر
اور اودیا کا جہاں سے ناش کرنا چاہئے

ہے نواں اپنی ترقی میں ہو سنتشٹ تو
کنتو سب کی انتی میں اچھا اپنا جا[illegible]

نیم دسوان ہے بہہ سب کو دور کرکے دبس ہٹ
رہ سکا جبکہ نیم پالن ہین بہتر اے عزیز
پالین سب آریہ دسوان نیموں کو اشیر دعا

سر بہ ہتکاری نیم جان سے بنا رہنا چاہیے
نج سوارتھ کے لیے سنتر رہنا چاہیے
بس دل دلگیر کو مکتی دلانا چاہیے

دودھ کا دودھ
پانی کا پانی

آج کل ہمارے آریاورت دیش مین اس قدر مت متانتر پھیلے ہین کہ جن کا شمار کرنا بھی دشوار ہے جس قدر مت ہمارے دیش مین ہین اس قدر کسی اور ملک مین نہین ہین اور ساتھہ ہی اس کے یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ جس قدر بیر دوہ ہمارے دیس مین ہے ایسا اور ملکون مین نہین ہے کیونکہ ایک مت والا دوسرے مت والے کو برا سمجھکر حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے شیو ہی بشنوون کو نہین دیکھہ سکتے بام مارگی سب کی ہی چھٹی بنانا چاہتے ہین مثل ہے ایک دفعہ ایک سنیاسی بھسم یعنی خاک آلودہ آتا تھا اور آگے ایک بیراگی بیٹھا تھا۔ بیراگی بولا رے رنڈکے یہ سب ٹیا پڑا ہے اس پر تھوڑا بھسم ڈالدے۔ سنیاسی بولا بھسم کیون ڈالتے ہو بشنو جی سے کہو جو سودرشن کر اور ہر اوتار دھارن کرکے اس پانی کو کہا جاوینگا یہ کہنا تھا کہ دونوں مین ٹھہ چلا عدالت سے دونو سزایاب ہوئے

بہلا ان کو تو جو سمجھایا جاتا ہے تو ایسے لوگ تو کچھہ پہر بہی سمجھہ جاتے ہین کیونکہ
جتنے لوگ یہ سنپردائی ہین ایشر کو مانتے ہین اگر ان کو اچھی طرح ست مارگ
بتلایا جاتا ہے تو یہ مان بھی لیتے ہین کیونکہ ان کے من مین ایشر کا خوف
تو ہے اور یہ کچھہ دیش کی حالت پر بھی غور کر سکتے ہین زیادہ ہانی کار
تو ہمارے دیش مین سنے/ ویدانتی ہین جو لوگ ناستک ہین وہ بھی ان سے
کسی درجہ بہتر ہین کیونکہ وہ لوگ خدا کا بہروسا نہ کرکے آپ تو کچھہ کرتے ہین
گو گناہ سے نہین ڈرتے مگر ہانی لابھہ کو تو کسی قدر سمجھتے ہین اور یہ حضرت تو
ہین ویدانتی تو نہ پاپ کو نہ پن کو نہ ہانی کو نہ لابھہ کو کچھہ بھی خیال نہین کرتے
اور پرچار رکھہ کو تیاگ کر آپ ہی ساکشات پورن برہم ہرتا کرتا بن بیٹھتے ہین
اور خودی نے ان کے دماغ مین ایسا گھر کیا ہے کہ ہرناکش کو بھی انہون
نے مات مین چھوڑ دیا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ یہ پرمیشر تو کیا ہوتے مگر آدمیون نے ان
کے ناک مین ایسی نکیل ڈالی ہے کہ اونٹون کی طرح لدے ہوئے بدبدکر
رہے ہین سچ ہے خودی مٹ کر خدا ہے خودی مین ہے بالکل ضرر - اور کیون نہ ہو ہمارے
دیش کی دردشا کیونکہ جہان باپ دیکھو وہ لوگ کیون نہ ہون پاپی جن
کے دل مین نہین ہے خوف خدا یہ لوگ سوائے اپنے دوسرا پرمیشر ہی نہین

مانتے ڈرین کس سے ۔

دوہا

جب تک انکس سیس پر تب تک نرمل دیہہ ۔ جب نہین انکس سیس پہ سر مین ڈارے کھیہ ۔ یعنی ہاتھی کے سر پر جب تک مہاوت انکس لئے ہے تب تک صاف جسم رہتا ہے جس وقت انکس سر پر نہین ہوتا سونڈ سے خاک دھول سر مین ہاتھی ڈال لیتا ہے ۔ یہ تو ظاہر دیکھہ لو کہ جتنے یہ جیو برہم کو ایک ماننے والے ہین ان کو پاپ کرنے سے کچھہ بھی ڈر نہین ہے ۔ اکثر اس فرقہ کے لوگ سنیاسیون مین کیا بلکہ سینا سیون مین شامل ہین کیونکہ سیناسیون کا یہ مت نہین ہے سنیاسیون کا تو ایسا مت ہے ست ودیا پڑہ کر دیس دیش بھر مین کر کے لوگون کو ست اُپدیس کرین اور ان سنیاسیون کا مت سُن لو جا بجا اُن کے مندر مٹھہ اکھاڑے جھنڈے گڑھے ہین شہرون کے باغ باغیچون مین ان کے استہان اور تہانہ چوکی موجود ہین کسی کو ستر اور کسی کو اسی برس ایک ہی جگہہ پڑے ہو گئے دیس کا اُپکار ایسا کرتے ہین جو کوئی گرہستی لڑکا ان کی جہپٹ مین آگیا اُس کا سر مونڈ منہ کالا کر ہاتھہ مین بھیکھہ مانگنے کو تونبا دے دیتے ہین اور جس کو اپدیس کرتے ہین تو یہی اگیان دیتے ہین کہ ارے بہائی لوگون

ہوا ہے تو تو پورن برہم پرمیشر ہے کس کا باپ اور کون پُتر ونند ہو جا
اندریون کا دھرم ہے بشئے بھوگ کرنا جو ہر نالائق جانے تو کو یہ گر جا دو سے تو تو نرلیپ
ہے یہ سب جھوٹا پرپنچ ہے خوب بھوگ کر مدمانس وغیرہ کے کھانے مین جو دوش
بتانے ہین وہ جھوٹے ہین وہی کھانے والا وہی کھایا جاتا ہے نہ کوئی مارنے
والا نہ کوئی مرنے والا دیکھا ہوئے ہے غرضیکہ اسی قسم کے اپدیش لوگون کو لگا
کر کے مدمانس وغیرہ آپ بھی کھاتے ہین اور ان کو بھی ایسے ایسے نرکھون مین
دیتے ہین کہ نہ ان کو ایشر کا ڈر نہ دنیا کا کیونکہ جب خود خدا تو خوف کیا کسی
مہاتما کا بچن ہے۔ نیوان جن کو نسے ان کی کیا پہچان۔ ایشر ڈر جسکے ہردئے ہوا
سُوجان۔ آہا ایسے مہاتماؤن کے بچن پر جو کوئی عمل کرے وہ کب پاپ
کر سکتا ہے اور یہ ناستک لوگ جہان جمع ہوتے اور اپنی سبھا وغیرہ کرتے ہین تو ایسے
خیال لاونی وغیرہ گا گا کر لوگون کو کوکرم مین لگا دیتے ہین چنانچہ ان کے موافق
ایک لاونی بھی یہان درج کی جاتی ہے۔

لاونی

دھیہ بھاؤ کو تیاگ کے ہم نے ست آتما کو مانا۔ نراکار مین نراکار ہو گئے چھوٹا آنا جانا

چوک

اہنگ آتم سروپ ہون مین نہین وہ جسے کام میرا شریر ہو نہ گنرد بستو جیتن
آتما نام میرا دہری کشتی اگنی اکاش کے ہیہ پر سنے نہ ترو ہا نام میرا اشتہار ہے
ابہاسی ادویت روپ شب رام میرا کا یاکرم تیاگ کیے ہم نے ستا تما کو مانا
نرا کار مین نرا کار ہو ملے چہوٹے آنا جانا ۔ جیو برہم ایک ہی روپ ہے نا پر تو بہی
گیان کا بہید اگیانی تو جیو بنے اور گیانی بنتا برہم ابہید ۔ نرگن سے جو بنت ہین
انکی کون بدہی اور کون نشید ۔ جو چاہے سو کرے وہ ہے ہیدانت کہا اگر منتا بید
چاہین وہ بولین چاہین ہنسین چاہین لگین گانے گانا ۔ نرا کار مین نرا کار ہو ملے
چہوٹے آنا جانا ۔ آتم ستتا ور شریر متہیا اس ہٹ کرے ہے جو کوئی گیان پرانی ہے
آپ ہی الشیر تیون مین اس مین بہید نہ جان ۔ کام کرو دہ بدلو بہہ موہ ابہمان لیپٹ تج
مان گمان سلے برہم مین برہم روپ ہو کر چہوٹے سب مان گمان ۔ جون پانی سے [illegible]
بلبلا پہر جل اندر سما نا ۔ نرا کار مین نرا کار ہو ملے چہوٹے آنا جانا ۔ جل تہرنگ مین ایک
ہی نام ہین دو ان کو ایک ہی جانو ۔ آتما طرح سے اپنے جیو کہ پار برہم کو پہچانو
جیو برہم مین بہید نہین ہے یہ ہی پاک کر یو کانو ۔ دوئی بہاؤ دو چہوڑ رہو ادویت
کہا میرا مانو ۔ کاخی گر جوتی سروپ نے تو گیان یہ بکہانا ۔ نرا کار مین نرا کار ہو ملے
چہوٹے آنا جانا ۔ واہ واہ بابا جی واہ واہ ! من لڈو لے کہا گہر مین سوت ۔ فقط

نہ کپاس جولاہے سے ٹھینگا ٹھینگی سوئیں تھے پھر کہیں خواب دیکھیں محلوں کا
کبھی نہ ملے چٹائی اور خواب میں سوئیں نواڑ کے پلنگ پر چوکیدار پکڑ کر تمہر
پیٹ مارے لیکن راجہ تینوں لوک کے پیر میں کانٹا لگجائے تو روتے جنم جانے
پر کایا سے کچھہ کام ہی نہیں رہا ایک گھڑی بھی روٹی کے وقت سے گذر جاوے
تو سو گھروں کے کتے تھکا دیں ان سے کوئی پوچھے کہ تم ایشر تو بن گئے
مگر کوئی ایشر کا گن بھی تمہارے میں ہے دیکھو ایشر پراوپکاری ہے تم نے
سنسار میں ایسی آن اوپکاری کری کہ ایک چوتھائی بھارت باسی مونڈ
مونڈا کر بھیک مانگنے کو کھڑے ہو گئے۔ پرمیشور دیالو ہے تم نے ایسا نردئی کام
کرا کہ جس ماتا پتا نے تمہیں جنا تھا پالا پرورش کرا تھا اُن کا سر دا دکھایا اُن
کو تیاگ کر بیکار ہو کر گھومنے لگے وہ نیارے کاری ہے تمہارا یہ انصاف
کہ لوگ کما دیں اور تم مزے سے ڈھائی سیر پکا پکایا کھا کر گدھے کی طرح
سوتے رہو ایشر تو اجنما ہے تم نو نو مہینے گربھ میں الٹے لٹکے وہ تو امر
ہے تم کو مرنے کا ڈر ہے وہ ابھی یعنی بے خوف تم کو جو بھانگ کے نشے میں اٹھ
چڑیا مٹی نظر آجاوے تو اُس ڈھیلا سمجھکر ابھی زمین پر اوندھے گر جاؤ۔ وہ
سرب شکتیمان ہے تم کیا شکتی رکھتے ہو وہ سرشٹی رچتا ہے تم سے اپنا گھر بھی

اچھی طرح نہین بنایا گیا وہ بکیان ودیا سروپ ہے تو عقل کے پیچھے لاٹھی
لئے پھرتے ہو وہ سرب انتریامی ہے بھلا تم ہمارے من کی بات بتاؤ
اسی طرح جہان تک دیکھوگے وہان تک ایشر کا گن تمہارے مین نہین ملیگا
نوین ویدانتی بولا اچھا تم ہم سے شاستر ارتھ کرلو۔ جواب اچھا جو تم
کو کچھہ بھرم ہے اُس کی نورتی کرلو سوال - کیا تم شاستر پڑھے ہو۔
جواب - ہان تمہارے بھرم کے دور کرنے کے موافق پڑھے ہین
سوال - اچھا ہم یکتی اور دلیل سے شاستر ارتھ کرینگے جواب
اچھا ہم بھی تمہارا بھرم یکتی سے ہی دور کرینگے سوال - اچھا تو ہمارا یہ
مت ہے کہ یہ جگت سپنے کے موافق ہے جیسے رجو مین سرپ اور سیپ مین
چاندی وغیرہ وغیرہ اندرجال کی طرح یہ جگت جھوٹا ہے ایک برہم ہی سچا ہے
تم اُس کو کھنڈن کرو - سوال السوال - جھوٹا تم کس کو کہتے ہو نوین ویدانتی
- جو بستو نہو اور پرتیت ہو سدھانتی - جو بستو نہین اُس کی پرتیت
کیسے ہوسکتی ہے - ن - ادھیاروپ سے - س - ادھیا
روپ تم کسی کو کہتے ہو - ن - جو بستو کچھہ اور ہو اور پرتیت کچھہ اور ہو
اسی طرح برہم مین جگت دیکھتا ہے - س - تم رجو کو بستو اور سرپ

کو واستو جانکر اس بھرم مین پڑے ہو کیا سرپ لسبتو نہین ہے۔ ن۔ رسی نہیا
نہین ہے۔ س۔ اچھا جو رسی مین نہین ہے تو دوسری جگہہ تو ہے اور اوس کا
خیال دل مین بھی ہے پھر وہ سرپ ناچیز کیسے رہا اسی طرح سپنے مین چاندی
وغیرہ کا جواب سمجھ لو اور جو چیز خواب مین آتی ہے وہ بھی دوسری جگہہ مین کہین
نہ کہین ہوتی ہے اور اوس کے خیالات دل مین ہوتے ہین اس واسطے
وہ سپنے کی چیز بھی ناچیز نہین ہے ن۔ جو کبھی نہ دیکھا نہ سنا تھا
جیسے اپنا سر کٹ گیا اور آپ ہی روتا ہے۔ جل کی دھارا اوپر کو جاتی
دیکھتی ہے جو کبھی نہ ہوا تھا دیکھا جاتا ہے وہ سچ کیونکر ہو سکتا ہے۔
س۔ یہ بھی درشٹانت تمہارے پکش کو پورا نہین کرتا کیونکہ بنا دیکھے
بنا سنے کا خیال ہی نہین ہو سکتا خیال یعنی سنسکار کے بنا سمرتی یعنی
یادگیری سمرتی بنا کشات انبھو نہین ہو سکتا جب کسی سے سنا یا دیکھا
کہ فلانے کا سر کٹا اور اوس کے بھائی کو لڑائی مین پر تکش روتے دیکھا
تھا اور فوارے کا جل اوپر کو جاتا دیکھا تھا یا سنا تھا اوسی کا خیال
اوسی کے آتما مین ہوتا ہے جب یہ جاگرت کے پدارتھ سے الگ
ہو کر دیکھتا ہے تب اپنے آتما مین انہین پدارتھو نکو جن کو دیکھا

یا سنا تھا جب اپنے ہی مین دیکھتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا اپنا
سر کٹا اور آپ روتا ہے اور جل کی دھارا کو اوپر جاتے دیکھتا ہے یہ بھی سبتو
ہین البتہ سکے ارتھ ہین کے موافق نہین ہے جیسے نقشہ نکالنے والے پہلے
دیکھے یا سنے ہوئے کو آتما مین سے نکال کر کاغذ پر لکھہ دیتے ہین یا عکس
یعنے پرتی بنب کا اتارنے والا عکس کو دیکھہ آتما مین اُس کا نقش
رکھہ برابر لکھہ دیتا ہے البتہ یہ بات ہے کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے جیسے
بعضی چیز کو دیکھے بہت دن گذر گئے تھے اور وہی چیز سپنے مین سمرن ہوئی
مگر جس وقت جاگا اُس وقت یہ خیال نہین رہا کہ مین نے یہ چیز
کبھی جاگتے دیکھی تھی یا مین نے ہی ایسا کیا تھا جیسا کہ دیکھتا ہون
اس واسطے تمہاری خواب کی مثال جھوٹی ہے اور رجّو مین سرپ ہونے
کی مثال جو ہم مین جگت کے متھیا بھان ہونے کا درشٹانت بھی جھوٹا ہے
کیونکہ جو جگت کچھہ چیز نہین تھا تو ہم کو خیال کس کا ہوا جو چیز کچھہ ہی
نہین اُس کا خیال کب ہو سکتا ہے ۔ ن ۔ ادھشٹھان کے بنا
آدھیاستھہ پرتیت نہین ہوتا جیسے رجّو نہو تو سرپ کا بھی بھان
نہین ہوتا جیسے رجّو یعنے رسّی ہین سانپ تین کال مین نہین مگر

اندہکار اور پرکاش کے میل مین اگسمات رجو مین سرپ کا بھرم ہوکر ڈرتا
ہے جب اُس کو چراغ سے دیکھہ لیتا ہے اُسی وقت اُس کا خوف دور
ہو جاتا ہے اسی طرح جو برہم مین جگت کی متھیا پرتیت ہوئی ہے اُس کی
نورتی اور برہم کی پرتیتی ہو جاتی ہے جیسے سرپ کی نورتی اور رسّے کی
پرتیتی ہو جاتی ہے - س - برہم مین جگت کا بہان کس کو ہوا - ن -
جیو کو - س - جیو کہان سے ہوا - ن - اگیان اناوی یعنی ابدی ہے اور
برہم مین رہتا ہے - س - برہم مین برہم کا اگیان ہوا یا کسی دوسرے کا
اور وہ اگیان کس کو ہوا - ن - چدابہاش کو - س - اچھا چدابہاش
کا سروپ کیا ہے - ن - برہم برہم کو برہم کا اگیان یعنی اپنے سروپ کو آپ
ہی بھول جاتا ہے س - اُس کے بہولنے مین نمت یعنی کیا ہے - ن - اودیا
یعنی جہالت - س - اودیا سرپ بیاپک سردگ کا گن ہے یا کہ الپک کا
اودیا یعنی جہالت - س - اودیا سرپ بیاپک سردگ کا گن ہے یا کہ الپک
ن - الپگ کا - س - تو تمہارے مت مین بنا ایک انت سردگ چیتن کے
دوسرا کوئی چیتن ہے یا نہین اور الپگ کہان سے آیا البتہ الپگ چیتن
برہم سے الگ مانو تو درست ہے جب ایک ٹہکانے برہم کو اپنے سروپ کا

اگیان ہو جاوے تو سارے برہم مین اگیان پھیل جاوے جیسے شریر
مین ایک جگہہ پھوڑا ہو جاوے تو تمام سریر مین پیڑا پھیل جاتی ہے ایسے
ہی برہم ایک جگہ اگیانی ہونے سے تمام برہم اگیانی اور کلیش یکت
ہو جاوے - ن - یہ سب اوپادھی کا دہرم ہے برہم کا نہین - س - اودیا
جڑ ہے یا چیتن ست ہے یا کہ است - ن - انرواچینیہ ہے یعنی جسکو ست
است کچھ بھی نہین کہہ سکتے - س - یہ تمہارا کہنا تمہارے ہی کہنے
کو رد کرتا ہے جس کو جڑ چیتن کچھ نہین کہہ سکتے جیسے سونا پیتل ملا
تب بھی کہو گے نہ ہم اسے سونا نہ پیتل کہہ سکتے ہین البتہ یہ کہہ سکتے ہین
کہ اس مین دونو دھاتو ملی ہین - ن - دیکھو جیسے گھٹاکاس مٹھا
اکاس مہاکاس اوپادھی گھڑا گھر اور میگھ کے ہونے سے الگ الگ
معلوم ہوتے ہین درحقیقت اکاس ایک ہی ہے اسی طرح مایا اودیا
سب ایک ایک اور انتہ کرنون کے اوپادہیون سے برہم اگیانیون
کو الگ الگ دکھتا ہے اصل مین ایک ہی ہے جیسے اگنی لمبی چوڑی
گول چھوٹی بڑی چیزون مین بیاپک ہو کر ویسا ہی دکھتا ہے یعنی
چوڑی لکڑی مین چوڑی اور گول مین گول اور لکڑی سے اگنی الگ

ہے اسی طرح انتہ کرنون مین برہم بیاپک ہوکر انتہ کرن اکا سچھی ساکھی لیکن انتہ کرنسے
الگ ہے - س - یہ تمہارا کہنا بے ارتھہ ہے کیونکہ جیسے گرہٹ مٹھہ میگھہ کو اکاس
بہن یعنی الگ مانتے ہو اسی طرح کارن کارج روپ جگت اور جیو کو برہم
سے اور برہم سے ان کو الگ مان لو - جیسے اگنی سب مین پرویشٹ ہوکر
دیکہنے مین اسی صورت کا دکہتا ہے اسی طرح پرم آتما جڑ اور جیو مین بیاپک
ہوکر اکاروالا اگیانی کو اکار یکت دکہتا ہے اصل مین برہم نہ جڑ ہے
نہ جیو ہے جیسے جل کے ہزار کونڈ سے دہرے ہون ان مین سورج کے
ہزار پرتی بمب یعنی عکس دکہتے ہین اصل مین سورج ایک ہے کونڈون کے
نشٹ ہونے سے جل کے چلنے یا پہیلنے سے سورج نہ نشٹ ہوتا ہے
نہ چلتا ہے نہ پہیلتا ہے اسی طرح انتہ کرنون مین برہم کا ابہاس جس
کو چدابہاس کہتے ہین پڑا ہے جب تک انتہ کرن ہے تب ہی تک
جیو ہے جب انتہ کرن گیان سے نشٹ ہوتا ہے تب جیو برہم روپ ہے
اس چدابہاس کو اپنے برہم روپ کا اگیان کرتا ہو کرتا سکہی دکہی پاپی پنی
آتما جنم مرن اپنے مین خیال کرتا ہے تب تک سنسار کے بندہنون
سے نہین چہوٹتا - س - یہ مثال تمہاری فضول ہے کیونکہ سورج اکار

دالا ہے اور جل کونڈ سے بھی اکار والے ہین سورج جل کونڈ دن سے الگ
اور جل کونڈ سے سورج سے الگ ہین تب ہی پرتی بمب پڑتا ہے اگر نراکار
ہوتے تو اُن کا پرتی بمب کبھی نہ پڑتا اور جیسے برہم اکاش ونت نرکار سرتر
بیاپک ہونے سے کوئی پدارتھ برہم سے الگ اور برہم پدارتھ سے
الگ نہین ہو سکتا اور بیاپ بیاپک سنبندھ ہونے سے ایک بھی نہین ہو سکتا
یعنی جیسے بیاپ بیاپک ہونے سے ہمیشہ ملے ہوئے اور الگ الگ
ہوتے ہین دیکھو یہ کتاب میرے ہاتھ مین ہے میرے ہاتھ سے الگ
نہین میرا ہاتھ یہ کتاب نہین کتاب میرا ہاتھ نہین جو ایک ہون تو اپنے
مین بیاپ بیاپک سنبندھ کبھی نہین گھٹ سکتا برہم کا ابھاس کبھی
نہین پڑ سکتا کیونکہ عکس کا ہونا بنا اکار یعنی مجسم کے ہونا ناممکن
ہے جو انتہ کرن اوپادھی سے جیو کو برہم مانتے ہو سو یہ تمھاری بات
بالک کے سے موافق ہے کیون انتہ کرن چلایمان کھنڈ کھنڈ اور برہم
اچل اور اکھنڈ ہے اگر تم جیو اور برہم کو الگ نہ مانوگے تو اس کا
جواب دیجئے کہ جہان جہان انتہ کرن چلا جائیگا وہان وہان
کے برہم کو اگیانی اور جس جس دیش کو چھوڑ دیگا وہان وہان کی

برہم کو گیانی کردیگا یا نہین جیسے چہاتا پرکاش کے بیچ مین جہان جہان
جاتا ہے وہان وہان کے پرکاش کو آورن یکست یعنی سایہ کرتا
جاتا ہے اور جہان جہان سے ہٹتا جاتا ہے وہان وہان کی دھوپ
کو چھوڑتا جاتا ہے تو کیا ویسے ہی انتہ کرن برہم کو جہین مین گیانی اور
جہت مین اگیانی جہین مین بدہ جہین مین مکت کرتا جائیگا اکھنڈ برہم
کے ایک دیس مین اورن کا پربھاؤ سب دیس مین ہونے سے جب
برہم اگیانی ہو جائیگا کیونکہ وہ چیتن ہے اور متھرا مین جس انتہ
کرن کے برہم نے جو بستو دیکھی اس کا سمرن یعنی یاد اس انتہ
کرنستھ سے کاشی مین نہین ہو سکتا کیونکہ اور کے دیکھے کا سمرن
اور کو نہین ہو سکتا جس چدابہاس نے متھرا مین دیکھا وہ کاشی
مین نہین رہتا کیونکہ جو متھر استھ انتہ کرن کا پرکاش ہے وہ کاشی
ستھ برہم نہین ہو سکتا۔ جو برہم ہی جیو ہے اور الگ نہین تو جیو کو
سروگ ہونا چاہئے اگر برہم کا پرتی بمب الگ ہے تو پہلے دیکھے کا
گیان کسی کو نہین ہو سکیگا جو کہو کہ برہم ایک ہے اس لئے سمرن ہوتا
ہے تو ایک جگہ اگیان کا دکھ ہونے سے سارے برہم کو اگیان یا

دکہہ ہونا چاہئے اور ایسی ایسی مثالون سے نت شدھ بدھ مکت سبہاو
برہم کو تم نے اشدھ اگیانی اور بندہن وغیرہ دوش ملیت کر
اکہنڈ کو کہنڈ کر دیا ہے - ن - نراکار کا بھی ابہاس یعنی سایہ
ہوتا ہے جیسے درپن یا جل مین اکاس کا ابہاس پڑتا ہے وہ جو نیلا
نیلا گہرا دکہتا ہے ویسے ہی برہم کا بھی سب انتہ کرنون مین عکس
یعنی بہاس پڑتا ہے - س - جب اکاس مین روپ نہین تو اس کو
آنکہہ سے کون دیکہہ سکتا ہے جو پدارتہہ دکہتا ہی نہین وہ درپن اور
جل مین کس طرح دکہیگا گہرا یا چہدرا ساکار ہے تو دکہتا ہے نراکار
نہین دکہتا - ن - اچھا جو یہ اوپر نیلا دکہائی دیتا ہے وہ اور رشن
والے مین دکہائی دیتا ہے وہ کیا چیز ہے - ہاتھ کنگن کو کیا درپن دیکہنا
ہمارے تو ایا پاتر مین اکاس دکہتا ہے - س - جب آدمی کی آنکہین
نہین ہوتی ہین تب کو کنگن آئینہ مین دکہے نہ دیسے اس کو یہی دکہتا
ہے کہ معلوم میرے ہاتہہ مین سونا ہے یا پاسوہا ساج ہی کی آنکہہ
کہول کر دیکہو اوپر اکاس مین پہرتہی اور جل کے پرمانو بہرے
ہوئے ہین یعنی دہول گرد اور جل جو سورج اپنی کرنون سے جلا کر

بھاپ روپ کرکے جل اوپر لے گیا ہے جہاں سے برکھا ہوتی ہے و
بھرے ہیں یہ جو دور دور تنبو کے سمان دکھتا ہے وہ جل کا چکر ہے
جیسے کو دور سے گھنا اکار دکھتا ہے اور نزدیک سے پھٹا ہوا
ڈیرہ کے موافق بھی دکھتا ہے ویسا ہی اکاش میں جل دکھتا ہے
ن - کیا ہماری رجو رسی اور سرپ کی اور سیپی کی مثال بھی جھو
ہے - س - نہیں تمہاری سمجھ چھوٹی ہے سو ہم نے پہلے کہہ دیا تھا ہے
یہ تو کہو کہ پہلے اگیان کس کو ہوتا ہے - ن - برہم کو - س - برہم الپگ
ہے یا سروگ - ن - نہ سروگ نہ الپگ کیونکہ سروگتا اور الپگتا اوپادھی -
سہبت میں ہوا کرتی ہے - س - اوپادھی سہت کون ہے - ن - برہم
س - تو برہم ہی سروگ الپگ ہوا تو تم نے الپگ اور سروگ کا کش
کیوں کیا تھا جو کہو کہ اوپادھی کلپت یعنی متھیا ہے تو کلپک یعنی کلپنا کرنے
والا کون ہے - ن - جیو برہم ہے یا کہ الگ ہے - س - جیو اور ہے اور برہم
اور ہے کیونکہ جو جیو برہم سروپ ہے تو جس نے وہ متھیا کلپنا کی وہ -
شدھ سروپ برہم نہیں ہو سکتا کیونکہ جس کی کلپنا متھیا یعنی جھوٹی
ہے تو سچا کیسے ہو سکتا ہے - ن - ہم سنت استت کو جیو مانتے ہیں

وچیہہ استت ہم تو زبان سے بولنا بھی جھوٹ سمجھتے ہیں ۔ س ۔ جب
جھوٹ کہنے اور ماننے والے ہو تو تم جھوٹے کیوں نہیں ۔ ن ج ۔ جھو
ٹ اور سچ ہمارے میں ہی کلپت ہے ہم دونو کے شاکشی اودھشٹان
ہیں ۔ س ۔ جو تم ستت اور جھوٹ کے ادھار ہو تو چور اور ساہوکار کے
ادن تم ہی ہوئے اس سے تم معتبر نہ ہوتا ہے جو ستت بولے ستت
مانے اور ستت کرے جھوٹ نہ بولے جھوٹ نہ مانے جھوٹ نہ کرے جب
اپنے آپ ہی متھیا وادی ہو تو تمہاری بات ستت کب ہو سکتی ہے
انادی مایہ جو برہم ہی کے آسرے اور برہم ہی کو ڈھانک لیتی
ہے اُس کو مان لیتے ہو یا نہیں ۔ س ۔ نہیں مانتے کیونکہ تم مایہ
ایسا کرتے ہو کہ جو بستو نہ ہو اور برتیت ہو سو اس بات کو دو
جن کے ہر دے کی آنکھیں پھوٹ گئی ہونگی کیونکہ جو بستو ہی نہیں
کا دیکھنا ناممکن ہے جیسے بانجھہ کے بیٹے کا عکس و کہتا ہے ۔
۔ دیکھو جیو چیتن ہے اور برہم بھی چیتن ہے اسواسطے جیو برہم کا
نہیں ہو سکتا ۔ س ۔ جیسے زمین بھی جڑ ہے اور پانی بھی جڑ ہے
دونو ایک نہیں ہو سکتے کیونکہ زمین میں گندھ ہے رس نہیں

بل ملنا وس سے گندہ نہیں جب تک کسی چیز میں سارے گُن نہ نظر آویں
تب تک وہ دو بستو سے ایک نہیں ہو سکتی فرض کرو ایک سا بیج کم ہو اور
ایک بیج بھینس سے بھینس وس پھر دودھ دیتی ہے تم پیدا کیا ہوا اسے بیج
و ہو لگا سے دیتے ہو ایسے ہی پرمیشر میں سروگیہ نربھیم سرب شکتیمان چیتن
وغیرہ گُن ہیں جو ہم میں ایسے گُن نہیں ہیں اس واسطے جیو برہم ایک نہیں
ہو سکتے بھلا یہ تو بتلاؤ کہ ست بڑا ہے یا کہ جھوٹ - ن - ست بڑا ہے
س - اچھا جب ست بڑا ہے تو اُس ست سروپ پرمیشر کو جھوٹ نے
کیسے دبا لیا - ن - اُس ہی کی اچھا سے - س بھلا کبھی چراغ اپنی اچھا
سے اندھیرا کر سکتا ہے - ن - چراغ جڑ ہے اُس میں اچھا ہی نہیں ہے
س - اچھا اب تمہارے کہنے سے دو تو ثابت ہو گئے ایک جڑ جس میں اچھا
نہیں دوسرا چیتن جس میں اچھا ہے آگے چلو دیکھو ہم تمہیں ابھی ثابت
کرتے ہیں اچھا یہ تو بتلاؤ کہ جب ایک برہم ہے جو کچھ نہیں تو یہ بھرم
کس کا ہوا کیونکہ جب کچھ چیز ہے نہیں ہے اُس کا بھرم کیسے کسی کو ہو سکتا ہے
ن - کسی کا بھی نہیں ہوا تم کچھ بھرم ہوا ہو گا ہم کو تو کچھ بھرم نہیں ہوا
س - اچھا برہم ایک ہے یا دو - ن ایک ہے - بھلا تم تو پرمیشر بن بیٹھے

میں اپنے کو جیو کیون مان رہا ہون جب ہم تم دونو ایک ہی ہین دوسرا
کوئی بھی نہین تو ہماری بھی تمہاری ہی حیثیت بڑی کیون نہین ہوئی
ن - ہماری بڑائی بھی کیون چاہتے ہو - س - اس طرح کہ ہم ابھی دیا کر تمہارے
منہ پر چانٹا رسید لگا دین تم بے کبھی نہین کہو گے کہ یہ بھی تو برہم ہے برہم
نے برہم کو مار دیا وہ خوش ہے پانی کو پانی مین شک دیا تو پانی کے کچھ
جوش تھوڑا ہی لگتی ہے بس ابھی پولیس مین نیک دیا تو پانی سے کچھ
ہے - مسلا کی طرح کو لیٹا الفلان فلان میرے گواہ ہین - ن ہم تو کچھ پانی
لا ہو کی اچھا نہین ہے - س - جو تم کو پانی لا ہو کی اچھا نہین تو ہم سے
اپنا پیر سے کیون دانت کلکش کر رہے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ کسی طرح ہمارا
چھوٹا کلکش بھی سدہ ہو جاوے - ن - تم تو بات بات پر بات چڑھاتے ہو اچھا
جو تم ایسی ہی تقریر کرتے ہو تو ہم اپنے گرو کو بلا کر لاتے ہین اُن سے تم بحث
کرنا - س - ہم کو تقریر بحث کی کچھ غرض نہین ست است کا جس کو نرنے
کرنا ہو کرے بھلا یہ تو بتاؤ تمہارا گرو تم سے کچھ زیادہ جانتا ہے تم بھی تو
ویسے ہی برہم ہو تم نے گرو کیون کیا کیونکہ گرو وہ کیا کرتا ہے جو کوئی
کسی سے کم ہو - ن - ہمارا گرو چار ساگر پڑھا ہے اور اُن کے پاس بیسون

یو ہتی ہین ایک دفعہ تو وہ جھوٹ کو بھی سدہ کرنے والے ہین
س - اچھا جاؤ بلا لاؤ جو تمہارا اگر دو چار ساگر پیٹرھ لے ہے تو ہمارے پاس
وید پاٹھی موجود ہین تمہارے گرد سنے تو چار ساگر ہین ایک دو ٹاپو
دیکھے ہونگے یہان ایسے وید ایشر کرت ہین جن کے اندر انیک لوک لوکان
کا حال درج ہے - س - اب میری ان صاحبون کی خدمت مین گذارش
ہے کہ جو اپنے آپکو ایشر مان بیٹھے ہین کہ ہرناکش کا بھی یہی گیان تھا کہ
مین ہی پرمیشر ہون دوسرا کوئی نہین اگر اس کا گیان تم کو اچھا معلوم
ہو تو تم کو اختیار ہے اگر پہلا دہگت کا گیان تمہاری سمجھ مین اچھا
معلوم ہوتا ہے تو اپنے آپ کو ایک تچھ جیو جانکر پرمیشر سے خوف
پاپ سے ڈرو یہ مت کہو کہ ایشر ہی کرا در ایشر ہی بھرتا ہے نہین
ہی کرتے ہو اور تم ہی بھروگے پرمیشر تو اپنے بنا [illegible] سے اس کا پہل
دیگا اب مین اس دیا کہیان کو ختم کرتا ہون اور پرمیشر سے یہی
کہتا ہے کہ ایشر تو ہم کو ایسی شردھا دے کہ جس سے کہ ہم تیری بھگتی مین تن
پر رہین نمستے - ن ٹھیرو ٹھیرو ہمارے گورو بھی آگئے ہین وہ بات ان
بھی کر تو - س - اچھا کہو - گورو - تم نے جو پرشن استر ہمارے چیلہ سے کئی کا

ب سن لیئے یہ لڑکا ہے اس کو ابھی سوال جواب کا حوصلہ نہیں تم ہماری
بات کا جواب دو۔ س۔ بولو۔ گرم۔ تم جیو کو الپگ اور برہم کو سروگ مانتے
ہو ہم اُس کا وچار اس طرح کرتے ہیں جیسا ستھر اپن دیودت کو کمل پہنے
ہوئے دیکھا تھا اور اُسی دیودت کو کاشی میں دوشالا پہنے دیکھا
تم نے کمل کا بھاو بھی چھوڑ دیا اور دوشالا کا بھاو بھی چھوڑ دیا
ایک دیودت کا شریر پاتر لے لیا ایسے ہی جیو کی الپگتا اور برہم
کی سروگتا چھوڑ کر فقط ایک چیتن پاتر لے لیا بس سب ایک برہم ہی
ہے۔ س۔ اچھا ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک برتن میں تو جل بھرا رکھا
ایک برتن میں پیشاب لیکر جل کی شدھتا اور پیشاب کی اشدھتا
کی بھاو چھوڑ دو دونوں میں ایک جل کی صورت او پتلا پن کا بھاو کرکے
کو تم پیو تب ہم جانیں کہ ہاں جو تم کہتے ہو سو کرتے بھی ہو۔ ن گرد۔
بیشو ارسے چیلہ! چنڈال ہم کو تو یہاں پیشاب پیانے کو لایا تھا
بس مہاراج میں اب چیلہ نہیں بنتا اب میری آنکھ کھل گئی۔
ارے مورکھہ کیوں گھبراتا ہے مجھ کو ایک لات دی تو لگا دے
کا سب برہم دور ہو جائیگا لا کٹیا سے میرا چنگ دف چیلہ

ادت لالا اور گرو دہاب لاونی گاتے ہے

لاونی

دیکھہ تو اپنے آپ تو ہے کون کہانسے آیا ہے
کس نے پیدا کیا اور کس نے تجھے بنایا ہے
جو تو کہے ہون باپ سے پیدا ماننے مجھہ کو جایا ہے
یہ تو غلط ہے ادسے تو آپ ہمین آپ سمایا ہے
دگدہا کو کر الگ اور سب دل کا دور جھمیلا کر
دوئی دور کر ہمیشہ نربہے پد مین کھیلا کر
جب تک ہے اگیان تب ہی تک کٹم قبیلہ بہائی ہے
گیان ہو تو آتما آپ ہمین آپ سمائی ہے
کوئی بنا ہے برہمن چھتری کوئی بیش شودر نائی ہے
ہم نے دیکھا تو سب کے بیچ مین کشور گھٹائی ہے
سماوے ہو بیخبر پڑے جو دکھہ سکھہ تن پر جھیلا کر
دوئی دور کر ہمیشہ نربہے پد مین کھیلا کر
تو اس کو پہچان تیرے اس شریر مین بستا ہے جو

کس غفلت مین پڑا اور کون نیند بھر رہا ہے سو
کھو لکے اپنی آنکھہ دیکھہ وہ ایک ہے اسکو سمجھہ بوجھ
کون ہے تیرا اور تو کس کا ہے تم سمجھو دو
اتم مین پر آتم کو اب دیکھہ کے درشن میلا کرو
دوئی دور کر ہمیشہ نربھے پد مین کھیلا کر
ایک برہم اور دوتی تاستی یہی بید کی بانی ہے
اس کو سمجھے وہی نر جو پورا گیانی ہے
جیسے جل کی ترنگ اور پھر جل کے بیچ سمانی ہے
کہ دیو سنگھہ بات یہ بنارسی سے جانی ہے
چھوڑ طرہ کلغی کا گانا نرگن کے گُن گایا کر
دوئی دور کر ہمیشہ نربھے پد مین کھیلا کر

س - یہ ادوئی تم نے اپنے جیو برہم کی یکتائی کے مسئلہ کو سنے ہوگا کہ کس طرح کبھی جھوٹ کی گرفت مین نہین آسکتا تم نے صاف کہا کہ تو اس کو پہچان جو تیرے شریر مین بستا ہے اس سے یہ مسئلہ ہوا کہ تو اور ہے اور وہ اور ہے اسی طرح بہت لفظ ایسے ہین کہ وہ

تمہارے پکش کو سدہ نہین کرتے اور دیت پرمیشر کو ہم بھی مانتے
ہین مگر ہم اور پرمیشر ایک نہین۔ گرو۔ ہم یہ نہین جانتے ہم کو
تم بھی اس طرح جواب دو جیسے ہم نے کیتائی سے دیا اگر تم کیتائی
نہین کر سکتے تو تم کو ہمارے موافق بدھی نہین جب تم ہمارے موافق
بدھی نہین تو تم کو ہمارے بات ماننی پڑیگی

س۔ یہ سچ ہے کہ تمہاری کیسی بدھی ہماری نہین ہے اور نہ ہم یہ
چاہتے ہین کہ تمہاری کیسی جڑ بدھی ہماری ہو کیا تم کیتائی کرنے
سے ایشر بن گئے ایسے ایسے کافئے تو ہم بھی ملا سکتے ہین لو سنو

لاونی

شعر

جیو مین اور برہم مین جو ایکتائی مانتے
ہم تو اُن کو ہر نا سمجھ سے بھی بڑہکر جانتے
ہائے بھارت باسیو تم آپ ایشر بن گئے
اسی کارن سے تمہارے سر پہ اشرح جہن گئے

ٹیک

جو یہ کہہ لوگون نے یہ گیان چلایا   کہا بھول بھرم مین برہم جیو کہلایا

چوک

اور جیو برہم مین کر دینی ایکتائی

ایک جیو مین کر دی سدو گتائی

کوئی کہے رمتی ہین جون دے سرب کہائے

کیا اس سے سرب کی سنتا گھٹ جائے

جو نہین تو برہم کا سے ہین بھید مایا

کہا بھول بھرم ہین برہم جیو کہلایا

کوئی کہے جیو ہے اُسی برہم کی چھایا

اُس کی ہو کیہ نکر چھاؤن نہ جس کی کایا

کوئی کہے برہم ہین آن ملے جب مایا

دو بتایہ مایا بھرم کہان سے آیا

اُس ست سروپ مین کہان سے جھوٹ لایا

کہا بھول بھرم مین برہم جیو کہلایا

کوئی کہے برہم سے موئی پھر مایا پر گھٹ

تو شدھ برہم کا ٹیڑھاپن سے کیا گھٹ

کوئی کہے جل میں بلبلا اٹھ سکے جو گیا سٹ

کہتا ہوں بلبلا آپ ہی میں آدھے اٹھ کے

وہ کون ہوں جل برہم میں جیو اٹھایا

کیا بھول بھرم میں برہم جیو کہلایا

کوئی کہے برہم اور مایا دونو انادی

کہیں ایک برہم پھر مایا اور علادی

کوئی کہے اودیا سے ہوا جگت اوپادی

تو اودیا کی اب برہم سے کیا بتادی

کہیں جگت سپنا کہ برہم کو نیند ستایا

کیا بھول بھرم میں برہم جیو کہلایا

کوئی کہے سندھ سے جیسے بوند ہو نیاری

ہے برہم سے ایسے جیو لو اسے بچاری

دھن لیج کل سے گیا نیم دھی ہی تھاری

آسرا کھنڈ جوت سے کھنڈ کھنڈ گزاری

اور نرانشی کو انشی بہا دکھاؤ
کہا بھول بھرم مین برہم جیو کہلایا
کوئی کہے گھڑے مین جون اکاس رہجاوے
جا ٹوٹ گھڑا پھر اکاس ہی رہجاوے
ہم کہین ہین کوئی اس کا راہ بتاوے
جب ایک برہم پھر گھڑا کہان سے آوے
وہ گھٹ شہ کس نے رچا اور کون ہٹایا
کہا بھول بھرم مین برہم جیو کہلایا
کوئی کہے کلپنا ماتر یہ سنسارا
ہو سے کلپت سے کلپنا کرتا نیارا
کہو برہم مین بھر اتنی نہین تم وید وچارا
ہے وید مین نربھرم اس کا نام پکارا
پر کس جگت کو کیون جھوٹا ٹھہرایا
کہا بھول بھرم مین برہم جیو کہلایا
یہ پاکھنڈی استہ بولنا کو یون بھرماوین

ہین ہم تم دونو شدھ برہم کہلاوین
اور اندریون کو اُن کا بھوگ بھوگاوین

نہین ہم تم کرتا نہین کرم پھل پاوین
کہے نول سنگھ اگیان نے دہرم ڈوبایا
کہا بھول بھرم مین برہم جیو کہلایا

گرو ۔ بھائی کہے تو تم نے بھی بکتی پور ریک بات اصلی جیو برہم ایک نہین ہو سکتے بھلا یہ تو بتاؤ وید ابھیاس وغیرہ ست گرنتھ کہان مل سکتے ہین اب ہمارا بھی یہ نسچہ ہو گیا ہم بھی ست اپدیس کرینگے بائبل وغیرہ کا آج سے ہم نے بھی تیاگ کیا ہان وید بتاؤ روٹی ملا کریگی

س ۔ وید بھاشیہ سب جگہ مل سکتے ہین اور گیہٹ شاستر بھی مل سکتے ہین اُن کو دیکھو جو سول ویدانت شاستر ہے جو کہ بیاس منی کرت ہے اُس کو دیکھو اُس مین کہین جیو اور برہم کی ایکتائی نہین لکھی ہے نئے گرنتھ جیسے باششٹ کے نام سے کسی نے رچ لیا ہے یہ بالکل ویدانت شاستر کے برخلاف ہین

ن ۔ شنکر اچارج بھی تو جیو برہم کو ایک مانتے تھے وہ کب

ودیاوان نہین تہے بس وہ بڑے ودیاوان تہے پر اُن کا جیو
برہم کی ایکتائی اپناست نہین تہا یہ صرف یون ہوا ہوگا کہ جس
وقت ناستک لوگون کا زور رہتا وہ ایشر اور وید کو نہین مانتے
تہے فقط جیو کو ہی مانتے تہے اُس وقت سری سوامی شنکر اچارج
نے اُن سے بہر دڑہی باد کرکے وید اور ایشر کا منڈن اور جیو کا کہنڈن
کر دیا تہا جس سے ست کا منڈن ہو جاوے جیسے کوئی کہیت کو کانٹون
کی باڑ کر لیا کرتا ہے لیکن وہ اپنا ست منڈن نہین کرنے پائے تہے
کہ جہٹ وہ ناستکون نے اُنکو زہر دیکر مار ڈالا تہا بس اُن کے
بعد اُن کے چیلون نے یہی مت پہیلا دیا۔ مگر دہیاتما دن کی جو اچہا
ہوا کرتی ہے اُس کو پرمیشر پورا کرتا ہے اُن کے زہر دینے
سے کیا ہوا پرمیشر کی سرشٹی ہے ایک شنکر کا نشٹ ہوا دوسرا
شنکر سوامی دیانند سورتی کا ہوا انہون نے اُس اچہا کو پورا کیا
فقط۔ جب تم لوگون کو ست اپدیش کروگے تو مدہی کیون نہین بلگی
کہا جو رہی روٹی کہاتے ہین اور لوگ بہوکے مرتے ہین ۔ نمستے

المشتہر
منتری نول سنگہ پردہان آریہ سماج منظفر آباد ضلع سہارنپور